مضامین اڈیسن

(حصہ اول)

جنکو

منشی محمد ارتضا علی صاحب علوی کاکوروی مصنف "ارمغان اودھ" وغیرہ

نے

انگریزی سے با محاورہ اردو مین ترجمہ کیا

اور جو

مطبع شام اودھ واقع گولہ گنج لکھنؤ مین طبع ہوئے

قیمت فی جلد — ۱۸۹۳ء

اشتہار

اِس کتاب کے جُملہ حقوق محفوظ ہین۔جن صاحب کو ضرورت ہو۔
بارسال قیمت نقد یا بذریعہ ویلوپے ایبل نشانات ذیل
سے طلب فرمائین

(۱) مولوی محمد ناصر علی صاحب تحصیلدار پنشنر۔ قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ

(۲) مینجر اودھ پنچ۔ گولہ گنج۔ لکھنؤ۔

(۳) محمد ارتضا علی۔ گولہ گنج۔ لکھنؤ

(۴) بابو گنیشی لال۔ حضرت گنج۔ لکھنؤ

(۵) رام چرن۔ بُک سیلر۔ امین آباد۔ لکھنؤ

(۶) بابو جے نرائن صاحب مالک رسالہ ناول۔ امین آباد۔ لکھنؤ۔

خاکسار
محمد ارتضا علی

بنام نامی

جناب مستطاب - جی - سی - ینسفیلڈ صاحب بہادر

ام - اے -

ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی و شمالی و اودھ

خاکسار مترجم نے

بحصول اجازت بکمال عجز و ادب

معنون کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا

ہمارے معزز اور جوہر شناس ناظرین پہلے سطور ذیل کو ملاحظہ فرمالیں۔ پھر شوق سے ترجمہ کو پڑہیں۔

یہ برا بھلا ترجمہ سر اڈیسن کے ان مضامین کا ہے جو اسپکٹیٹر مین شایع ہوے تھے۔

انگریزی دان حضرات تو اڈیسن اور اسپکٹیٹر کو اچھی طرح سے جانتے ہونگے اونکی طرف ہمارا روے سخن نہین۔ اب رہے ہمارے وہ دوست جنھون نے انگریزی نہین پڑھی ہے اور مغربی ادب کی فصاحت و بلاغت اور نزاکت بیان سے محض نا آشنا ہین اونھین ہم خود ان دونون کے حالات سے آگاہ کرینگے۔ اسپکٹیٹر کا مختصر اور مجمل حال اس مقام پر لکھا جاتا ہے اور اڈیسن کی کچھ تھوڑی سی سوانح عمری آخر کتاب مین شامل کردی گئی ہے۔ ملاحظہ سے گزریگی۔

"دی اسپکٹیٹر انگریزی ادب کا علمی اور عام پسند رسالہ یکم مارچ ١٧١١ء کو نکلا اور ٦ دسمبر ١٧١٢ء کو بند ہوگیا" اسنے اپنی تھوڑی سی عمر مین قوم برطانیہ کو جو فائدے پہونچائے۔ وہ پرانے پرانے مصلحان قوم سے بھی ممکن نہوے۔ یہ روزانہ پرچہ ایک طرح کا گلدستہ تھا جسمین اٹھاروین صدی کے مختلف نازک خیال فلسفیون اور قابل منشیون کے اعلے سے اعلے مضامین شایع ہوا کرتے تھے۔ اور انگریزی پبلک کے اوضاع اور اطوار پر انکا عمدہ اثر پڑتا تھا یہ رسالہ نہ تھا بلکہ گلزار ادب کے نازک نازک خوشرنگ ہمیشہ بہار نئے نئے مہکتے ہوئے پھولون کا

ایک خوشنما اور نظر فریب گلدستہ جو قابل لوگون کے ہاتھون تیار ہو کر ناظرین کی میز پر چُنا جاتا تھا۔ پھولون کے شوخ اور چمکتے ہوئے رنگ سے علمی دماغ روشن ہو جاتے تھے اور اسکی سبزی اور شادابی سے نکتہ بین آنکھون مین طراوت آجاتی تھی۔ جب یہ پرچہ نکلا تو ادب کی دنیا مین ہر طرف دھوم مچ گئی۔ اور ہر روز اسے آنکھین ڈھونڈھا کرتی تھین۔ یہ رسالہ ایسا مقبولِ عام اور مقبولِ انام ہوا کہ پہلے ہی ہفتہ مین اسکی اشاعت تین ہزار پرچون تک پہونچگئی۔ جو اوس صدی کے محدود تعلیم یافتہ طبقہ کو دیکھتے بہت زیادہ تھی۔ تین سو چوراسی نمبر کے چودہ ہزار پرچے فروخت ہوئے اور ہر مکمل جلد کی نو نو ہزار جلدین بحساب ایک اشرفی فی جلد بکین۔
اس رسالہ کے خاص خاص نامہ نگارون مین صرف دو ہی صاحب زیادہ مشہور ہوئے۔ ریچرڈ اسٹیل اور جوسف اڈیسن۔ اور ان دونون مین مسٹر اڈیسن کے مضامین زیادہ عام پسند اسوجہ سے تھے کہ اونمین خوش طبعی اور ظرافت کی چاشنی ہوتی تھی اور ہر شخص کو لطف حاصل ہوتا تھا۔ یہ نامور ادیب طرز تحریر مین اپنے رنگ کا آپ ہی موجد تھا۔ اوس صدی کے ضعیف الاخلاق انگریزون کو تہذیب کے پردے مین بناتا اور دل ہی دل مین چٹکیان لیا کرتا تھا۔ اوسکے قلم مین اس بلا کا زور تھا کہ اوسکی عبارت کو پڑھ کر منہ سے بیساختہ "واہ" نکل جاتی تھی۔ اس قابل منشی نے اخلاقی اور تمدنی برائیون کی اصلاح مین تحریر کے ذریعہ سے وہ نمایان کوششین کین اور انگریزی لٹریچر کو یونانیون اور رومیون کی نازکخیالیون سے ایسا آراستہ کر دیا کہ قوم برطانیہ اوسکے بار احسان سے کبھی سر نہین اُٹھا سکتی۔ اور انگریزی علم ادب ہمیشہ اوسکا شکر گزار رہیگا۔ اڈیسن نے اپنے قلم کے زور سے دینداری انسانی ہمدردی تہذیب۔ وشائستگی۔ مذاق۔ زندہ دلی۔ کو از سر نو زندہ کر دیا۔ اور ہر شخص کو جتادیا تھا کہ تم مین یہ یہ اخلاقی و تمدنی عیب ہین اور اونکی اصلاح اسطرح اور اس طریقہ سے ہوسکتی ہے۔
ہمنے اپنے ترجمہ کے لیے صرف اُن ہی مضامین کو منتخب کیا ہے جن سے تمام ہندوستان بالخصوص ہماری قوم کے خیالات کو بہت بڑے فائدے کی امید ہوسکتی ہے اور ہمارے اردو لٹریچر مین نئے نئے خیالات اور مضامین پیدا ہوسکتے ہین۔ جس حصہ مین کسی طرح کی مذہبی چھیڑ چھاڑ۔ اور نوک جھونک تھی یا اوسے خاص انگریزی زبان سے تعلق تھا اسکو ہمنے جان بوجھ کر قلم انداز کیا ہے۔

ہمکو اِن اعلےٰ مضامین کے ترجمہ مین بہت سی دِقتین پیش آئین۔ سب سے بڑی دِقت اور سخت مُشکل تو خود ہماری کم لیاقتی نے ڈال دی تھی۔ علاوہ اِسکے اٹھاروین صدی کے ادب مین الفاظ اور جملون کا جو مفہوم تھا وہ اب موجودہ انگریزی لٹریچر مین کچھ اور سے اور ہو گیا ہے۔ فقرون کی ترکیب و تہذیب اور الفاظ کی ترتیب و نشست مین اوس صدی سے دیکھتے اب زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ترجمہ کرتے وقت اول تو اُردو الفاظ ڈھونڈے نہین ملتے اور جو ملتے بھی ہین تو بہت تلاش اور دقت سے۔ اور پھر وہ بھی پورے پورے موزون نہین۔ (گو وہ کسی نہ کسی طرح چسپان ہو سکتے ہین)۔ فاضل اڈیسن نے لاطینی اور یونانی فلسفہ سے جو خیالات اپنے مضامین مین لیئے ہین اونکے مفہومات کا ترجمہ اور بھی دُشوار ہو گیا تھا۔

اللہ اللہ! ایسے ایسے اعلےٰ مضامین! اور پھر ایک قابل ادیب اور فاضل فلسفی کے قلم کے! ہم سا کم لیاقت مُترجم! اور ہماری ٹوٹی پھوٹی اُردو زبان۔! وہ تو کہیئے اِن مضامین سے اخلاقی فائدے کی اُمید اور طمع تھی اور اوس طمع نے ہمارے دل مین سرگرمی اور مستعدی پیدا کر دی تھی۔ ورنہ کبھی اونکے ترجمے پر ہمارا قلم نہ اوٹھتا۔

بہرحال جس طرح سے ہو سکا ہمنے اُن اعلیٰ مضامین کا ترجمہ کیا اور اوس ترجمہ کے دو حصے پہلا حصہ قابل اور قدردان پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ رہا دوسرا۔ وہ بھی بشرط قدردانی عنقریب شایع کیا جائے گا۔

اب ہم اِس سمع خراشی کو ختم کرتے ہین اور اِس گزارش کے آخر مین اِس خیال سے کہ کوئی ہمین ناسپاس اور خود غرض نہ ٹھہرائے اپنے عزیز بھائی اور مُہذب دوست محمد افتخار حسین صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہین جنھون نے اِس ترجمہ کی نظرثانی مین اپنا گران بہا وقت صرف کیا اور ہمین قیمتی مدد دی۔

ہمارے دوست الہ آباد یونیورسٹی کے بی۔ اے۔ اور پھر ایک قابل بی۔ اے۔ ہین۔ اونکی اخلاقی قابلیت اور علمی لیاقت ہمارے وطن کے سرمایۂ ناز و افتخار ہے ✣۔

لکھنؤ۔ گولہ گنج۔ کوٹھی مُنشی اطہر علی صاحب وکیل ہائیکورٹ لکھنؤ

۲۴۔ مارچ ۱۸۹۳ء۔ روز پنجشنبہ

محمد ارتضیٰ علی کاکوروی

مسرت بہار

مین اُن خطون کو جو میرے نام آئے تھے دیکھ رہا تھا کہ اتفاق سے ذیل کا خط مجھے مِل گیا یہ ایک ذہین دوست نے دو برس ہوئے کوپن ہیگن سے جب وہ وہان مقیم تھے مجھے بھیجا تھا۔

کوپن ہیگن - یکم مئی سنہ ۱۶ء

ڈیر سر

آپ کے ہان کھیتون اور جنگلون مین بہار آ گئی ہو گی۔ اب یہ زمانہ تنہائی کا ایسا ہے کہ ذرا ذرا سی تکلیف پر بھی شکایتون کا دفتر کھلے۔ عاشقون کے سوز و گداز کی پھر وہی کیفیت ہے اور زخم عشق ہرے ہو کر بہہ چلے ہین۔ گو مین اُن مُلکون سے جنکی آب و ہوا خوشگوار ہے۔ اتنی دُور پڑا ہون لیکن میری طبیعت بھی بالفعل خوش نہین رہتی۔ اگر مین اپنی بےچینی کی وجہ آپ پر ظاہر کرون تو غالباً آپ کو میرے حال پر ہنسی آئے کہ مین کمبخت کیسا پلے سرے کا وہمی آدمی ہون۔ تاہم مین تو یہی خیال کیئے جاؤن گا کہ مین واقعی پریشان ہون۔ کیونکہ مین ایسی سرزمین مین پڑا ہون جو بالکل بہشت کی ضد ہے۔ یہان کوئی موسم اچھا نہین ہوتا۔ اور اس ملک کے دیہات مین کہین نام کو بھی سبزہ زار نہین جن سے تفریح ہو۔ مجھے یہان آئے دو برس ہوئے اتبک مین نے نہ کسی طائر کی خوشنوائی اور نہ کسی چشمہ کی روانی کی سریلی آواز۔ اور نہ بادِ صبا کی سرگوشیون کو سُنا۔ مجھے یہان کبھی کوئی ایسا مرغزار دیکھنا نصیب نہوا جسمین پھول کھلے ہوتے۔ کہین معمولی ہوا چلتی ہو گی یہان آندھی آتی ہے۔ ذرا سے پانی مین بھی بحرِ ذخار کا عالم نظر آتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر آپ ذرا بھی غور فرمائین گے تو آپ کو میری تمام شکایتین لغو اور غیر سنجیدہ طبیعت کے نتیجے نہ معلوم ہونگی۔ کیونکہ جنگل کھیت۔ پھول۔ دریا۔ اور چشمہ کا عشق تو روزِ ازل سے ہی مین اور ہر ذی روح میں ان کا کہین وجود بھی نہ تھا۔ ہمارے خمیر مین ہے۔

مین ہون آپ کا - - - - - - - -

اگر اپنی خواہش پر اپنے ملک سے دوسرے ملک میں پہونچ جانا میرے اختیار میں ہوتا۔ تو میں سرما ہسپانیہ۔ بہار اطالیہ تابستان انگلستان اور خزان فرانس میں بسر کرتا ان تمام موسموں میں کوئی موسم ایسا نہیں ہے جو پیاری خوشنما اور فرحت انگیز بہار کو پہونچ سکے۔ بہار کا اور سب موسموں میں وہی مرتبہ ہے جو صبح کا دن کے اوقات میں پایا جاتا ہے۔ [illegible] اور ملکوں میں فرنگستان کے تمام ملکوں سے بڑھ کر انگلستان کا تابستانی موسم ہوتا ہے۔ اسکی بس یہی وجہ ہے کہ اس فصل میں زیادہ بہار رہتی ہے۔ ہمارے ہاں کے موسم کا سخت نہ ہونا اور تھوڑے تھوڑے دن مینہ کا برسنا۔ اور شبنم کا گرنا۔ کھیتوں کو ہمیشہ تر و تازہ رکھتا ہے۔ اور گرم سے گرم مہینہ میں بھی سبزہ لہلہایا کرتا ہے۔ آغاز بہار میں تمام مخلوق اپنی اصلی حالت پر عود کرنے لگتی ہے۔ اور طبیعت انسان میں بھی وہ حیوانی مسرت اور جوش محسوس ہوتا ہے جس سے چڑیاں چہچہانا شروع کر دیتی ہیں اور تمام جانور خوش اور بشاش ہو جاتے ہیں۔ اس مضمون پر کہ تماشائیان عالم کے دل قدرت کی نیرنگیوں کو دیکھ کر کیسے باغ باغ ہو جاتے ہیں۔ ملٹن[1] صاحب سے بڑھ کر کسی نے غور نہیں کیا۔ انھوں نے اپنی نظم "پیراڈائز لاسٹ"[2] میں دو یا تین مقام پر "ورنل ڈیلائٹ" یا موسم بہار کی مسرت کو بیان کیا ہے۔ اور اس نظم میں یہ دکھایا گیا ہے کہ گویا ابلیس تک کو بھی اس قسم کی خوشی محسوس ہوئی۔

(چند اشعار کا ترجمہ)

"شگوفے اور سنہری پھل یکبارگی نکل آئے۔ اور ان میں مینائی رنگ بھی ملے جلے تھے۔ خورشید جہان تاب نے زیادہ [illegible] ان پر شام کے ابر اور قوس قزح کی بہ نسبت زیادہ تر اپنی شعاعیں اُنپر ڈالیں جب خدا نے زمین کو پانی سے سیراب کر دیا تو تمام زمین تر و تازہ اور شاداب دکھائی دینے لگا۔ اب وہ سکتا [illegible] ہوا ملتی ہے اور اوسکا دل مسرت بہار سے باغ باغ ہوا جاتا ہے اور ایسی فرحت ہوتی ہے جو تمام افسردگی کو دل سے دور کرتی ہے مگر مایوسی" - - - - - - -

بہت سے مصنفوں نے مخلوق کی خودپسندی پر خامہ فرسائی کی ہے اور اس عالم کی بے فیضی اور کسی اصلی اور مادی خوشی پیدا کرنے کی ناقابلیت کو دکھایا ہے۔ جس طرح اس قسم کے اقوال یا تحریرات شوقین اور

---

[1] یہ انگلستان کا بہت نامی گرامی شاعر تھا۔ ۱۶۰۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۷۴ء میں مر گیا۔ [2] یہ مشہور نظم پہلے پہل ۱۶۶۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں حضرت آدم کے بہشت سے نکالے جانے کا حال بہت خوبی کے ساتھ باندھا گیا ہے۔

یار باش لوگون کے مطلب کے ہین اوسیطرح وہ خیالات جو ہر شئے کو عمدہ صورت مین دکھاتے او
تمام موجودات کا ہماری تفریح کے اسباب مین شریک ہونا ظاہر کرتے ہین غمگین اور افسردہ
مزاج آدمیون کے حق مین کچھہ کم مُفید نہین ہین - اسی وجہ سے مین نے آخری شنبہ کے دونون
مضمونون مین طبیعت کے بشاش رکھنے پر زور دیا تھا اور اب بھی مین اسی غرض سے لکھتا ہون
کہ دُنیا پر جسمین فی الحال ہم ہین عام نظر ڈالنے سے نہ صرف اپنے نہ اوسکے خیال سے جسپر ہم لوگ
تکیہ کرتے ہین بلکہ صرف اس موسم کے لحاظ سے جسمین یہ مضمون لکھا جاتا ہے طبیعت کے خوش رکھنے
پر زور دیتا ہون -

فضاے عالم اچھی طبیعت کے آدمی کے لیئے ایک خوانِ نعمت ہے جس شئے پر اوسکی نظر پڑتی ہے وہ
اوسے محظوظ اور خوش کرتی ہے - پروردگار عالم نے نیچر یا خلقت کو ایسے ایسے حُسن بخشے ہین
جنھین دیکھہ کر ممکن ہی نہین کہ انسان بشاش نہو جائے - بشرطیکہ وہ مکروہات دُنیا اور حظ
نفسانی مین بحید ڈوبا ہوا نہو - صاحب زبور نے معرفت کی کئی نظمون مین خوشنما اور دلفریب
سمان دکھائے ہین جو دل کو بشاش اور اوسمین اوسی مسرت بہار کو پیدا کر دیتے ہین - اس قسم
کا مذاق "نیچرل فلاسفی" یا علم طبیعیات کی سیر سے ترقی کرتا ہے اور نہ صرف تصوّر و خیال - بلکہ
قوت مدرکہ کو ایک قسم کا حظ ہوتا ہے - چشمون کی آواز - طیور کی نوا سنجیون پر درختان باغ کے سایہ اور
جنگلون - یا کھیتون کے نئی نئی رنگ یا مرغزار ہی پر یہ منحصر نہین ہے بلکہ اس سے اُن مقاصد
پروردگاری پر نگاہ جاتی ہے جو اون سے پورے اور عقل کل کے اُن عجائبات پر بھی جو
اُن سے ظاہر ہوتے ہین - اس سے آنکھہ کی مسرتون کو ترقی اور روح مین ایسی کیفیت وجدانی پیدا
ہوتی ہے جو عبادتِ الٰہی سے کچھہ ہی کم ہے - لیکن ہر شخص کی یہ طاقت نہین کہ کتاب خلقت کے
ایسے بڑے مصنف کی اس قسم کی عبادت کرے جسکا ذکر کیا گیا ہے - اور ایسی پاکیزگی سے خالق اکبر
کی ذاتِ بابرکات کا دھیان جو اوسکی نظر مین بلاشبہہ اعلےٰ درجہ قبولیت کا رکھتا ہے -

مین اپنا اس مختصر مضمون کو اوس خوشی کے ذکر پر تمام کر دونگا جو موجودہ موسم سے پیدا
ہوتی ہے اور اس مشورہ کے ساتھہ کہ وہ خوشی کیجائے جسکے کرنے کے لیئے ہر شخص مین کافی لیاقت
موجود ہے - مین اپنے ناظرین کو یہی صلاح دونگا کہ وہ اس روحانی اور فطرتی مسرت سے

نصیحت حاصل کرین اور اس مسرتِ بہار کو ترقی دین - جب ہم اپنی ذات مین اس مسرت خیز حیوانی عقل کو دیکھتے اور اس پوشیدہ اطمینان اور بشاشت کو پاتے ہین جو خلقت کی خوبصورتیون سے پیدا ہوتی ہے تو ہمکو اس امر پر غور ہونا چاہیے کہ وہ کون ایسا ہے جسنے ہمارے محسوسات کے محظوظ ہونے کے لیئے ایسی ایسی تفریح کی چیزین بنائی ہین اور جسکا دستِ مبارک ایسا کشادہ ہے اور دنیا کو نیکیون سے مالامال کردیتا ہے۔

حضرت داود ہمکو تعلیم کرتے ہین کہ ہم طبیعت کی موجودہ حالت اور اُس نصیحت سے فائدہ اُٹھائین جو عبادتِ الٰہی مین رنجیدہ اور زبور خوانی مین خوش ہونے والون کے حق مین کی گئی ہے - قدرت کی صناعیون کو دیکھ کر جو بشاشت دل مین پیدا ہوتی ہے وہ انسان کو شکر نعمت الٰہی بجالانے کے لیئے بخوبی تیار رکھتی ہے - دل نے حمدباری اور سپاس گزاری کی راہ دُور تک طے کی ہے اور اوسمین ایسی پوشیدہ مسرت یعنی ایسا سپاس آمیز خیال سمایا ہوا ہے جو خالقِ مسرت اللہ جل شانہٗ کی نسبت ہے - یہ دل کی دائمی حالت وہ حالت ہے جو ہر کھیت اور جنگل مین مذہبی تقدس پیدا کرتی اور صبح و شام کی معمولی شی کو ایسی قربانی کی صورت مین تبدیل کرتی ہے جو راہ خدا مین کیجاتی ہے - یہ وہ حالت ہے جس سے آفتاب مسرت کی اُن نادار شعاعون مین افزایش ہوگی جو فطرتاً روح کو منور اور ایسے موقعون پر اوسے تروتازہ کرتی ہے حتیٰ کہ دائمی آسودگی اور آرام کی حالت قائم ہوجاتی ہے۔

بشاشت

بشاشت کا پہلا خاصہ یہ ہے کہ وہ تندرستی کو بڑھاتی ہے - دل مین کچھ ایسی بدمزگیان اور مخفی شکایتین ہوا کرتی ہین جنسے غیرمحسوس صدمات اُن نازک نازک رگ و ریشون کو پھونچتے ہین جو جسم کے زندہ رکھنے والے حصون مین شامل ہین اور اون ہی صدمات کی بدولت جسم کی کَل گھس کر بگڑ جاتی ہے - یعنی اُن جوشون کو جو خون مین اُٹھتے اور اُن بےقاعدہ اضطراب

پیدا کرنے والی حرکتون کو جو خواہشات حیوانی مین محسوس ہوتی ہین نہ بیان کرونگا۔ مجھے بہت کم یاد ہے کہ ایسے بہت سے تندرست اشخاص یا توانا و تندرست آدمی میرے دیکھنے مین کبھی آئے ہون کہ اونکے مزاج مین معمولی خوش طبعی اور بشاشت کے درجہ سے زیادہ نہین تو کم سے کم ایک طرح کی آرام طلبی نہو۔ سچ ہے کہ بشاشت سے تندرستی اور تندرستی سے بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ فرق ہے تو اتنا کہ ہمین ایسے زیادہ تندرست لوگون کے دیکھنے کا بہت کم اتفاق ہوا ہے جنمین کسی نہ کسی طرح کی بشاشت نہو۔ اور یہ بات تو بہت دیکھنے مین آئی ہے کہ بشاشت ایسے لوگون مین پائی جاتی ہے جو زیادہ تندرست نہین رہتے۔ بشاشت کو طبیعت سے وہی دوستانہ تعلق ہے جو جسم کے ساتھ ہے۔ اس سے ناخوشی اور تفکرات دور ہوجاتے ہین۔ ہواے نفسانی کا جوش کم ہوتا اور روح مین ایک طرح کا مستقل سکون پیدا ہوجاتا ہے۔ چونکہ مین آخری سبب پر پہلے ہی سے قلم اٹھا چکا ہون۔ لہذا مین یہان یہ بیان کرونگا کہ یہ دنیا جسمین ہم لوگ ہین ایسی ہزارون چیزون سے بھری پڑی ہے جو ہماری طبیعت مین بشاشت پیدا کرتی اور اوسے تر و تازہ رکھتی ہین۔ اگر ہم دنیا اور انسان کے تعلقات پر غور کرین تو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا ہمارے ہی کام کی بنائی گئی ہے اور جو ہم اوسکی قدرتی خوبصورتی اور باہمی تسلسل پر نظر ڈالتے ہین تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ہماری ہی خوشی کے لیئے پیدا ہوئی ہے۔

آفتاب جو تمام مخلوق خدا کی جان ہے اور ہماری ضروریات زندگی کو مہیا کرتا ہے اوسمین ایک طرح کا خاص اثر انسان کے خوش کرنے کا موجود ہے۔ بہت سے ذی روح جو ہمارے فائدے یا کام کے لیئے خلق کیئے گئے ہین جنکی نوا سنجیون کے شور سے جنگل گونج اٹھتے یا جو شکار ہوتے یا جنکی دلفریب صورتون سے ہمارے دل مین مسرت انگیز خیال آتے ہین۔ فوارے جھیلین اور دریا جسطرح زمین کو سیراب کرتے ہین اوسیطرح ہمارے خیال کو تازگی پہونچاتے ہین۔ ایسے بہت سے مشہور مصنف ہین جنھون نے نہایت پر زور دلیل پیش کی ہے کہ زمین اور رنگون کی بہ نسبت زیادہ تر سبزی سے دیکھنے کی ہوتی ہے۔ اندھیرے۔ اجالے۔ کا ایسا ٹھیک ٹھیک میل ہے کہ اوسکے دیکھنے سے نظر کو تکلیف کی جگہہ فرحت اور قوت ہوتی ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ مصور اپنے قریب سبز پردے لٹکا رکھتے ہین۔ تاکہ رنگ آمیزی مین بہت زیادہ دیدہ ریزی کے

بعد نگاہ کو آرام وسکون ہو۔ ایک مشہور جدید فلسفی نے اسکی وجہ ذیل مین یون بیان کی ہے
جن رنگون مین زیادہ چمک ہوتی ہے وہ اوس حیوانی قوت کو جو صرف نظر ہوتی ہے
کمزور اور مغلوب کرتی ہے۔ بخلاف اسکے جو رنگ زیادہ تاریکی کے لیئے ہوتے ہین اونکی وجہ
سے قوت حیوانی کو پورا پورا کام نہین دینا پڑتا اور یہ ساتھہ ہی اسکے وہ شعاعین جو ہمارے
دل مین سبزی کا خیال پیدا کرتی ہین آنکھہ پر ایسی ٹھیک ٹھیک پڑتی ہین کہ ان
قوت حیوانی جیسا چاہیے کام دینے لگتی ہے اور ان دونون چیزون مین باہمی معارضہ
کچھہ ایسا برابر کا ہوتا ہے کہ طبیعت کو بہت ہی خوشی اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ جو ...
اثر کا ہونا تو یقینی ہے اور اسی دلیل سے شعرا خاص اس رنگ کو "چیرفل" یعنی فرحت پیدا
کرنے والا بتاتے ہین۔ جب ہم یہ خیال کرتے ہین کہ نیچر کی صناعیون مین دو ہرے مطلب رکھے
گئے ہین وغیرہ یہ کہ وہ مفید بھی ہین اور فرحت انگیز بھی۔ تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نباتاتی دنیا
کے جو سب سے زیادہ کارآمد یا مفید حصہ ہین وہی سب سے بڑہ کر خوبصورت یا خوشنما ہوتے ہین
جن سے پودون کی متعدد نسلین نشو ونما پاتی اور باقی رہتی ہین وہ بیج ہین اور ہمیشہ
پھولون اور غنچون مین رہتے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نیچر یا قدرت نے اپنا اصلی مطلب
چھپایا ہے اور اپنا کار اہم انجام دے رہی ہے اور اسی حالت مین زمین کو خوبصورت اور
خوشنما بنانے مین جان لڑائے دیتی ہے۔ اسیطرح سے کسان اپنی تمام زمین کو باغ بنا
اور اسمین مصروف ہے مگر در اصل اوسکو فصل اور اوسکے اچھے ہونے کا خیال ہے اور کسی
بات کا نہین۔ ہم آگے بڑہ کر اس امر پر غور کرینگے کہ پروردگار عالم نے توجہ فرما کر دل مین اشتیاق
رکھدی ہے اور دل کو ایسی قطع کا بنایا ہے کہ اوسکو ایسی چیزون سے خوشی ہوتی ہے جو بہت
کم کام آتی ہین۔ دیکھیے جیسے چٹانین اور ریگستان بیابان۔ یا اسیطرح کی قدرت کے
اور کرشمے۔ ماہرین فلسفہ کے خیال بہت اونچے جاتے ہین جو وہ اس بات کو سوچین کہ اگر کسی
شی کے اصلی خواص ظاہر ہو جائین۔ تو کوئی زیادہ خوشی اور اطمینان حاصل ہو۔ اور پھر
اسکی کیا وجہ ہے کہ اوس شی کو ایسی طاقت عنایت ہوئی ہے کہ وہ ہم مین ایسے خیالی اوصاف
مثلاً ذائقہ۔ رنگ۔ آواز۔ بو۔ گرمی اور سردی۔ پیدا کرسکتی ہے۔ مگر انسان جب قدرت کے

ردی اور بون سے واقف ہوتا ہے تب ہی اوسکو بشاشت اور مسرت محسوس ہوتی ہے۔ الختصر دنیا ایک تھیٹر یا تماشہ گاہ ہے جسمین ایسی چیزین بہت سی بھری پڑی ہین جن سے ہمارے دل مین یا تو مسرت و فرحت یا حیرت پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ ناظرین کے خیالات اونھین بتاینگے کہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ہوتا ہے۔ موسم بدلتے ہین مع ان مختلف تغیرات کے جنسے عارض قدرت پر نئے نئے عالم نظر آتے ہین۔ اور سین خوش کرنیوالی صورتین برابر آنکھون کے تلے پہرا کرتی ہین۔

مین اس مقام پر اُن تفریحون کا ذکر نہ کرونگا جو صنعت کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہین اور نہ دوستی سے لطف۔ کتابون کی سیر۔ بات چیت کی لذت اور نہ زندگی کے اتفاقی مزوانکا اسلیئے کہ مین چاہتا ہون کہ صرف اُن ترغیبون کا ذکر کرون جو ہر طبقہ اور درجہ کی بشاشت طبیعت کو ہوتی ہین اور جنپر غوض کرنے سے صاف صاف یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ پروردگار عالم کا یہ ارادہ کبھی نتھا کہ اس دُنیائے فانی مین انسان رنجیدہ رہے اور وہ اوسکو بیزار رکھے۔ مین بشاشت پر بہت زور دیتا ہون۔ کیونکہ یہ ایک ایسی صفت ہے جس سے اور قومون کی بہ نسبت ہمارے ہم وطن بہت کم متصف ہین اونمین اسکی کمی ہے۔ رنج ایک طرح کا بھوت ہے جسکا گزر ہمارے جزیرے مین ہوا کرتا ہے اور اکثر مشرقی ہوا کے جھونکے کے ساتھ ہم تک پھونچ جاتا ہے۔ ایک فرانسیسی ناولسٹ یا فسانہ نگار بخلاف اورون کے جو قصہ کے عنوان مین سال کے موسم گُل کا سمان دیکھاتے ہین۔ یون لکھتا ہے۔

”نومبر کے اوداس مہینے مین جب اہل انگلستان پھانسی لگا کر جان دیتے اور ڈوب مرتے ہین ایک بیقرار عاشق کشت زار مین چہل قدمی کرنے لگا“

انسان کو چاہیے کہ آب و ہوا کی خرابی اور سوء مزاجی سے بچے اور ایسے خیالات مین ڈوبا رہے جن سے طبیعت کو سکون ہو اور اُسے اتنی طاقت ہو جائے کہ وہ ذرا ذرا سی تکلیفون اور مصیبتون کو جھیل جائے جو ہر فرد بشر کو بالعموم ہوا کرتی ہین اور اس قسم کے تحمل سے خوشی اور بے خلل آسودگی حاصل رہیگی۔ اسقدر عرض کرنے کے بعد مین ناظرین کو اسبات کی طرف متوجہ کرتا ہون کہ جب نظر ڈالے تو دُنیا کی اچھی ہی باتون پر ڈالے۔ مین یہ ضرور کہونگا کہ بہت سے عیش و راحت

کے سامان جو ہمارے لیے مہیا کیے گئے ہین ایسے ہین کہ اُن سے فطرتاً صدہا بُرائیان پیدا ہوتی ہین لیکن اگر انسان سمجھے تو اُن سے کبھی دل کو رنج نہین پہونچ سکتا اور نہ اوس یقین مین فرق آسکتا ہے جسکی نسبت مین لکھہ رہا ہون۔ قدرت کی نیرنگیون مین یہ بات بھی داخل ہے کہ بدی اور نیکی کا چولی دامن کا ساتھہ ہے۔ راحت کے بعد مصیبت ضرور ہوتی ہے۔ اس امر کو مسٹر لاک[1] نے اپنے "استسے آن ہیومن انڈرسٹینڈنگ"[2] مین ایک اخلاقی سبب کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور الفاظ یہ ہین۔ "علاوہ وجوہات مذکورہ مین ایک دلیل اور پیش کرتا ہون کہ کس وجہ سے خدا نے اُن چیزون مین جنکا اثر ہمپر ہوتا ہے اور جو ہمارے چہار طرف ہین خوشی اور رنج کو بھر دیا ہے اور وہ ہمارے تمام خیالات اور منصوبون مین شریک ہوتی ہین اور کیون ہم اُن سب فرحت انگیز چیزون مین جو مخلوق سے ہمکو ملتی ہین خامی اور بے اطمینانی پاکر اوس ذاتِ پاک کے خیال سے خوشی کی توقع رکھتے ہین کہ جسکے پاس پوری خوشی ہے اور جسکے سیدھے ہاتھہ کی طرف لازوال مسرتین موجود رہتی ہین"۔

دوستی

انسان تو یہ خیال کرتا ہے کہ جس صحبت مین ہم بیٹھتے ہین اوسمین جتنا زیادہ مجمع ہوتا ہے۔ اُتنے ہی زیادہ مضامین پر گفتگو ہوتی ہے اور خیالات ظاہر ہوتے ہین۔ مگر ہوتی یہ بات ہے کہ بھرے مجمعون مین جتنی محدود اور تکلف کے ساتھہ گفتگو ہوتی ہے اُتنی کہین نہین۔ جب کسی مبحث پر گفتگو کرنے کے لیے بہت سے لوگ جمع ہو جاتے ہین تو اونکے مباحث خاص کرکے ظاہری صورتون اور عام حالتون سے شروع ہوتے ہین اور اگر ہمکو مرد و زن کے زیادہ مختصر مجمع مین شریک ہونے کا اتفاق پڑتا ہے تو اوسمین موسم۔ وضع و قطع۔ یا آتشیں خراش اخبار اور اسی قسم کی عام باتون کا تذکرہ ہوتا ہے۔ کلب اور احباب کے جلسہ مین آئیے تو کسی قدر بے تکلفی کے ساتھ

[1] انگلستان کا ایک مشہور فلسفی ۱۶۳۲ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۰۴ء مین وفات پائی [2] کتاب کا نام ہے۔

اور خاص خاص باتون کا ذکر ہوتا ہے لیکن نہایت بے تکلفانہ صاف صاف اور مفید باتین وہی ہوتی ہین جو دو بے تکلف اور دلی دوست آپسمین کرتے ہین۔ انسان ایسے موقعون پر اپنی کسی خواہش اور خیال کو جو دل مین ہوتا ہے نہین چھپاتا۔ اور اپنی تمام پوشیدہ رایون کو جو وہ لوگون یا چیزون کی نسبت قائم کرچکتا ہے ظاہر کردیتا ہے۔ وہ اپنے زور خیال اور حسن خیال کو آزماتا اور اپنا تمام کچا چٹھا اپنے دوست سے اسلیے بیان کردیتا ہے کہ وہ بھی اوسے جانچے۔ پہلا شخص ٹلی[۱] تھا جسکی یہ راے ہوئی کہ دوستی ہماری خوشی کو دوچند کرتی اور ہمارے دکھ کے بانٹ دینے سے آرام کو بڑھاتی اور مصیبت کو گھٹاتی ہے۔ اس خیال سے اُن سب کو اتفاق ہے جو اوسکے زمانے سے ابتک دوستی پر مضمون لکھتے چلے آئے ہین۔ دوستی مین جو اور اور فائدے ہین اون کو سر فرانسس بیکن[۲] نے بہت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یا بقول اونکے شاخ دوستی کے اُن پھلون کا ذکر جو اوس سے ملتے ہین اور فی الواقع علم اخلاق مین اسکے سوا کسی دوسرے مضمون پر اتنی خامہ فرسائی نہین ہوئی ہے اور نہ کوئی اور مضمون اتنا پامال ہوا۔ منجملہ بہت سی عمدہ باتون کے جو اوسکی نسبت بیان کی گئی ہین مین چند کا حوالہ ایک پرانی کتاب سے دونگا۔ اگر وہ کتاب کانفیوشس[۳] یا کسی مشہور یونانی فلسفی کی تصنیفات سے ہوتی تو اس زمانے کے ذہین لوگ اوسے موجودہ علم اخلاق کا سب سے زیادہ عمدہ رسالہ تصور کرتے۔ میری مراد اُس چھوٹے اور مذہبًا غیر مستند رسالے سے ہے جسکا نام "دی وزڈم آف دی سن آف سیرک" ہے۔ دیکھو کس خوبی کے ساتھ اسنے خلق و مروت کرتا اوسی دوست بنانے کی ترکیب بیان کی ہے اور اوسمین اوس مقولہ یا نصیحت کو لکھا ہے جسے ایک حال کے عمدہ مصنف نے اپنا مقولہ قرار دے کر یون بیان کیا ہے۔

"دوست تو چند ہی ہونے چاہیے مگر خیر منانے والے بہت سے"

میٹھی زبان سے زیادہ لوگ دوست ہوجاتے ہین اور سچی اور صاف بات کہنے والے کی زیادہ

---

[۱] روما الکبرے کا ایک مشہور مصنف [۲] انگلستان کا ایک مشہور فلسفی۔

[۳] یہ ایک قدیم چینی فلسفی تھا اور بڑا مشہور عقلمند حکیم جس سے شہنشاہ چین کو بہت محبت تھی یہ نامور فلسفی حضرت عیسی سے ... پہلے تھا

آؤ بھگت ہوتی ہے۔ سب کے ساتھ ہنس مکھ پیش آؤ۔ اور ہزار مین ایک کو اپنا مشیر بناؤ۔ دیکھو ہمکو کس دانشمندی سے دوستون کے انتخاب مین متنبہ کرتا۔ اور دغاباز اور خود غرض دوست کا کیسا سچا خاکہ اوڑاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ”اگر تو کسی کو اپنا دوست بنانا چاہے تو پہلے اوسکو آزما۔ اور بہت جلد اوسپر اعتبار نہ کر۔ کیونکہ بعض شخص اپنے مطلب ہی تک دوست بنا رہتا ہے۔ اور وہ مصیبت مین تیرا ساتھ نہ دے گا۔ ایک طرح کا دوست اور بھی ہوتا ہے جو تجھسے بگڑکر اور تیرا دشمن بنکر تیری بدنامی اور ذلت کا خواہان ہوگا“ پھر لکھتا ہے کہ ”بعض دوست ایسے بھی ہوتے ہین جنکی رفاقت دسترخوان ہی تک رہتی ہے۔ عسرت مین وہ تیرا ساتھ نہ دینگے۔ ہان البتہ فراغت یا اقبال مندی کے زمانے مین تجھسے ایسے ملینگے کہ تجھمین اور اونمین کوئی فرق معلوم نہوگا۔ وہ تیرے نوکرون پر اپنی حکومت جتائین گے اور جب تجھپر ادبار آئیگا تو وہ تیرے مخالف بنجائین گے اور تجھسے مُنہ چھپاتے پھرین گے“ دیکھو ذیل مین کیسی عمدہ بات لکھی ہے جس سے بڑھکر نہ تو کوئی پاسنی ہے اور نہ کسی مین اتنا استحکام۔

”اپنے دشمن سے الگ رہ اور اپنے دوستون کا خیال رکھ“

اسی کے بعد دوستی کے فوائد مین ایک خاص فائدہ کی تخصیص کی گئی ہے اور اوسی کو مذکورہ بالا مصنفون نے لکھا ہے اور جس قدر دوستی کی تعریف کی ہے وہ بہت بجا و درست اور بہت عمدہ ہے۔ ”وفادار دوست کیا ہے ایک مستحکم پناہ یا حمایت۔ اور جسے ایسا دوست ہاتھ آجائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اوسے ایک خزانہ مل گیا۔ وفادار دوست کی کوئی برابری نہین کرسکتا۔ اور اسکی خوبی کی کوئی قیمت نہین۔ وفادار دوست زندگی کی دوا ہے اور جنھین خوف خدا ہے وہ ایسے ہی شخص کو اپنا دوست بنائینگے۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ سچے آدمی کو دوست بناتا ہے۔ کیونکہ جیسا وہ ہے ویسا ہی اوسکے پروسی (دوست) کو بھی ہونا چاہیئے“ مجھے یاد نہین پڑتا کہ مین کسی اور مقولہ کو پڑھکر کبھی ایسا خوش ہوا۔ جیسا یہ دیکھکر کہ دوست زندگی کی دوا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دوستی مین ایسی تاثیر رکھدی گئی ہے جو تکلیف و درد کو جسکا اس عالم مین محسوس ہونا داخل فطرت ہے کم کردیتی ہے۔ جب مین اس آخری جملہ پر پہونچا کہ یہ خدا کی رحمت ہے کہ سچے کو سچا ہی دوست ملے گا تو مجھے ایک حیرت انگیز خوشی ہوئی۔ اسی مصنف کی کتاب مین

ایک مُقام پر اوسکا دوسرا مقولہ ہے اگر وہ کسی بُت پرست کا قول ہوتا تو شاید اوسکی قدر زیادہ کیجاتی۔ وہ مقولہ یہ ہے "پُرانے دوست کو ترک نہ کرو کیونکہ نیا دوست اوسکو نہین پہونچ سکتا نئے دوست کی مثال بالکل انگوری شراب کی سی ہے کہ جتنی وہ پُرانی ہوتی ہے اوتنا ہی اوسکے پینے والے کو زیادہ سرور ہوتا ہے" اوسنے ترک دوستی کو کیسے اشارہ کنایہ اور زورِ خیال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ "جو کوئی چڑیون پر پتھر پھینکتا ہے وہ اُن کو ڈرا دیتا ہے اور وہ اوڑ جاتی ہین۔ اسیطرح سے جو دوست کو سخت وسُست کہتا ہے وہ رشتۂ الفت کو توڑ ڈالتا ہے۔ گو تو نے دوست پر تلوار کھینچی ہے۔ تاہم تجھے مایوس نہ ہونا چاہیئے وہ پھر تجھپر مہربان ہو جائے گا۔ اور اگر تو نے اپنے دوست کے خلاف زبان کھولی ہے تو ڈر نہین۔ پھر آپسمین میل جول ہو جائے گا۔ ہان جو تو اوسے سخت وسُست کہیگا یا اوس سے غرور کیگا۔ راز کو افشا اور اوسکے دل کو دغابازی سے مجروح کرے گا تو البتہ ہر دوست تجھہ سے پھر جائے گا" جو چھوٹی چھوٹی مشہور مثالین اس نصیحت اور نیز اسی مصنف کی اور نصیحتون مین موجود ہین۔ وہی ہوریس[۱] ۔ اور ایپکٹیٹس[۲] کی اخلاقی تحریرات مین ملتی ہین اور جنکی بہت کچھہ تعریف و توصیف کیجاتی ہے۔ ذیل کے فقرات مین جو خاص اس بحث پر لکھے گئے ہین اسی قسم کی عمدہ عمدہ مثالین موجود ہین۔

جو کسی دوست کا راز افشا کرتا ہے وہ بے اعتبار ہو جاتا ہے اوسکو اپنی طبیعت کے موافق کبھی کوئی دوست نہ ملے گا۔ اپنے دوست سے محبت کر اور اوسپر بھروسہ۔ اور اگر تو اوسکے بھیدسے واقف ہو گیا ہے تو زیادہ تفتیش نہ کر۔ کیونکہ جیسے کوئی اپنے دُشمن کو ہلاک کرتا ہے اوسی طرح تو اپنے دوست کی محبت کو برباد۔ جس طرح کوئی اپنے ہاتھ سے چڑیا چھوڑ دیتا ہے اور وہ اُڑ جاتی ہے اوسی طرح دوست بھی تیرے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اور پھر تو کبھی اوسکو نہ پائے گا۔ اوسکا پیچھا نہ کر۔ کیونکہ وہ بہت ہی دُور نکل گیا ہے تیرے ہاتھ نہ آئے گا۔ اوسکی مثال بالکل اوس ہرن کی سی ہے جو جال سے نکل گیا ہو۔ زخم کو دیکھو کہ آخر وہ مُندمل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اگر دوست کو سخت وسُست کہو گے تو پھر اوس سے ملاپ ہو جائے گا۔ لیکن جو کسی کا راز افشا کرتا ہے اوسے تو مایوس ہی ہونا چاہیئے" اس دانشمند نے عمدہ دوست کی بہت سی صفتون سے وضعداری اور

[۱] رومی شاعر۔ ۶۵ برس قبل حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوا اور ۸ برس قبل مرگیا۔ [۲] ایک رومی فلسفی۔

وفاداری کو آلگ کرلیا۔ اور ان کو سب مین مخصوص کردیا ہے۔ مگر اور عقلمندون نے ان اوصاف مین نیکی علم ہوشمندی۔ عمر و دولت کی برابری اور سقراطؔ و سنے خوش مزاجی کو بھی شامل کیا ہے۔ اگر مجھے اِس پامال مضمون پر راے دینی ہوتی تو مین اون وقتون کے ساتھ مزاج اور برتاؤ کے یکسان رہنے کو بھی شریک کر دیتا۔ اکثر اِنسان ایسے شخص سے دوستی پیدا کرتا ہے جسکا پورا پورا حال سال بھر تک بات چیت کیے بغیر نہین کھلتا۔ وہ مدت تمام بھی نہین ہونے پاتی کہ یکایک اوس نے دوست کی ترش مزاجی کھل جاتی ہے۔ جسکی کیفیت دوستی کے آغاز مین نہین معلوم ہوئی تھی۔ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ زندگی کے بعض وقتون مین تو وہ ایسے ہوجاتے ہین کہ وہی پسند کیے جاتے ہین۔ اور بعض زمانے مین قابلِ نفرت اور دل اون سے کراہت کرنے لگتا ہے۔ وہ اِنسان بڑا بدقسمت ہے جو ایسے شخص کی دوستی مین پھنس جائے۔ جو کبھی کچھ اور کبھی کچھ ہے یعنے تلون مزاجی سے کبھی تو اوسکی روش پسندیدہ اور کبھی قابلِ نفرت ہوجاتی ہے۔ چونکہ بعض اوقات اکثر آدمیون کی طبیعت بدل جاتی اور پسندیدہ ہوجاتی ہے۔ اِسلیئے ایسی حالت مین سب سے زیادہ دانشمندی کا کام ہے کہ ہم اپنے کو لیئے رہین اور اپنے برتاؤ و سلوک کو قائم رکھین۔

رِیَا

وضعدار قصباتیون کی ریا یا ظاہرداری اہلِ شہر کی ریاکاری سے جدا ہوتی ہے۔ وضعدار ریاکار جتنا ہوتا نہین ہے اوس سے زائد عیبی معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسری قسم کا ظاہردار زیادہ نیک۔ شخص اول الذکر ہر شے سے جسمین مذہبی نمایش ہوتی ہے ڈرتا ہے۔ اور اوسکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ بہت سی مجرمانہ عشق بازیون اور عاشقانہ سازشون مین جنکا دراصل وہ مجرم نہین۔ منہمک ہے۔ شخص آخر الذکر بہت مقدس آدمیون کی سی صورت بناتا۔ اور ہزارون عیبون کو مذہب کی ظاہری روش سے پوشیدہ کرتا ہے۔ لیکن ریا کی ایک قسم اور بھی ہے جو اِن

---

[1] روم کا ایک مشہور فصیح البیان مقرر۔

دونون سے مختلف ہے اور جسپر مین اس پرچہ مین مضمون لکھنا چاہتا ہون - میری مراد اوس ریا سے ہے جس سے انسان دنیا ہی کو دھوکا نہین دیتا - بلکہ اکثر اوقات خاص اپنی ذات کو بھی - یہ وہ ریا ہے جو خود اوسکے دل کی حالت کو اوس سے چھپاتی اور اوسے یہ باور کراتی ہے کہ وہ جتنا ہے نہین اوس سے زیادہ نیک ہے - اور یا تو وہ اپنے عیبون سے واقف نہین ہوتا - یا اون کو ہنر جانتا ہے - یہی مہلک ریا یا اپنی ذات کی فریب دہی ہے - جسپر ذیل کے الفاظ مین لحاظ کیا گیا ہے -

"ایسا کون ہے جو اپنی غلطیون کو سمجھ سکتا ہی تو مجھے ان پوشیدہ نقائص سے پاک کر"

اگر عیب و حمق سے پاک ہونے کے لیے اخلاقی مضامین لکھنے والون کی بیحد کوشش اور مستعدی کے مستحق کھلے کھلے استہاری بیدین ہین تو اون سے بڑھکر اون کی توجہ اور رحم پر اون لوگون کو دعوی ہے جو موت کے رستون پر چل رہے ہین مگر خیال اونکو یہ ہے کہ وہ راہ صواب کے طے کرنے مین مصروف ہین - پس مین اون عیوب کے انکشاف کے لیے جو روح کے پوشیدہ گوشون مین گھات لگائے ہین - چند قاعدون کے منضبط کرنے کی کوشش کرونگا - اور اپنے ناظرین کو ایسے طریقے بتاؤنگا جن سے اون کو اپنی نسبت صحیح صحیح منصفانہ علم ہو جاےگا -

جو معمولی ذریعے اسکے لیئے مقرر کیے گئے ہین وہ یہ ہین کہ ہم اپنی آزمایش اون قاعدون سے کرین جو ہماری ہدایت کے لیئے مقدس صحائف مین موجود ہین - اور اپنی زندگی کا مقابلہ اوس شخص کی حیات سے جسنے اپنے کام کو انسانی سرشت کی حد کمال تک پورا کیا - اور اونکے واسطے جو اوسکے اصول کو مانتے ہین ایک پایدار تمثال اور بہت بڑا ہادی اور معلم ہے - گو ان دونون باتون پر ضرورت سے زیادہ اصرار نہین کیا جا سکتا - تاہم مین اسلیے اونکا ذکر کرونگا کہ اور بھی بہتسے نامور مصنفون نے اون کو بیان کیا ہے - پس مین ذیل کے قواعد ایسے شخصون کے لیئے مقرر کرتا ہون جو اپنے پوشیدہ معائب کو جاننے اور اپنی ذات کا صحیح صحیح اندازہ کرنا چاہتے ہون - اون کو سب سے پہلے اس بات پر بخوبی غور کرنا چاہیئے - کہ دشمنون مین اونکی نسبت کیسی ہے - اکثر ہمارے دوست ہماری خوشامد اوتنی ہی کرتے ہین جتنی خود ہمارا دل

یا تو اُنھین ہمارے معائب پر نگاہ نہین یا وہ اُنھین ہمسے چھپاتے ہین - یا اپنے بیانات سے ہمارے عیوب کو اسطرح گھٹاتے ہین کہ ہمین یہ خیال پیدا ہو کہ وہ ایسی ناچیز ہین کہ اُن کو خیال مین بھی نہ لانا چاہیے - برعکس اوسکے ہمارا مخالف ہمارے عیوب خوب ڈھونڈہ ڈھونڈہ کر نکالتا اور ہمارے مزاجون کے ہر ایک نقص اور خامی کو ظاہر کر دیتا ہے - گو وہ اُن عیبون کو کینہ کی وجہ سے بڑھا کر دیکھاتا ہے تاہم بالعموم اُس تنقص کے بڑھنے کی کچھہ وجہہ بھی ہوتی ہے - دوست اپنے یار کے محاسن کو بہت مبالغہ کے ساتھہ بیان کرتا ہے اور دشمن اوسکے معائب کو - عاقل کو چاہیے کہ انصاف سے دونون پر اوس حد تک غور کرے کہ اچھائیون کو ترقی اور برائیون کو تنزل ہو - پلوٹارک نے اُن فوائد پر جو انسان کو اپنے دشمن سے حاصل ہوتی ہین ایک مضمون لکھا ہے اور اون کے تذکرے مین اس خاص فائدہ کا ذکر کرتا ہے کہ دشمن کے برا بھلا کہنے سے ہماری نظر اپنی طبیعت کے سب سے زیادہ خراب پہلو پر پڑتی ہے اور ہمکو اپنی زندگی اور گفتگو کے وہ وہ عیوب و نقائص دکھائی دیتے ہین جو بغیر مدد ان بدباطن ناصحون کے کبھی نظر نہ آتے - اپنی ذات کی نسبت صحیح صحیح واقفیت پیدا کرنے کے لیئے ہمکو اس بات پر غور کرنا چاہیے - کہ ہم کہان تک اُس صفت وثنا کے مستحق ہین جو دنیا کرتی ہے - آیا ہمارے افعال ستودہ قابل تعریف اور عمدہ اسباب سے سرزد ہوئے ہین کہ نہین - اور ہم مین دراصل کس حد تک نیکیان ہین جنکی تعریف ہمارے ہم سخن کرتے ہین - یہ خیال بہت ضروری ہے اگر ہم اغیار کی رائے کے بموجب اپنی قدر افزائی یا ملامت کرنے کو بہت آسانی سے مائل ہو جاتے اور دنیا کے فیصلہ پر اپنے دل کی سچی رائے کو قربان کر دیتے ہین - دوسرے امر کی نسبت - اپنی ذات کو فریب دینے سے بچنے کے لیئے ہمکو اپنے ایسے فرضی اوصاف پر جنکی اصلیت مشتبہ ہے بجید زور نہ دینا چاہیے - اور اسیطرح سے اُن باتون کی قدر نہ کرنا چاہیے جنکی مخالف ہمسے لاکھون عقلمند اور نیک آدمی ہین - بڑی ہوشیاری اور پیش بینی سے اُن اُمور پر لحاظ کر کے کام کرنا چاہیے جنمین ہم کو دھوکا نہین ہو سکتا - ہر فریق یا رائے کی غیر معتدل سرگرمی - تعصب - اور ایذا رسانی بے شمار آفتین بنی نوع انسان مین پیدا کرتی ہین اور اونکی سرشت بہت ہی خراب ہے - ہمارے ہم اصول ضعیف الطبع اشخاص کو چاہے وہ کیسے ہی قابل تعریف کیون نہ معلوم ہون تاہم دیکھو کتنے ممتاز دیندار اصحاب ایسے عجیب اور لغو اصول کی جڑ نیکیون کی صورت مین اپنے دل

کے اندر جاتے ہین۔ میری سُنیے۔ مین اس بات کو ضرور مانتا ہون کہ مین ابتک کسی ایسے فریق سے واقف نہین ہون کہ کوئی انسان اُنکے غلو اور شدت کی متابعت کرے اور پھر گناہ سے بچا بھی رہے۔ اسی طرح ہمکو اُن افعال سے بہت ڈرنا چاہیے جو خلقی احساس عزیز نفسانی خواہش۔ خاص قسم کی تعلیم یا اُن امور کی وجہ سے سرزد ہوتے ہین جو ہمارے دنیاوی اغراض یا فائدے کو ترقی دیتے ہین۔ ایسی اور اسی قسم کی اور حالتون مین بھی انسان کا فیصلہ آسانی سے اولٹ جاتا۔ اور اوسکے دل مین ایکطرح کا غلط میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ طرفداری یا تعصب کی رہگذر اور بوستان دل کی غیر محفوظ روشین ہین جن سے ہوکر ہزارون غلطیان اور صدہا مخفی عیوب اندر داخل ہو جاتے ہین اور اونھین کوئی نہین دیکھتا۔ عاقل کو ہمیشہ اُن افعال کی عمدگی مین شبہہ ہوگا جنکے کرنے کے لیے عقل کے سوا کسی دوسری شئے نے ہدایت کی ہوگی۔ اوسکو ہمیشہ ایسی مابہ البحث ارادے مین پوشیدہ برائی کے ہونے کا خوف ہوگا جس حالت مین کہ وہ ارادہ خاص اوسکے مزاج کے موافق اوسکے سِن یا طرزِ معاشرت کے مطابق ہوگا۔ یا جب اوس سے خوشی یا فائدہ کی اُمید ہوگی۔ ہمارے حق مین اس سے بڑھ کر کوئی بات مفید نہین ہے کہ ہم حسب طریقہ بالا محنت اور کوشش سے اپنے خیالات کو باریک بین نگاہون سے دیکھین اور اپنے دل کی اُن تمام تاریک خلوتون کو جانچین بشرطیکہ ہم لوگ اپنی روح کو ایسی سنجیدہ اور اصلی نیکی مین قائم کرنا چاہین جو اوس دن کام آوے گی جو بہت عظیم الشان دن ہوگا اور جب انصاف اور بیحد دانائی کا امتحان کیا جائیگا۔ مین اس مضمون کو یہ کہکر ختم کر دون گا کہ زبور کی ۱۳۹ وین آیت مین دونون قسمونکی ریاکاری کا ذکر بہت خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یعنے پہلی وہ ریا ہے جس سے دنیا کو دھوکا دیا جاتا ہے اور دوسری جس سے خود اپنی ذات کو۔ خدا کی عالم الغیبی اور اوسکی حاضری و ناظری کی صفت پر غور کرنے کے بعد پہلی قسم کے حمق کو بیان کیا ہے اور اوس صفت کی توصیف ایسی عمدہ نظم مین کی ہے جو کسی مقدس یا غیر مقدس صحیفہ مین کبھی میری نظر سے نہین گذری۔ زبور کی آخری دو آیتون مین دوسری قسم کا ریا بیان کیا گیا ہے جس سے خود انسان اپنی ذات کو دھوکا دیتا ہے اور جنمین مغنی زبور نے بہت بڑے حال جاننے والے یا خالق اکبر سے بہت اصرار کے ساتھ یون درخواست کی ہے۔

"اے خدا مجھے آزما - میرے دل کی جستجو کر - مین جیسا ہون ویسا ہی مجھے ثابت کر - اور میرے خیالات کو جانچ - اچھی طرح سے دیکھ لے کہ میرے دل مین کسی طرح کی بدی تو نہین ہے اور طریق ابدیت کی طرف میری رہنمائی فرما -!

ہمدردی

چونکہ اسٹواک فلسفی[۱] تمام محسوسات نفس کو ترک کر چکے ہین - اسلیے وہ کسی دانشمند کو اورون کے مصائب پر افسوس کرنے کی اجازت نہ دینگے - ایپک ٹی - ٹس - کہتا ہے - اگر تو اپنے دوست کو مصیبت مین پاتا ہے تو اُسے نگاہِ غم آلود سے دیکھ اور غمخواری کر - لیکن خبردار تیرا رنج دل سے نہو - اس فرقہ کا زیادہ تر متعصب شخص اتنی بات پر بھی راضی نہوگا کہ صرف دکھانے ہی کو غمگین صورت بنائی جائے - جب کسی نے اون سے اوس مصیبت کا ذکر کیا جو اونکے نہایت ہی قریب شناسا پر پڑے تو اونھون نے فوراً اوسکا یہی جواب دیا کہ " ماراچہ " اگر حالت مصیبت کو کچھ بڑھا کر بیان کیا اور یہ دکھایا کہ اوسپر یون مصیبت پر مصیبت پڑے تو اونھون نے فوراً اوسکا جواب پھر بھی یہی دیا کہ " یہ سب سچ ہوگا لیکن پھر مجھے اس سے کیا مطلب " مین اپنی نسبت کہتا ہون - میری راے مین ہمدردی سے فطرت انسان صرف شایستہ اور مہذب ہی نہین ہو جاتی بلکہ اوسمین کوئی زیادہ خوش کرنیوالی پسندیدہ بات اوس چیز سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے جو کاہل بنانے والی آسودگی اور بنی نوع انسان سے ایسی مخالفت مین پائی جا سکتی ہے جسمین اسٹواک فلسفیون نے عقل آرائی کی ہے جس طرح کہ عشق اعلیٰ درجہ کا با کیفیت جذبہ ہے اوسی طرح غم خوشی اور کچھ نہین وہی عشق ہے جسکا جوش کسی قدر آمیزش رنج سے خفیف کر دیا گیا ہے - مختصر یہ ہے کہ یہ ایک قسم کی خوش کرنے والی دلسوزی اور فیاضانہ ہمدردی ہے جو بنی آدم کو باہم ملاتی اور ایک ہی قسمت مین شریک کرتی ہے - جن صاحبون نے علم بیان یا شاعری کے قاعدے بنائے ہین وہ شاعر کو یہ صلاح دیتے ہین کہ اگر ہو سکے تو اپنے کلام مین جس کا اثر وہ اورون پر ڈالنا چاہتے ہین رنج کا گہرا رنگ دین - کوئی شخص اُن لوگون سے

---

[۱] یہ فرقہ ۳۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یونان مین نکلا تھا - اور رنج وخوشی دونون سے مخالف تھا -

بڑھکر رحم کو تحریک نہین کر سکتا جو اپنے ہی مصائب کو باندھتے ہین۔ رنج کے بیان مین قدرتی فصاحت ہے جو اعلےٰ درجہ کے خیالات سے بڑھکر پُرتاثیر محسوسات مین ظاہر ہوتی ہے۔ اِس موقع پر قدرت ہزارون پُرجوش باتین بتاتی ہے جو تصنع سے ممکن نہین۔ یہی تو سبب ہے کہ اُن چھوٹی چھوٹی تقریرون اور جملون سے جو تواریخ مین نظر پڑجاتے ہین۔ اُن صدمات کی بہ نسبت زیادہ دل پر چوٹ لگتی ہے جو عمدہ ٹریجدی یا نقل ماتم مین اورد کر کے دکھائے جاتے ہین۔ سچائی اور واقعہ شخص متعلق کو ہمارے سامنے لاکر کھڑا کر دیا اور جھوٹا قصہ اوسی کو ہم سے بہت فاصلے پر ہٹائے جاتا ہے۔

مجھے یاد نہین پڑتا کہ مین نے کسی قدیم یا جدید تحریر کو اوس خط سے زیادہ مؤثر پایا جو شاہ ہنری ہشتم کی بیگم اور ملکہ ایلزبتھ کی مان این بولن نے خاص اپنے قلم سے لکھا تھا اور جو ابتک کاٹن لائبریری مین موجود ہے۔ شیکسپیر[1] صاحب نے اپنے ڈراما یا ناٹک مین اوسکو اوس لہجہ مین باتین کرتے ہوئے دکھایا ہے جو اوسکے شخصی مخصوصات کے مطابق ہوتا۔ ناظرین ڈرامے مین ایک عاشق کی بحث جو ذلیل ہوا تھا ایک ستم رسیدہ عورت کی ناخوشی اور ایک مقید ملکہ کی آہ وزاری پاتے ہین۔ اِس بات سے واقف کرنے کی مجھے کوئی ضرورت نہین کہ اوس زمانہ مین اوس ملکہ پر مقدمہ قائم ہوا تھا۔ شاید یہ بھی کہ اوسنے خوابگاہ شاہی مین جانے سے انحراف کیا تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مجمع عام مین اوسکا سر قلم کیا گیا۔ بعض لوگون کو تو اِس بات کا یقین ہے جیسا کہ خود ملکہ کا بیان ہے کہ یہ عدالتی کارروائی کچھ اِس وجہ سے نہین ہوئی کہ وہ حقیقت مین مجرم تھے بلکہ اسکی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ بادشاہ جین سیمور کو پیار کرتا تھا۔

ملکہ این بولن کا آخری خط شاہ ہنری کے نام

جناب والا۔ حضور کی ناخوشی اور اپنی اسیری سے مجھے ایسی حیرت ہے کہ مین نہین جانتی کہ کیا لکھون اور کس بات کی معافی چاہون۔ اِس حالت مین کہ خداوند نے ایسے کے ہاتھ پیام کہلا بھیجا ہے جسے حضور جانتے ہین کہ میرا پُرانا علانیہ دشمن ہے (مجھے خواہش کیجاتی ہے کہ مین سچ بات کہدون اور حضور مجھپر مہربانی فرمائین) پس جیسے ہی میرے پاس پیام پہونچا ویسے ہی مین نے حضور کا مطلب سمجھا

[1] شیکسپیر انگلستان کا ایک مشہور شاعر اور ڈراماٹسٹ (یا ناٹک نویس) تھا۔ ۱۵۶۴ء مین پیدا ہوا۔ اور ۲۳ اپریل ۱۶۱۶ء کو ۵۲ سال کی عمر مین مرگیا

اوسے سمجھہ گئی۔ اگر در اصل یہ بات ہے جیسا کہ حضور فرماتے ہین کہ سچی بات کے اقرار سے میری
جان بچتی ہے تو مین بخوشی اپنا فرض سمجھہ کر تعمیل ارشاد کرون گی۔ لیکن حضور کبھی یہ خیال اپنے دل
مین نہ لائین کہ یہ آپ کی بیکس بی بی اس خطا کی قائل ہو جائیگی جسکا کبھی پہلے خیال بھی دل مین
نہین گذرا۔ سچ تو یہ ہے کہ کسی شہزادے سے آپ بولن کی سی صادق الوداد اور مطیع فرمان بی بی
کبھی نہ پائی ہوگی۔ آپ اور پولن ایسا نام اور ایسی جگہہ ہے جسپر ان شہزادی کی قناعت کی
ہوتی۔ اگر خدا اور حضور کی نظر عنایت مجھپر ہوتی۔ ملکہ کے مرتبہ پر پھونچنے اور سرفراز ہونے کیبعد
مین مین اپنے کو کبھی نہین بھولی۔ ہمیشہ اوس انقلاب کا رستہ ہی دیکھتی رہی جسمین اب ہون۔
کیونکہ میری سرفرازی خداوند کے پسند یا خیال سے بڑھکر کسی اور یقینی بنا پر مبنی نہ تھی۔ مین جانتی
تھی کہ ذراسا تغیر بھی آپ کے خیال شریف کو اور جانب رجوع کرنے کے لیئے کافی ہوگا۔ خدام والا
نے مجھے ادنے درجہ سے ملکہ اور انیس ہمدم کے رتبہ کو پہونچایا یہ میرے استحقاق اور غور آرائی سے
بڑھکر ہوا تھا۔ جب مین اس قابل تھی کہ حضور نے ایسی عزت افزائی کی تو اب مہربانی فرماکر کسی
نسبک خیال کو دل مین جگہہ نہ دیجیئے اور نہ میرے دشمنون کی سنکر میری طرف سے آنکھہ پھیر لیجیئے۔
بندگان والا سے منحرف ہونے کا دہبہ اور پھر بدنما دھبہ اپنی نہایت وفادار بی بی اور اپنی
بیٹی شیرخوار شہزادی کو نہ لگائیے۔ میرے اچھے بادشاہ آپ میری آزمایش کر لیجیئے۔ بلکہ
بذریعہ عدالت میری قانونی جانچ ہو۔ میرے جانی دشمنون کو اجازت نہ دیجیئے کہ وہ میرے مدعی
اور جج بن کر بیٹھین عام طور پر کچہری مین میرے مقدمہ کی سماعت ہو۔ کیونکہ میری سچائی کو کبھی
یہ خوف نہوگا کہ عام آدمیون مین جانا شرم کی بات ہے اوسوقت آپ ملاحظہ فرمائین گے
کہ یا تو میری بیگناہی ثابت ہو جائیگی۔ حضور کے تمام شک و شبہہ جاتے رہین گے پھر نہ دنیا
مجھے الزام دیگی نہ تہمت لگائے گی یا یہ ہوگا کہ مین قانوناً مجرم ٹھہرونگی۔ بہرحال خدا
یا حضور نے چاہے جو بات میرے لیے طے کر لی ہوگی آپ تو کھلم کھلا الزام سے بچین گے۔ میرا
جرم تو قانوناً ثابت ہو چکا ہوگا حضور خدا اور خلق کے سامنے آزادی کے ساتھہ نہ صرف مجھے
بطور ایک ناجائز بی بی کے میرے لائق سزا دینگے بلکہ اوس محبت کو نئے سرے تازہ کرینگے
جو پہلے ہی سے ایسے فریق کے ساتھہ ہے جسکی بدولت مین اس حالت کو پہونچی اور جس کا نام

مین حضور کو بتا چکی ہون اور خداوند جانتے ہین کہ اوسی پہ میرا اشک ہے۔ لیکن اگر آپ پہلے ہی سے میری نسبت کوئی امر طے کر چکے ہین اور صرف میری موت ہی سے نہین بلکہ مجھے رسوا کرنے والی تہمت لگا کر مطلوبہ آرام ضرور ہی اوٹھانا چاہتے ہین تو مین خدا سے یہ دعا کرتی ہون کہ وہ آپ کے اِس گناہ کبیرہ کو معاف کرے اور میرے دشمنون کی خطاؤن کو بھی بخشے جو اِن سب باتون کے بانی مبانی ہین۔ اور آپ نے جو ظالمانہ برتاو شان شاہی کے خلاف میرے ساتھ کیا ہے اوسکا مواخذہ اپنی عام عدالت مین نہ کرے جہان ہم اور آپ دونون کچھ دیر کے لیئے حاضر ہون گے اور اسمین شک نہین کہ اوسکی عدالت مین میری بیگناہی پوری پوری ثابت ہو جائے گی۔ (دُنیا جو چاہے میری نسبت خیال کرے)۔ اب میری آخری اور یہی ایک درخواست ہے کہ حضور کی ناراضی کا بار مجھی پہ پڑے اُن بیگناہ غریب بھلے آدمیون پہ نہین جو میری وجہ سے (جیسا کہ مین خیال کرتی ہون) براہِ راست قیدخانہ مین ہین اگر کبھی مجھپر عنایت کی نظر تھی اور این بولن کا نام حضور کے کانون کو بھلا معلوم ہوتا تھا تو میری یہ درخواست ضرور قبول ہوگی۔ اب مین بندگانِ والا کو زیادہ تکلیف نہ دون گی۔ ٹرینیٹی یا تثلیث سے میری دُعا ہے کہ حضور اچھی طرح رہین اور وہ آپ کو ہر کام مین ہدایت کرے۔ مین نے یہ خط اپنے مصیبت خیز محبس واقع ٹاور سے چھٹی مئی کو لکھا۔

مین ہون آپ کی نہایت خیرخواہ ہمیشہ وفادار رہنے والی

این بولن

ذات باری

کل مین مغرب کے قریب کھلے ہوئے کشت زار مین اتنی دیر تک ٹہلتا رہا کہ مجھے وہان بالکل رات ہوگئی۔ پہلے تو مین اُن گہرے اور طرح طرح کے رنگون کو دیکھ کر جو آسمان کے مغربی حصّون مین نظر آتے ہین اپنا دل بہلایا کیا۔ جیسے جیسے وہ رنگ کم اور غائب ہوتے گئے ویسے ہی متعدد ستارے اور سیّارے یکے بعد دیگرے دکھائی دینے لگے۔ یہان تک کہ پورا آسمان

جگمگانے لگا۔ آسمان کا نیلا رنگ سال کے اوس موسم اور اون ستارون کی وجہ سے جو اوس مین گردش کرتے تھے شوخ اور چمکتا تھا۔ کہکشان اپنے سفید اور نہایت خوشنما لباس مین نظر آتی تھی۔ بدر کامل اوس قدرتی تماشے کو پورے طور پر نظر فریب بنانے کے لیئے بادلون سے ایسے شاہانہ تجمّل کے ساتھ بر آمد ہوا جسکی نسبت ملٹن نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے اور نیچر کی وہ نئی تصویر سامنے لاکر کھڑی کردی جسپر سایئے اوس شبیہ سے بڑھ کر عمدگی کے ساتھ ڈالے گئے تھے جو آفتاب نے دکھائے تھے۔ اور وہ تصویر زیادہ تر خوشگوار معتدل روشنی مین آراستہ کی گئی تھی۔ جس حالت مین کہ مین چاند کو چماک دمک کے ساتھ چلتے۔ اور بروج مین بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا میرے دل مین ایک خیال گزرا جسکی نسبت میرا یہ خیال ہے کہ وہ سنجیدہ اور غور کرنے والی طبیعتون کو اکثر پریشان کرتا اور اونکی فکر و خوض مین مخل ہوتا ہے۔ حضرت داؤد کو بھی اپنے تصوّر کی حالت مین یہی بات پیش آئی تھی۔ اور وہ تصوّر یہ ہے۔ ” جب مین آسمانون کو جو تیری دستکاری ہین اور مہتاب اور ستارون کو جنہین تو نے دست قدرت سے بنایا ہے غور سے دیکھتا ہون۔ تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ انسان اور اوسکی اولاد کی کیا حقیقت ہے جسکا پاس ولحاظ تجھے اسقدر ہے“۔ اسی طرح جب مین اون بے شمار ستارون کو یا فلسفہ کے رو سے یون کہون کہ اون بے شمار آفتابون پر غور و خوض کی نظر ڈال رہا تھا جو میرے سر پر اون بے تعداد سیّارون کے ساتھ چمک رہے تھے جنمین سے ہر ایک سیّارہ ایک دنیا کے برابر تھا اور جو علحدہ علحدہ اپنے ہر ایک آفتاب کے گرد گھومتے تھے اور جب مین نے اس خیال کو اور وسعت دی اور یہ فرض کیا کہ اس آسمان پر ایک اور آسمان آفتابون اور دنیا کے برابر سیّارون کا ہے اور ان سب کو ان ستارون سے بالاتر فضا سے روشنی پہونچتی ہے جو اتنے فاصلے پر ہین کہ وہ پہلے آسمان والون کو اوسی طرح دکھائی دینگے جس طرح کہ ہمکو پہلے آسمان کے ستارے نظر آتے ہین۔ مختصر یہ کہ جب مین اس خیال مین مستغرق تھا تو مجھے خدا کی صناعیون کے مقابلے مین اپنی حقیر صورت پر نظر ڈالنی ہی پڑی۔ اگر آفتاب اور اوسکے سیّارون کی روشنی جو خلقت کے اس حصہ کو پہونچتی ہے بالکل ہی جاتی رہے تاہم اوسکے جاتے رہنے کا افسوس اوس ذرہ ریگ کے برابر بھی نہو جو سمندر کے کنارے ہوتا ہے۔

جو جگہہ اونھون نے گھیر لی ہے وہ کل کے مقابلے مین ایسی کم ہے کہ اوسکے نہو نے سے کتاب خلقت سادی نہین رہ سکتی۔ اور وہ چھوٹی ہوئی جگہہ ایسی آنکھہ کو نظر نہ آئے گی جو تمام عالم کو دیکھتی اور جسکی نگاہ خلقت کے اس سرے سے دوسرے سرے تک پھونچتی ہے۔ اس لیے کہ یہ ممکن ہے کہ آگے چل کر ہم لوگون کو یا موجودہ زمانہ مین اُن کو جو ہمسے بڑھ کر بلند پرواز ہین اس قسم کی تمیز پیدا ہو جائے۔ ہم جن ستارون کو خالی آنکھہ سے نہین دیکھہ سکتے اُنھین شیشون کی مدد سے دیکھتے ہین اور دُوربینین جتنی زیادہ عمدہ ہوتی ہین اوتنے ہی زیادہ صاف اجسام نظر آتے ہین۔ ما ی۔ جی نس نے اپنے خیال کو یہان تک وسیع کیا ہے کہ اوسکے نزدیک یہ بات ناممکن نہین ہے کہ بہت سے ستارے ایسے بھی موجود ہین جنکی روشنی ہم تک ابتدائے آفرینش سے ابتک نہین پھونچی ہے۔ یہ مسئلہ بحث طلب نہین ہے مگر لوگون نے ایسے بعض حدود سے محدود کیا ہے لیکن جب ہم اس بات پر غور کرتے ہین کہ یہ کاریگری ایسی غیر محدود قدرت کی صنعت ہے اور اوس صنعت اور اوسکی اوس خیر کو جسمین وہ اپنی طاقت کو بہ فراغت بتمام استعمال کرسکتی ہے ایسی بے اندازگی سے ترقی حاصل ہوئی ہے۔ تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہماری قوت متخیلہ اوسے محدود کرسکے لہذا مین پھر اپنے پہلے خیال کی طرف متوجہ ہوتا ہون مجھے ایک پوشیدہ ہیبت کے ساتھہ اپنی ذات کو ایسا وجود خیال کرنا پڑتا ہے جو بہت ہی کم اوسکی توجہ کے قابل تھا جسنے اپنی نگرانی اور اہتمام مین اتنے بڑے عالم کو خلق کیا۔ مجھے یہ خوف ہوا کہ کہین مین اس ہجوم خلقت مین اوسکے خیال سے جاتا نرہون اور ایسی بھیڑ بھاڑ مین کھو نہ جاؤن جو مادہ کے ان غیر محدود میدانون مین یقیناً ہر طرف ہے۔ اس دل دُکھانے والے خیال سے بچنے کے لیے مین نے یہ سوچا کہ یہ خیال اُن غیر وسیع تصورات سے پیدا ہوا ہے جو ہم ذات باری کی نسبت کیا کرتے ہین۔ ہم بذاتہ بہت سی مختلف چیزون کی طرف ایک ہی وقت مین توجہ نہین کرسکتے اگر بعض کو دیکھتے ہین تو ضرور ہے بعض چھوٹ جاتے ہین۔ یہ نقص جو ہم اپنے پاتے ہین ایسا نقص ہے جو کسی قدر اعلی درجہ کے انسانون مین بھی دیکھتے ہین اسلیے کہ آخر وہ بھی تو حادث ہین یعنے وہ بھی فانی اور محدود طبایع کے ہوتے ہین۔ ہر حادث کا وجود کسی نہ کسی چیز سے ضرور وابستہ ہے اور اس لیے اسکا نشاء

انبار کی ایک تعداد تک محدود ہوتا ہے۔ جس قدر ایک حادث کا معیار ہستی دوسرے
سے بڑھا ہوا ہے اوسی قدر وہ کرہ جسمین ہم حرکت فعل اور ادراک کرتے ہین وسیع محیط رکھتا
ہے۔ لیکن بڑے سے بڑے کرہ کا بھی محیط ہوتا ہے۔ پس جبکہ ہم مقدس قانون قدرت پر غور
کرتے ہین تو اس وجہ سے کہ ہم اس نقص کے عادی ہو جاتے ہین خواہ مخواہ اس نقص کو اوسکے
ذات سے بھی منسوب کرتے ہین جسمین ذرا بھی عکس اس نقص کا نہین ہے۔ ہماری عقل ضرور
ہمکو یہ یقین دلاتی ہے کہ اوسکی صفات بےحد و حساب ہین لیکن ہمارے ادراکات کی نارسائی ایسی
ہے کہ وہ جس چیز تک پہونچتی ہے اوسے اوسوقت تک محدود نہین کرسکتی کہ ہماری عقل پھر اوسکی مدد
کو نہ پہونچ جائے۔ اور اون ذرا ذرا سے تعصبات کو دور نہ کردے جو بلا علم و آگہی نفس فہم انسان
کے ساتھ پیدا ہو جاتے ہین۔ لہذا ہم اس اندوہگین خیال کو دل سے بالکل نکال ڈالینگے کہ ہمارا
خالق ہجوم کار اور صناعیون کی کثرت مین جسمین وہ ہر گھڑی مصروف رہتا ہے ہمین بھول جاتا ہے
بشرطیکہ ہم یہ پہلے سوچ لین کہ وہ حاضر بھی ہے اور ناظر بھی۔ اگر ہم اوسکی حاضری کی صفت پر
غور کرتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیرازۂ کائنات مین ساری ہے۔ اوسمین تحریک پیدا
کرتا اور اوسے قائم رکھتا ہے۔ وہ اپنی تمام مخلوق اور اوس مخلوق کے ہر حصہ مین موجود ہے
اوسکی بنائی ہوئی ایسی کوئی بعید چھوٹی اور بڑی چیز نہین ہے جسمین اوسکا وجود لازمی نہو۔
اوسکا وجود ہر شئے کے وجود مین ہے خواہ وہ وجود مادّی ہو یا غیر مادّی۔ اور اوسکا وجود ہر شئ
مین اوس درجہ تک ہے جس درجہ تک کہ خود اوس شئے کا وجود۔ یہ بات اوسکے نقص مین داخل
ہوتی اگر وہ ایک مکان سے دوسرے مکان مین یا اپنی ہی بنائی ہوئی شئے سے یا اوس حیز
کے کسی حصہ سے جسکا کہین کنارہ نہین نقل کرنے کے قابل ہوتا۔ مختصر یہ ہے کہ اگر اسطرح کہا جائے
جس طرح کہ ایک قدیم فلسفی نے کہا تھا تو یون ہوگا کہ اوسکی ذات ایسی ہے جسکا مرکز ہر جگہ ہے
اور محیط کہین بھی نہین۔ پھر اگر ہم اوسکی حاضری اور ناظری دونون صفتون پر غور کرتے
ہین تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اوسکا ناظر ہونا اوسکی حاضری سے ہوتا ہے۔ اوسے ہر جنبش
کی اطلاع ضرور ہی ہوتی ہے جو تمام مادّی دنیا مین پیدا ہوتی ہے اور جسمین وہ لازمی طور پر
داخل ہے اور اوسکو اوس خیال سے واقفیت جو عقلی اور ذہنی عالم مین جسکے ہر حصہ مین وہ

موجود ہے گزرتا ہے۔ کئی اخلاقی واعظون نے خلقت کو معبد الٰہی تصور کیا ہے جو اوسی کا بنایا ہوا اور اوسی کے وجود سے معمور ہے اون کے سوا اور لوگ اوس چیز نامتناہی کو مسکن خیال یا خانۂ خدا کہتے ہین لیکن اس چیز کی نسبت خیال کرنے کا سب سے بڑھا ہوا اور فخر آمیز طریقہ وہی ہے جسے سر آئزک نیوٹن نے اختیار کیا تھا۔ وہ اس چیز کو مدرکہ قدرت کہتے ہین۔ اونکے نزدیک حیوان ناطق اور حیوان مطلق دونون کے مدرکہ ہوتا ہے جسکی مدد سے وہ وجود کو سمجھہ سکتے اور اون چند اشیاء کے افعال معین محسوس ہوسکتے ہین جو اون سے ملحق ہوتی ہین۔ اونکا علم اور مشاہدہ ایک بہت چھوٹے سے تنگ دائرہ مین متحرک ہوتا ہے لیکن چونکہ قادر مطلق دانا و بینا ہے ہر شے کو جسمین اوسکا وجود ضرور ہے دیکھتا اور جانتا ہے لہذا وہ غیر محدود چیز مبدل بہ غیر محدود علم ہو جاتا ہے اور گویا وہ ناظر ہونے کا ایک آلہ ہے۔ اگر روح جسم سے جدا اور بیک اشارہ خیال حدود خلقت سے باہر جاسکتی گو لاکھون برس اوسکی رفتار اوسی سرعت کے ساتھہ اوس غیر محدود چیز مین جاری رہتی تو بھی وہ اپنے کو خالق کی آغوش مین پاتی اور کثرت قدرت مین گھری ہوئی ہوتی۔ جبتک ہمارے دم مین دم ہے ہمکو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ ہمسے قریب ہے کیونکہ نظر نہ آنے کی وجہ سے وہ ہمسے دور نہین ہوسکتا۔ حضرت ایوب فرماتے ہین۔ "اے کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ کہان ہے دیکھو مین قدام کیجانب بڑھتا ہون لیکن وہ وہان بھی نہین۔ خلف کیجانب ہٹتا ہون وہان بھی اوسے نہین پاتا۔ یسار کیجانب جہان وہ اپنا کام کرتا ہے جاتا ہون مگر وہ وہان بھی مجھے نظر نہین آتا۔ یمین کیجانب وہ کچھہ ایسا پوشیدہ ہے کہ مین اوسے دیکھہ نہین سکتا"۔ خلاصہ یہ ہے کہ ادراک و الہام کے ذریعے سے ہمین یقین ہوتا ہے کہ گو وہ دکھائی نہین دیتا تاہم ہمسے جدا نہین ہے۔ قادر مطلق کی ان دونون صفتون پر غور کرنے سے تمام غیر مطمئن کرنے والے خیالات دور ہو جاتے ہین۔ اوسکو ہر وجود کا خیال ہے خصوصاً اوسے اپنے ایسے بندہ کا ضرور پاس و لحاظ ہے جسے یہ خوف ہوتا ہے کہ خدا کو اوسکا خیال نہین خدا تمام خیالات کا رازدان اور بالخصوص اوس وسوسۂ قلبی سے آگاہ ہوتا ہے جو اس موقع پر اون کو ستا سکتا ہے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے چونکہ یہ نہین ہوسکتا کہ وہ اپنے کسی بندہ کو بھول جائے۔ پس ہمین یقین کرنا چاہیے کہ وہ رحم کی نظر سے اون لوگون کو دیکھتا ہے

جو منظورِ نظر ہونا چاہتے ہین اور سچّے عجز اور دلی انکسار کے ساتھ یہ خیال کرتے ہین کہ وہ اوسکے خیال کرنے کے قابل نہین ہین ہے۔

طریقۂ نصیحت

جس بیدلی سے ہم نصیحت کو سُنتے ہین اُتنی کوئی چیز نہین - جب ہمین کوئی نصیحت کرتا ہی توہم یہ سمجھتے ہین کہ وہ ہمکو کم فہم خیال کرتا اور بچہ یا احمق جانتا ہے - ہم نصیحت کو کھلا کھلا الزام اور اوس گرمجوشی کو جو کوئی ہماری اچھائی کے لیئے ایسے موقع پر ظاہر کرتا ہے - شیخی یا گُستاخی تصوّر کرتے ہین - یہ سچ ہے کہ ناصح صاحب نصیحت کرتے وقت اپنی بڑائی جتاتے ہین اور سوا اسکے اُن کے پاس کوئی دلیل نہین ہوتی کہ وہ اپنے مقابلے مین یا توہمین کم فہم سمجھتے یا ہماری روش کو ناقص جانتے ہین - اِن ہی وجوہ سے تو نصیحت کو خوشگوار بنانے کے فن سے کوئی مُشکل فن نہین ہے - اگلے زمانے اور حال کے تمام مصنّفین فنِ نصیحت کی تکمیل مین ایک دوسرے سے فی الحقیقت بڑھ گئے ہین - بعض تو ہمین نہایت ہی پسندیدہ الفاظ مین بعض اعلا درجہ کے دلچسپ اشعار بعض مذاق کے پیرایہ اور بعض چھوٹی چھوٹی مثلون مین نصیحت کرتے ہین - مگر میرے نزدیک نصیحت کا سب سے بڑھا ہوا طریقہ جو بالعموم بہت ہی جی خوش کرتا ہے یہ ہے کہ قِصّہ کے پیرایہ مین نصیحت کیجائے - چاہے وہ قِصّہ کسی صورت مین کیون نہو - اگر ہم اِس طریقۂ نصیحت پر غور کرتے ہین توہم اسے افضل پاتے ہین - کیونکہ اِس سے دل کو بہت کم صدمہ پہونچتا اور بہت خفیف طور پر اون مُستثنیات مین آتا ہے جنکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین - اگر ہم سوچین تو پہلے یہ بات معلوم ہو کہ فسانہ سے ہمکو یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ گویا ہم خود اپنی ذات کو نصیحت کرتے ہین - ہم کتاب کو قِصّہ کے خیال سے پڑھتے ہین اور نصایح کو بہ نسبت اسکے کہ اُن ہی مضمون کی تعلیمات خیال کرین - زیادہ تر اپنے نکالے ہوئے نتایج تصوّر کرتے ہین غیر محسوس طور پر اخلاقی نتیجہ کھُل جاتا ہے اور ہم مین زیادہ عقل اور خوبی یکبارگی آجاتی ہے - مختصر یہ کہ اِس طریقہ سے انسان کو اتنی زیادہ تعلیم دیجاتی ہے کہ وہ اپنے کو مُعلّم خیال کرتا

ہے ہر چند کہ وہ اورون کی تعلیمات کو حاصل کرتا ہوتا ہے اور آخرکار اوسکو اونہی قید
سے ناگوار نہین ہوتی جو نصیحت مین ہوا کرتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم فطرت
انسان پر غور کی نظر ڈالین تو معلوم ہو جائے۔ کہ دل اوس وقت سے بڑھ کر کبھی خوش نہین ہوتا
جب وہ ایسے کام کی کوشش کرتا ہے جس سے اوسکو اپنے کمالات اور قابلیتون کا خیال
پیدا ہوتا ہے۔

روح کا یہ خلقی غرور اوسوقت حسب دلخواہ پورا ہوتا اور اوس کا حوصلہ نکلتا ہے جب ہم
کسی فسانہ کو پڑھتے ہین کیونکہ ایسی تحریرات سے ناظرین کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نصف تصنیف
اون ہی کی ہے ہر بات اون ہی کی نکالی ہوئی ہے۔ وہ قصون کی حالتون اور اسکے
متعلق اشخاص کو مطابق کیا کرتے ہین۔ اور اس صورت مین وہ ناظرین بھی ہو سکتے ہین اور
مصنف بھی۔ جب دل ایسے موقعون پر آپ ہی آپ خوش ہو جاتا ہے تو اوسے اپنی ہی نکالی
ہوئی باتون سے تفریح ہوتی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ وہ اوس تحریر سے بہت ہی
مسرور ہو جو اوسکی مسرت کی وجہ ہے۔ نصیحت کرنے کا یہ بالواسطہ طریقہ ایسا بے ضرر ہے کہ اگر ہم
تواریخ کو دیکھین تو معلوم ہو جاسے کہ اگلے وقت کے عاقلون نے اکثر یہی طریقہ بادشاہون
کو قصون کے پیرائے مین نصیحت کرنے کا اختیار کیا تھا۔ مین اس مقام پر بہت سے قصون کو
قلم انداز کرتا ہون اسلیئے کہ وہ ہر شخص کو یاد ہون گے۔ ایک ترکی حکایت کو بیان کرتا ہون
جسمین اس قسم کی عمدہ مثال موجود ہے اور جسے مین باوجود مشرقی مبالغہ کے کچھ زیادہ
ناپسند نہین کرتا ہون۔

حکایت

راوی کا بیان ہے کہ سلطان محمود غیر ملکون کے ساتھ اتنی لڑائیان لڑا اور خاص اپنی قلمرو
مین یہانتک اوسنے ظلم کیا کہ اوسکی تمام سلطنت ویرانی و بیماری سے معمور ہو گئی اور ملک
ایران قریب نصف کے غیر آباد ہو گیا۔ اس عظیم الشان سلطان کے وزیر نے (نہین معلوم
یہ شخص ظریف تھا یا نہین) ایک دن اپنے بادشاہ کے سامنے یہ دعوی کیا کہ کوئی چڑیا ایسی
نہین ہے کہ وہ بولے اور مین نہ سمجھ جاؤن مجھے ایک درویش نے چڑیون کی بولی کا سمجھنا

سکھا دیا ہے - چنانچہ ایک روز شام کو وہ سلطان کے ہمرکاب شکار سے واپس آتا تھا - کہ آسنے
مین اِنھون نے یہ دیکھا کہ دو اُلّو درخت پر بیٹھے ہوئے ہین - یہ درخت اوس دیوار کے قریب
جو منہدم عمارات کے ڈھیر مین شمار ہو سکتی ہے -

سلطان نے فرمایا کہ " اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ دونون اُلّو آپسمین کیا باتین کرتے ہین تو ہم
خوش ہون گے اونکی باتون کو کان لگا کر سنو اور ہم سے بیان کرو ، وزیر درخت کے پاس گیا
اور اُن کی باتین بظاہر توجہ کے ساتھ سننے لگا - اور وہان سے لوٹ کر سلطان کی خدمت مین
یون عرض کیا -

" غلام نے اونکی باتین سنین مگر اتنی جرأت نہین ہے کہ حضور سے بیان کرے " اس جواب سے
سلطان کو تشفی نہو سکتی تھی اوسنے وزیر کو مجبور کیا کہ وہ اُنکی گفتگو کا ہر لفظ دوہرائے - وزیر
نے یہ عرض کیا - " اچھا تو حضور سنین - یہ جو دو اُلّو ہین اونمین سے ایک کے بیٹا ہے اور
دوسرے کی بیٹی - اور وہ باہم دونون کی شادی کرنا چاہتے ہین - مین نے لڑکے کے باپ
کو لڑکی والے سے یون کہتے ہوئے سُنا - " بھائی مین اس شادی سے راضی ہون - مگر
اس شرط پر کہ تم اپنی بیٹی کے جہیز مین پچاس ویران گانون دو " اسکا جواب لڑکی کے باپ
نے یون دیا - " اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو پچاس کیا مین اوسے پانسو گانون دونگا -
خدا سلطان محمود کو سلامت رکھے وہ ہمارے بادشاہ ہین - ہمین ویران گانون کی کچھ کمی
نہین " قصہ والے نے لکھا ہے کہ اس حکایت سے سلطان ایسا متاثر ہوا کہ اوسنے ویران
گانون اور قصبون کو از سر نو آباد کیا - اور اوسوقت سے برابر اپنی رعایا کی فلاح کا خواہان
رہا - مین اپنے اس پرچہ مین اس غرض سے کہ وہ بھر جائے قدرِ لی شعیدہ کے اس نسخہ کو ضرور
شامل کرونگا - جو کسی ایسے فلسفی نے نہین تجویز کیا جو ڈیموکریٹس سے کم رتبہ کا تھا -

وہ نسخہ یہ ہے

اگر بعض چڑیون کے خون کو جنکا نام اوسنے لکھا ہے باہم ملا دین تو اوس سے ایسے عجیب
خواص کا سانپ پیدا ہو گا کہ اگر کوئی اوسے کھا جائے گا تو اوسے چڑیون کی زبان مین
مہارت ہو جائے گی - اور جو جو باتین وہ اپنے آپسمین کرین گی اُنھین وہ سمجھ لیا کرے گا -

اب رہی یہ بات کہ اوس درویش نے بھی اوس سانپ کو کھایا تھا کہ نہین - اسے مین فاضل لوگون کے فیصلے پہ چھوڑتا ہون -

اصلی اور مصنوعی حیا

مجھے کل ایک شرمیلے نوجوان کا حال سنکر مسکرانا ہی پڑا - یہ صاحب ایک جگہہ مدعو تھے - گو انھین مے نوشی کی عادت نہ تھی لیکن جب جام شراب کا دور اِن تک پھونچا تو انکار نہ کرسکے - یکایک یہ کچھ ایسے مسرور ہوے کہ کھانے کی میز پر جتنی باتین ہوتی ہین وہ سب ہی کرنے لگے - جلسہ مین ہر شخص کو برا بھلا کہا اور اپنے میزبان کے سر پر بوتل کھینچ ماری - اِس قصہ سے مجھے مفسد حیا کی بری تاثیرات - اور سیوٹس کا مقولہ یاد پڑا - پلوٹارک نے اِس مقولہ کو اِس طرح سے نقل کیا ہے کہ " اوس شخص کی تعلیم خراب ہوئی ہے جسے یہ سکھایا گیا ہے کہ کسی چیز سے انکار نہ کرو " غالبًا اِس مصنوعی حیا کی بدولت اکثر مرد و عورت بہت سی بے شرمیون یا بے ادبیون مین مبتلا ہوگئے ہین - اور یہ عقل کے نزدیک قابل معافی زیادہ تر اسوجہ سے نہین ہے کہ یہ نسبت اسکے کہ اپنے فعل سے خود ہی محظوظ ہو زیادہ تر اورون کو خوش کرتی ہے - اور اوسکی سزا ایک طرح کی پشیمانی ہے یہ اوسوقت ہوتی ہے جب کسی جرم کا ارتکاب ہوتا ہے نہ کہ ارتکاب سے ایک عرصہ کے بعد - اصلی حیا سے بڑھ کر ہر دل عزیز اور مصنوعی حیا سے بڑھ کر قابل نفرت کوئی شے نہین - ایک نیکی کی محافظ ہے اور دوسری اوسکا ساتھ چھوڑ دیتی ہے - اصلی حیا کو ایسی بات کے کرنے سے شرم آتی ہے جو ناپسندیدہ ہوتی ہے اور مصنوعی حیا ایسی بات کے کرنے سے شرماتی ہے جو صاحبان بزم کے مزاج کے خلاف ہے - اصلی حیا کوئی گناہ یا جرم نہین کرتی اور مصنوعی حیا اوس بات سے پرہیز کرتی ہے جو فیشن یا رواج کے خلاف ہے - آخر الذکر ایک عام غیر محیط حیوانی عقل ہے اور اول الذکر محدود حیوانی عقل اور ہوشمندی و مذہب کے قواعد سے محیط ہم نتیجہ مین اوس حیا کو مصنوعی اور شرارت انگیز ٹھہرا سکتے ہین جو انسان کو بری یا بے تمیزی کی بات مین مصروف ہونے یا خلاف کام کرنے سے باز رکھتی ہے

دیکھیئے زندگی کے معمولی تعلقات مین کتنے آدمی روپیہ قرض دینے مین جسے وہ بچا نہین سکتے
اُن لوگون کے ضامن ہوتے ہین جن سے بہت ہی کم دوستی ہوتی ہے۔ وہ جن سے واقف
نہین ہوتے اون کی سفارش کرتے ہین۔ جنکی قدر یا عزت اون کی نگاہ مین نہین اونھین عہدے
دیتے ہین۔ ایسے طریقے سے زندگی بسر کرتے ہین جسے وہ خود پسند نہین کرتے اور یہ سب
باتین اسوجہ سے ہوتی ہین کہ اونکو اپنی ذات پر اتنا بھروسہ نہین ہوتا کہ منت گزار کی
تقاضے یا دوسرون کی مثال سے مخالفت کرسکین۔ وہ اس مصنوعی حیا سے صرف ناتجربہ کاری
کی باتین ہی نہین کرتے بلکہ اکثر بڑے بڑے جرم۔ جب لوگون نے زیٹانفن کو اسوجہ سے
بزدل کہا کہ اوسنے اپنا روپیہ نردبازی مین نہین لگایا تو اوسنے یہ کہا۔ "مجھے اقرار ہے
کہ مین بڑا بزدل یا کم ہمت ہون۔ کیونکہ مین بُری بات کرنے کی ہمت نہین کرتا" برخلاف
اسکے ایک عیب دار شرمیلا آدمی ہر بات کے کرنے کے لیئے تیار ہوجاتا ہے صرف ایسے کام
کے کرنے سے ڈرتا ہے جو اہل بزم کی نگاہ مین عجیب ہوتی ہے۔ وہ ہر فعل یا بات مین چاہے
وہ کیسے ہی نامناسب کیون نہ ہون لیکن اس زمانہ مین رائج ہو اور لوگون کا ساتھ دینے کو تیار
ہو جاتا ہے۔ انسانی طبیعت مین یہ سب سے بڑھ کر عام ہے۔ لیکن انتہا کی بیہودہ خاصیت ہے کہ
لوگ اوباشی کی یا نامعقول باتون کے کہنے یا کرنے سے نہین شرماتے۔ بلکہ یہ سمجھتے ہین کہ اوس
شخص کو شرمانا چاہیے جو اونکی صحبت مین ہوکر اپنی طبیعت پر نیکی اور دانشمندی سے قابو رکھے
دوسرے مصنوعی حیا انسان کو عمدہ اور قابل تعریف افعال سے باز رکھتی ہے۔ اسکی مثالین
خود ہمارے ناظرین کے خیالات اونھین بتادینگے۔ مین صرف ایک ہی امر کی نسبت اپنا خیال
ظاہر کرونگا جسکے بابت مجھے تردد ہے۔ گو مین نے اوسے پوشیدہ رکھا ہے۔ ہم انگلستان مین
ہر چیز کو جسے مذہب سے تعلق ہے شرمناک سمجھتے ہین۔ ایک تربیت یافتہ آدمی اس قسم کے نیک خیال
کے چھپانے اور اکثر اپنے کو مذہبی امور مین اصلیت سے زائد آزاد خیال ظاہر کرنے کے لیئے مجبور ہوتا
ہے تاکہ اوسے وضعدار لوگون مین جھینپنا نہ پڑے۔ تمام دینداری اور عبادات مین ہمارے شرم
کی زیادتی ہمکو شرمندہ کرتی ہے۔ یہ میلان طبع روز بروز ہمپر غالب ہوتا جاتا ہے اور اوسکی اتنی
زیادتی ہے کہ بہت سے عمدہ اور تربیت یافتہ لوگون کے دسترخوان پر صاحب خانہ اسقدر شرم لحاظ

ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے ہی دسترخوان پر کھانا شروع کرنے کے قبل دُعا نہین پڑھ سکتا۔ یہ ایسا دستور ہے جو صرف ہماری ہی قومون مین رائج نہین ہے بلکہ بُت پرستون نے بھی کبھی اِسے ترک نہین کیا تھا۔ انگریزی شرفا جب رومن کیتھولک لوگون کے مُلکون مین سفر کرتے ہین تو اُنھین یہ بات دیکھ کر کچھ کم تعجب نہین ہوتا کہ اعلےٰ درجہ کے قابل لوگ اپنے کلیساؤن مین سجدہ کرتے اور اپنے خانگی عبادات مین مصروف ہوتے ہین چاہے وہ عام پرستش کا وقت نہو۔ اُن مُلکون مین فوجی سردار یا زندہ دلِ خوش مذاق آدمی کو یہ خوف ہوتا ہے کہ کہین وہ لامذہب اور رذیل شخص نہ خیال کیا جاے۔ اگر اوسے کوئی دیکھ لے کہ اوسنے سونے کے قبل اور کھانے کی میز پر بیٹھنے کے وقت خدا سے دُعا نہین مانگی۔ یہی مذہبی اظہار تمام غیر مُلکون کی اصلاح شدہ کلیساؤن مین نظر آتا اور معمولی گفتگو مین اسقدر پایا جاتا ہے کہ اونھین دیکھ کر ایک انگریز یہ کہے گا کہ یہ لوگ ریاکار اور نامناسب حد تک پابند مذہب ہین۔ ہماری قوم مین مذہبی پابندی کا کم اظہار شاید حیا کی وجہ سے ہوتا ہے جو ہماری سرشت مین داخل ہے لیکن یقیناً اوسکا بڑا سبب یہ ہے کہ اُن متشیون نے جنھون نے بڑی بغاوت کے زمانے مین قوم پر یورش کی تھی۔ اپنی ریا کو یہان تک ترقی دی کہ اونھون نے ہماری پوری زبان کو بدل کر اوسے ایک طرح کی پُرجوش یاوہ گوئی بنا دیا اور پھر اِس زیادتی کے ساتھ کہ تسلُّط کے بعد بھی لوگ یہ سمجھتے رہے کہ اون لوگون کے طریقون اور دستور کو موقوف نہین کر سکتے جنکے ذریعے سے لوگون نے مذہب کو بدمعاشیون کا پیرایہ بنا رکھا تھا۔ اِس خیال نے اُنھین دوسری حد کی طرف متوجہ کیا۔ عبادت کی ہر ایک صورت تعصب معلوم ہونے لگی۔ اور جب یہ بات "زوی کیولر" مسخرون کے ہاتھ لگی جو اس زمانہ مین تھے اور ہر ایک مقدس شئ پر حملہ کرتے تھے وہ ہم لوگون سے جاتے رہے۔ اِن ہی اسباب سے ہم لوگ شرارت آمیز حیا مین پڑ گئے جسنے ہماری معمولی زندگی اور گفتگو سے عیسائیت کو غائب کر دیا۔ اور جسکی وجہ سے ہم لوگ اپنی ہمسایہ قومون سے جُدا سمجھے جاتے ہین۔ ریاکاری کی مذمت فی الحقیقت کافی طور پر نہین ہو سکتی۔ لیکن ساتھ ہی اِس بات کے اُسے کھُلی کھُلی بیدینی پر ترجیح دینی چاہیئے۔ یہ دونون باتین جس شخص مین پائی جاتی ہین اوسکے حق مین مضر ہوتی ہین۔ مگر اور ون کے لیے ریا اوتنی نامناسب نہین ہے جتنی کہ بدنما لامذہبی۔ متوسط حالت یہ ہے

کہ ہم خلوص دل سے نیک کردار ہوں۔ دنیز دنیا کو دکھائین کہ ہم ایسے ہاین +

پرہیز

الف لیلیٰ مین ایک بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ عرصہ سے ایک جسمانی مرض مین مبتلا تھا۔ سیکڑون دوائین کرڈالین مگر کچھ فائدہ نہوا۔ آخر کار ایک طبیب نے ذیل کی ترکیب سے اوسکا علاج کیا اور اوسے شفا ہوئی۔

اوسنے لکڑی کا ایک جوف دار گیند لیکر اوسمین کئی دوائین بھر دین اور اوسے ایسی حکمت سے بند کیا کہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا۔ اسی طرح سے اُسنے ایک بلّہ لیا اور اوسکے دستہ اور اوس حصّہ کو مجوف کرکے جو گیند پر لگتا ہے اون مین بھی گیند کی طرح کئی دوائین بھر دین۔ تب اوسنے مریض بادشاہ سے کہا کہ ہر روز صبح کو اس گیند بلّے سے مشق کرین او سوقت تک گیند کھیلا کرین کہ جسم مین عرق آجائے۔ قصّہ والا لکھتا ہے کہ ان دواؤن کی خاصیت نے لکڑی کے اندر سے عرق ہو کر سلطان کے جسم پر ایسا اچھا اثر کیا کہ وہ مرض بالکل جاتا رہا جسکو پینے کی دواؤن نے کچھ بھی فائدہ نہین کیا تھا۔ یہ مشرقی تمثیل ہمکو یہ بات عمدگی کے ساتھ دکھاتی ہے کہ یہ ریاضت جسمانی صحت کو کس قدر مفید اور یہ جسمانی ریاضت اعلیٰ درجہ کی دوا ہے۔

مین نے اپنے ۱۵ وین مضمون مین انسانی جسم کی عام شناخت اور ترکیب کے لحاظ سے بیان کیا ہے کہ ریاضت اوسکے قائم رہنے کے لیئے کس قدر اشد ضروری ہے۔ مین اس موقع پر جسم کے درست رکھنے والی ایک دوسری بڑی چیز کو بیان کرون گا جو ریاضت کی طرح بہت سی حالتون مین اوسی قسم کی تاثیرات پیدا کرتی ہے اور جس موقع پر ریاضت نہوسکے گی وہان وہ اوسکا کام دیگی۔ جس چیز کا مین ذکر کرنے والا ہون وہ پرہیزگاری یا اعتدال ہے۔ جتنے تندرستی کے اسباب ہاین اُن سب سے بڑھ کر اسمین فائدے ہاین اور اسے ہر درجہ کے لوگ ہر جگہ اور ہر موسم مین کرسکتے ہاین۔ یہ ایک قسم کی تدبیر غذا یا پرہیز ہے جسے ہر شخص کرسکتا ہے اور اس سے نہ کام مین خلل پڑتا اور نہ روپیہ صرف ہوتا اور نہ وقت ضایع جاتا ہے۔ اگر ریاضت سے تمام فضلہ دُور ہوتے ہاین تو پرہیزگاری

ہ شئے ہے جس سے وہ پیدا ہی نہین ہونے پاتے۔ اگر ریاضت تمام عروق کو پاک صاف کرتی ہے
تو پرہیزگاری اونہین کثافت اور شدت دونون کو نہین پیدا ہونے دیتی۔ اگر ریاضت اعضا مین
مناسب جوش پیدا کرتی اور دوران خون کو بڑھاتی ہے تو اعتدال یا پرہیزگاری طبیعت کو اتنا
قوی کر دیتی ہے کہ وہ اپنا پورا فعل کر سکتی اور اوسے اس قابل بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی پوری
پوری قوت اور زور کو کام مین لا سکے۔ اگر ریاضت کسی ہونے والی سوء مزاجی کو کم کر دیتی تو
پرہیزگاری اوسے بالکل کھو دیتی ہے دوا زیادہ تر اسکے سوا کوئی اور چیز نہین کہ ریاضت اور
پرہیز کی قائم مقام ہے۔ فی الحقیقت دوائین جلد رفع ہونے والی امراض مین اشد
ضروری ہوتی ہین اور ایسی بیماریون مین ان دو بڑے صحیح رکھنے والے اسباب کا انتظار
نہین کیا جا سکتا۔ لیکن اگر انسان کو ریاضت اور پرہیز کی عادت ہے تو ان دواؤن
کے استعمال کی بہت کم ضرورت پڑے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہین کہ دنیا کے اون حصون مین تندرستی
زیادہ ہے جہان لوگ شکار پر بسر اوقات کرتے ہین۔ جس زمانے مین لوگ شکار مین مصروف
رہا کرتے تھے اونکو بجز شکار کے اور غذا کم ملتی تھی۔ اسلیئے اون کی عمرین بڑی ہوتی تھین۔
جسم پر چھالے ڈالنے یا سینگے لگانے اور فصد لینے کا رواج کاہل اور بد پرہیز لوگون مین ہے
اور کہین نہین۔ جسطرح وہ تمام دخلی معالجات جو ہم کرتے ہین سوا اسکے اور کچھ نہین کہ وہ ایسی تدبیرین
ہین جو اس غرض سے کیجاتی ہین کہ عمدہ عمدہ غذائین صحت کی مضر نہون۔ طبیب لوگ ہمیشہ
غذا اور شراب کی بے اعتدالی کا علاج کیا کرتے ہین۔ دیوجانس کی نسبت لکھا ہے کہ اوسے
ایک نوجوان شخص رستہ مین مل گیا جو کہین دعوت کھانے جاتا تھا اوسنے اوسکو وہین پکڑ لیا
اور اپنے دوستون کے پاس گھر لے گیا اور بیان کیا اگر وہ اوسے نہ روکتا تو وہ بڑے خطرہ مین
پڑ جاتا۔ اگر وہ فلسفی اس زمانہ کی پرخوری کو دیکھتا تو بتایئے وہ کیا کہتا۔ کیا وہ صاحب خانہ
کو مجنون نہ سمجھتا اور اوسکے نوکرون سے یہ نہ کہتا کہ اوسکے ہاتھ پانون باندہ دو۔ اگر وہ یہ دیکھتا
کہ صاحب خانہ طیور۔ مچھلی اور گوشت کھاتا۔ اور تیل سرکہ۔ شراب۔ اور گرم مصالح۔ اور بیسیوں
مختلف قسم کے ساگون کے اچار۔ اور سیکڑون مصالون کی چٹنیان کھاتا اور بےحساب مربّے اور لوزیات
کی طشتریان کی طشتریان خالی کرتا چلا جاتا ہے۔ اس بدپرہیزی سے کیسی کیسی غیر طبعی خواہشین اور

خراب جوش جسم مین پیدا ہو جاتے ہین - جب مین پُر تکلف دسترخوان کو دیکھتا ہون تو میرے دِل مین یہ خیال گزرتا ہے کہ رکابیون مین - نقرس - استسقا - بخار اور سستی کی بیماریان مع دیگر بے شمار امراض کے گھات لگائے ہوئے بیٹھی ہین - اعلیٰ درجے کی سادی غذا سے طبیعت خوش ہوا کرتی ہے سوا انسان کے اور سب حیوان ایک ہی غذا پر قناعت کرتے ہین - اِس قسم کے حیوانات کی غذا نباتات ہین - دوسری قسم کی مچھلی اور تیسری قسم کی غذا گوشت ہے - انسان کو جو کچھ ملجاتا ہے اوسے وہ کھا جاتا ہے - چھوٹا سا چھوٹا پہل فضلات نہین یعنی بیر اور گُرمتا تک اوس سے نہین بچا - یہ تو ہو نہین سکتا کہ پرہیز کا کوئی خاص قاعدہ مقرر کیا جائے - کیونکہ جو چیز ایک حالت مین بدپرہیزی سمجھی جاتی ہے وہی دوسری حالت مین پرہیز ہے مگر ایسے لوگ بہت کم ہین جو دُنیا مین چند روز رہنے کے بعد یہ رائے نہ قائم کر سکین کہ کِس قسم اور کون مِقدار غذا اون کے مزاج سے موافقت کرتی ہے - مین اپنے ناظرین کو اپنا مریض فرض کرکے اونکے واسطے وہ پرہیز تجویز کرتا ہون جو سب طرح کے آدمیون کو موافق آتا ہے - اور وہ بالخصوص بیماری آب و ہوا اور طرزِ معاشرت کے مناسب حال ہے اور مین ذیل مین ایک بہت بڑے نامور طبیب کے قواعد کو نقل کرتا ہون -

" ایک ہی طرح کا کھانا کھاؤ اگر تم کسی دوسری چیز کے کھانے مین مصروف ہو تو جب تک اوسے ختم نہ کر لو کسی تیز شَے کو نہ پیو - اور ساتھ ہی اِسکے تمام قسمون کے کھانون سے یا کم سے کم اُن غذاؤن سے پرہیز کرو جو بہت سادی نہین ہین "

اگر کوئی اِن صاف صاف آسان قاعدون کا پابند رہے تو اوس پر بسیار خوری کا اِلزام عائد نہین ہو سکتا - پہلی حالت مین اگر کام و زبان خوش کرنے کے لیئے مختلف ذائقہ کی چیزین نہ ہون اور دوسری حالت مین سیری کے لیئے اور اِشتہائی کاذب کے پیدا کرنے کے واسطے ترغیب دینے والے بامزہ کھانے - اگر میرے نزدیک شراب پینے کے لیئے کوئی قاعدہ ہو سکتا ہے تو وہ اِس مقولہ کی بنا پر ہوگا جو سر ولیم ٹمپل نے اپنی تحریر مین نقل کیا ہے - " پہلا جام میرے لیئے - دوسرا میرے دوستون - تیسرا خوش مزاجی - اور چوتھا میرے دُشمنون کے واسطے " لیکن چونکہ دنیا مین رہنے کے بعد کسی شخص کے لیئے یہ بات غیر ممکن ہے کہ ایسے فلسفیانہ طرز سے خود دو نوش کر سکے - لہٰذا میرے خیال مین اتنے دنون تک اوسے پرہیز کرنا چاہیئے جبتک اوسکا جسم اجازت دے - طبیعت کے لیئے یہہ

لا بڑے بڑے آرام وسکون کی چیزین ہین جنکی وجہ سے جب کبھی کسی سوء مزاجی یا کسی کام کی
بہت سی مشکلون کا سامنا ہوتا ہے تو اوسے بھوک پیاس کی برداشت ہو جاتی ہے۔

ساتھ ہی اسکے طبیعت کو اذیتون سے بری ہونے کا موقع ملتا ہے اور پھیلی ہوئی رگون مین اعتدال عود کر آتا ہے۔ علاوہ اسکے وقت مناسب کا پرہیز مرض کو پیدا ہوتے ہی کھو دیتا اور ناسازی طبیعت کے پہلے بوئے ہوئے بیجون کو ضایع کر دیتا ہے۔ اگلے زمانے کے چند مصنفون نے لکھا ہے کہ سقراط باوجودیکہ اوس وبا کے زمانہ مین اتھینس مین رہتا تھا جسکا چرچا ہر ملک اور زمانہ مین رہا اور جسکا حال بہت سے نامور لوگون نے لکھا ہے مگر تاہم اوسپر ذرا بھی اس وبا کا اثر نہ ہوا اور اسکی وجہ لائق مصنفین بالاتفاق یہ تحریر کرتے ہین کہ اوسکے پرہیز مین کبھی خلل نہین پڑا۔ مین اس مقام پر اس بات کے لکھنے سے باز نہین رہ سکتا جو مین نے فلسفیون کے حالات زندگی اور اونھین اوتنے ہی بادشاہون اور بڑے آدمیون کی حالتون سے مقابلہ کر کے نکالی ہے۔ اگر ان اگلے عاقلون کی حالت پر غور کرتے ہین جنکے فلسفہ کے بڑے حصہ مین اعتدال اور پرہیز شامل ہے تو فلسفی اور معمولی شخص کی زندگی دو جدا چیزین خیال مین آینگی۔ کیونکہ ہمین یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ عقلمند لوگ ساٹھ سے زیادہ سو برس کے ہو کر مرتے تھے۔ لیکن پرہیز سے ازدیاد عمر کی سب سے زیادہ مشہور یا نادر مثال اوس چھوٹی کتاب مین موجود ہے جسے شہر وینس کے لوی کارنیرو نے شایع کیا تھا۔ اوسکا ذکر مین اسوجہ سے زیادہ کرتا ہون کہ اوسکے معتبر اور مستند ہونے مین شک نہین ہے۔ کیونکہ اوسی خاندان کے آخری رومی سفیر نے جب وہ انگلستان مین مقیم تھا اوسکی تصدیق تذکرةً کئی بار کی تھی۔ کارنیرو رسالہ مذکور کا مصنف نحیف الجثہ تھا اور قریب قریب چالیس برس کے سن تک اسکی یہی حالت رہی۔ اس سن مین اوسنے بہت اعتدال کے ساتھ پرہیز کی ایسی روش اختیار کی اور اسکی صحت پورے طور پر ایسی درست ہو گئی کہ اوسنے اسی برس کی عمر مین اپنی کتاب شایع کی جسکا انگریزی ترجمہ ڈشیور اینڈ سرٹن میتھڈز آف اٹیننگ اے لانگ اینڈ ہلدی لائف کے نام سے شایع ہوا۔ اوسکی عمر اتنی ہوئی کہ اوسے تیسری یا چوتھی بار بھی اس کتاب کے شایع کرنے کا موقع ملا اور وہ سو برس کا ہو کر بغیر کسی کرب یا تکلیف کے اسطرح مرا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سو رہا ہے۔ جس رسالہ کا مینے ذکر کیا اوسپر بہت سے نامور مصنفین نے توجہ کی ہے

اور یہ رسالہ ایسی بشاشت جوشش مذہب اور معقولیت کے ساتھہ لکھا گیا ہے جو اعتدال اور پرہیز کے قدرتی اجزا ہین - این بڈھے آدمی کی راے کی شرکت ناظرین کے اعتقاد و نہ کہ بے اعتباری کو اوس کتاب کی طرف بڑھائیگی -

طمع
اور
عیش

بنی نوع انسان مین بہت سی تجارتین پیشے اور معاشرت کے طریقے ایسے ہین جنکی ابتدا لطف زندگی کے پسند یا احتیاج کے خوف سے ہوتی ہے اول الذکر حد سے بڑھ کر عیش کی خراب حالت کو پہونچ جاتی اور آخر الذکر طمع ہو جاتی ہے - جب کوئی سلطنت فتوحات سے مالامال اور خارجی حملون سے محفوظ ہو جاتی ہے تو وہ لازمی طور پر عیش و عشرت مین پڑ جاتی ہے - اور چونکہ اس عیش و نشاط مین بہت سا روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے اسلیئے اُن لوگون کو جنہین یہ خراب عادتین پڑ جاتی ہے یہ فکر ہوتی ہے کہ لوٹ مار سے رشوت لیکر غرض جس طرح ہو سکے روپیہ اکھٹا کرنا چاہے اور یہی وجہ ہے کہ طمع اور عیش اکثر ملِ کر ایک پیچیدہ اصول نبجاتے ہین - اور اُس اصول پہ چلنے والے وہ لوگ ہین جنکی طبیعت آرام طلبی - شان و شوکت - اور نشاط کی طرف بالکل مائل ہوتی ہے - لاطینی مورخون مین سب سے زیادہ نازک خیال اور معتبر مورّخ کا بیان ہے کہ اوسکے زمانہ مین جب رومیون نے بڑی بڑی عظیم الشان سلطنتین مغلوب کر لی تھین - تو سلطنت جمہوریہ روم دو طرح کے گناہون مین ڈوبی ہوئی تھی - ایک عیش اور دوسرا لالچ - چنانچہ وہی مورّخ کیٹی لائن کی بنسبت لکھتا ہے کہ اوسنے اورون کی دولت کا لالچ کیا اور ساتھہ ہی اپنے اپنا روپیہ اوڑا دیا - اِس جمہوری سلطنت کی بابت جو خیال اوسکے عروج کے زمانہ مین کیا گیا تھا وہی خیال باامن و اقبالمند سلطنتون کے حق مین اب بھی مفید ہے - ایسے زمانون مین لوگ فطرتاً یہ بات چاہتے ہین کہ ہم اورون سے شان و شوکت مین بڑہ چڑہ کر رہین اور چونکہ خارجی حملون کا دغدغہ نہین ہوتا

اِسلیئے یہان تک اُن سے عیش کیا جاتا ہے کرتے ہین - اور انجام کار فطرتاً اون کے دل مین طمع پیدا ہوتی ہے اور مال و دولت کی ایک غیر معتدل تلاش - جس حالت مین کہ مین اِن دو بڑے اصولون پر غور کرنے سے اپنی طبیعت بہلا رہا تھا - میرے تمام خیالات ایک چھوٹی سی تمثیل یا کہانی کی طرف رجوع ہوگئے اور اب مین اوس کہانی کو اِس موقع پر ناظرین کی خدمت مین پیش کرون گا -

دہوکہا

دو بڑے زبردست ظالم بادشاہ تھے جنکے آپسمین ہمیشہ سے جنگ ہوتی چلی آتی تھی - ایک کا نام عیش تھا اور دوسرے کا طمع - ہر فریق یہی چاہتا تھا کہ وہ بالعموم انسان کے دِل پر اپنی حکومت کا سکہ جمائے عیش کی فوج مین بہت سے جنرل ایسے تھے جنھون نے کارہائے نمایان کیئے تھے - اِن فوجی سرداروں کو مسرت - زندہ دلی - شوکت اور خوش وضعی کہتے تھے - اسی طرح سے طمع کے جنرل بھی بہت زبردست اور اوسکی اطاعت بہت وفاداری کے ساتھ کرتے تھے - اور اونکا نام گرسنگی - محنت - فکر - خبرداری تھا - طمع کا ایک پریوی کونسلر یعنی شاہی مشیر بھی تھا جو ہر وقت حضوری مین حاضر رہتا اور ایک لمحہ کو بھی جُدا نہ ہوتا - اور کچھہ نہ کچھہ اوسکے کان مین پھونکتا رہتا تھا - اِس مُشیر کو اِفلاس کہتے تھے جس طرح سے طمع کا بادشاہ اِفلاس کے کہنے سُننے پر عمل کرتا اوسی طرح اوسکا مخالف فریق "کثرت"، یا افراط کے صلاح و مشورہ پر چلتا تھا - کثرت اوسکی مُشیر اول اور وزیر اعظم تھی - اوسکے تمام قانون بنایا کرتی اور کبھی اوسکے سامنے سے ہٹتی نہ تھی - یہ دونون مقابل سلطنت کے لیئے لڑ جھگڑ رہے تھے اور اونکی فتوحات جُدا جُدا ہوتے تھے - کسی دل پر عیش کا تصرف اور کسی پر طمع کا قبضہ ہوتا تھا - ایک ہی خاندان مین باپ طمع کے جھنڈون کے نیچے فوجی صف مین کھڑا ہوتا تھا اور اوسی کا بیٹا عیش کے علمون کے نیچے - میان بی بی اکثر مختلف فریق کے طرفدار ہو جاتے تھے - نہین بلکہ ایک ہی شخص جوانی مین ایک کی طرف اور بڑھاپے مین دوسرے کیجانب ہو جایا کرتا تھا - عقلمند آدمی البتہ کسی کی طرف نہ تھے - مگر افسوس ہے کہ اونکی تعداد زیادہ نہ تھی - آخر کار جب یہ دونون فریق لڑتے لڑتے تھک گئے - تو اُنھون نے باہمی اتفاق سے یہ چاہا کہ مجلس شورہ منعقد ہو اور اوسمین کسی طرف کے مشیر شریک نہ کیئے جایئن - القصہ عیش نے صلح کی گفتگو شروع کی

اور اوس جنگ کی ختم نہ ہونے والی حالت کو دیکھا کر اپنے مقابل سے اوس آوساف لی کے ساتھ
جو اوسمین تھے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ ہم دونون بہت اچھے دوست تھے اگر افلاس مفسدہ پردازیان
نہ کرتا۔ یہ وہ موذی صلاح کار ہے جسنے خوب تمھارے کان بھرے اور بیجد وسوسے اور تعصبات
تمھارے دل مین پیدا کردیئے اس بات کا جواب طمع نے یہ دیا کہ مین افلاس سے بڑھ کر تمھارے
وزیر اول کثرت کو مفسد خیال کرتی ہون کیونکہ یہ مشیر برابر عیش و نشاط کی صلاح دیتا رہا۔
اور جو ضروری بندوبست و افکار احتیاج کے لیئے تھی اونکین کرنے نہین دیتا تھا۔ اور اسکے
نتیجہ مین اون اصولون کی بیخ کنی جو سلطنت طمع کے بنیاد تھے۔ آخرکار رنجیال موافقت صلح
کی یہ تمہیدی شرط قرار پائی کہ ہر فریق اپنے اپنے شاہی مشیر کو فوراً برخاست کردے۔ جب
یہان تک صلح کے تمام مدارج طے ہوگئے تو اور رہے سہے اختلافات بھی بہت جلد جاتے رہے
پھر معاملہ کی یہ صورت ہوئی اور قرار پایا کہ آئندہ سے فریقین عمدہ دوستون اور شریک
کی طرح رہین اور تمام فتوحات کو باہم تقسیم کرلیا کرین۔ یہی تو وجہ ہے کہ عیش و طمع
ایک ہی دل پر قابض ہین اور اونھون نے ایک ہی جسم کو باہم تقسیم کرلیا ہے۔ اور ہم اپنی
اپنی طرف سے اتنی بات اور شریک کرتے ہین کہ جب سے یہ دونون مشیر نکالدیئے گئے ہین طمع
عیش کے لیئے کثرت اور عیش طمع کے واسطے افلاس مہیا کرتا ہے۔

محنت

اور

ریاضت

جسمانی ریاضت کی دو قسمین ہین۔ یا تو وہ جیسے انسان اپنی معاش کے لیئے کرتا ہے یا وہ جو
تفریحاً کیجاتی ہے۔ آخرالذکر کا نام بالعموم بدلکر بجائے محنت کے ریاضت رکھتے ہین لیکن صرف
معمولی محنت سے وہ مختلف ہوتی ہے کیونکہ وہ دوسرے وجہ سے کیجاتی ہے دہقانی زندگی مین
اس قسم کی بہت سی ریاضتین کیجاتی ہین۔ اور اسی لیئے انسان زیادہ توانا اور تندرست ہوتا

اور وہ کسی دوسرے طریقہ کی بہ نسبت زیادہ تر اس طریقہ سے زندگی کا زیادہ اور پورا پورا لطف اوٹھاتا ہے۔ میرے نزدیک جسم ایک طرح کے نلون اور دوسرے آلات کی ترکیب ہے۔ یا دیہاتیون کے محاورہ مین نلیون اور چھیتون کا بنڈل۔ جو ایسی حیرت انگیز ترکیب سے ایکدوسرے مین جڑے ہوئے ہین کہ وہ روح کے لیئے ایک معقول انجن بن گئے ہین تاکہ وہ اپنا فعل کرسکے۔ یہ نقشہ جو مین نے کھینچکر دیکھایا ہے اوسمین کچھہ انتڑیان۔ ہڈیان پٹھے۔ رگین۔ نسین ہی نہین ہین بلکہ تمام اعصاب اور جوڑ جو جسمانی ریشون سے مرکب ہین اور یہ ریشے ایسے بہت سے غیر محسوس نل یا پھنکنیان ہین جو نظر نہ آنے والے چھتون مین سب طرف سے بندھے ہوئے ہین جسم انسان کی نسبت بغیر اوسکی تشریحی خوبیون پر غور کرنے کے یہ جو عام خیال کیا گیا تھا ہمکو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ درستی جسم کے لیئے ریاضت کیسی ضروری اور لازمی شئے ہے جسم کو ضرور متواتر حرکتین اور جنبشین دیجاوین تاکہ وہ رقیق مادہ جو اوسمین بھرا ہوا ہے۔ ملے۔ ہضم ہو اور خارج ہو جاوے۔ اور جو بے شمار نل اور چھتے بدن مین ہین پاک صاف ہو جاوین اور اونکے مادی حصون مین زیادہ مضبوطی اور پایداری آجاوے۔

ریاضت یا ورزش سے تمام خلطون مین جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے اپنے مناسب مسامات مین پھونچ جاتے ہین۔ فضلہ خارج ہو جاتا اور اون پوشیدہ تقسیمون مین طبیعت کو مدد ملتی ہے جنکے بغیر نہ تو جسم اپنی اصلی قوت پر قائم رہ سکتا ہے اور نہ روح بشاشت کے ساتھہ اپنا فعل کرسکتی ہے۔ مین اس مقام پر اون تمام تاثیرات کا ذکر کرونگا جو قوت مدرکہ کے صاف رکھنے سے قوت متخیلہ کو ایذا نہ دینے اور اون جوشون کو پاک صاف رکھنے سے جو روح و جسم کے موجودہ قوانین اتفاق مین ہماری دماغی قوتون کی مناسب کوشش کے لیئے ضروری ہین۔ طبیعت کی تمام قابلیتون پر ہوتی ہین۔ اس امر مین غفلت کی وجہ سے زیادہ کتب بینی کرنے اور بیٹھے رہنے والون کو اکثر خفقان ہو جایا کرتا ہے۔ اور زیادہ تر عورات مراقیت مین مبتلا رہتی ہین۔ اگر ریاضت ہماری تندرستی کے لیئے کلیتاً ضروری نہوتی تو ہمارے جسم کو قدرت اوسکے واسطے ایسا موزون نہ بناتی جیسا اوسنے اعضا مین ایسی پھرتی ہر حصہ مین ایسی نرمی پیدا کرکے جو دباو۔ درازی تبعض و بسط۔ ٹرڈٹر۔ آماس کو ضرورتاً پیدا کرتی ہین اور تمام اوس قسم کی حرکتون کو بھی

جو مذکورہ بالا نالیون اور چھتون کے قائم رکھنے کے لیے درکار ہین موزون بنایا ہے اور ہمین کسی
ترغیب کی حاجت ایسی جسمانی ریاضت کے واسطے نہونی چاہیے جو درستی بدن کے لیے مناسب
ہی - بلکہ کچھ انتظام ہی ایسا ہے کہ اوسکے بغیر کوئی قیمتی چیز پیدا ہی نہین ہو سکتی - دولت اور
عزت کا تو ذکر ہی کیا ہمکو غذا اور پوشاک بھی محنت اور ابرو ون پر پسینہ آئے بغیر میسر نہین
ہو سکتی - شان پروردگاری اسباب یا مصالح فراہم کر دیتی اور متوقع ہوتی ہے کہ ہم خود اپنا
کام اون سے پورا کر لین - آراضی کی درستی مین بہت سر کھپی کرنی پڑتی ہے تب جا کے
کہین پیداوار مین بیشی ہوتی ہے - اور جب اوس آراضی مین بہت سی چیزین بوئی جاتی ہین
تو دیکھو قبل اسکے کہ پیداوار قابل استعمال ہو اوسمین کتنے آدمیون کو کام کرنا پڑتا ہے -
کارخانہ جات تجارت و زراعت مین فطرتاً ۲۰ مین ۱۹ سے زیادہ آدمی کام کرتے ہین اور
وہ لوگ جو اوس حالت کی وجہ سے جسمین وہ پیدا ہوتے ہین محنت اور مشقت کے لیے مجبور
نہین کیے جاتے وہ سب سے بڑھ کر مصیبت زدہ ہوتے ہین بشرطیکہ وہ بطیب خاطر اس محنت
مین مصروف نہون جسکا نام ریاضت ہے - میرے دوست سٹراجر[۱] اس کام مین کبھی نہین تھکے -
اور اُنھون نے اپنے مکان مین کئی جگہہ اپنی اگلی محنتون کی تحفہ تحفہ نشانیان لٹکائے
ہین - اون کے بڑے دیوانخانہ کی دیوارین خاص اون کے شکار کیے ہوئے ہرنون کی
سینگون سے ڈھکی ہوئی ہین - اور وہ اون کو اپنے مکان کے اعلیٰ درجہ کا اسباب آرایش
تصور کرتے ہین - کیونکہ اون کی بدولت اُنھین بہت سی باتین کرنے کا موقع ملتا - اور یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کبھی کاہل نہین رہے - اوسی ہال یا دیوانخانہ کے نیچے کے سرے پر بڑی
دریائی چڑیا اوٹر لنگی ہے جسکی کھال مین سوکھی گھاس بھری ہے اور اُسکے لٹکانے کا حکم اُنکی
والدہ نے دیا تھا اور اوسے وہ بہت مسرت کی نظر سے دیکھتی ہین - کیونکہ یہ معلوم ہوا ہے کہ خاص
اونکے کتے نے اس چڑیا کو اوس زمانے مین شکار کیا تھا جب اُن کا سن نو برس کا تھا - ایک چھوٹا
سا کمرہ دیوانخانہ سے ملا ہوا ایک طرح کا سلاح خانہ یا دار الصنعت ہے جسمین مختلف قد اور
ساخت کی بندوقین بھری پڑی ہین - اور یہی بندوقین تھین جن سے اس ملک یا ڈلا ورستے

[۱] ایک فرضی دہقانی نمبر کا نام ہے جسکی دہقانی زندگی اڈیسن نے اپنے مضامین مین دکھائی ہے -

تمام جنگل مین ہلاکت پیدا کر دی تھی اور لاکھون چکورین - تیتر - اور بن مرغیان مار ڈالی تھین اصطبل کے دروازہ ون مین اسی دلاور کی شکار کی ہوئی لومڑیون کی ناکین پیوند کی طرح لٹکا رہا ہین - انہین سے ایک ناک کو سر راجر نے مجھے دکھایا جسمین اونھون نے پہچان کے لیئے ایک پیتل کی پتری جڑ دی تھی - انھین اسی کی بدولت پندرہ گھنٹہ تک گھوڑے کی سواری کرنی پڑی تھی اور قریب چھہ گانون مین ہو کر جانا پڑا تھا - دو آختہ گھوڑے مر گئے اور نصف سے زیادہ کتے ضایع ہو گئے تھے - اسے وہ اپنی زندگی کا کار عظیم خیال کرتے ہین - اوس ضدی بیوہ کی وجہ سے جسکا ذکر مین کر چکا ہون کئی لومڑیون کی جان گئی تھی - جیسا کہ سر راجر نے مجھسے بیان کیا تھا کہ انھون نے عشق و عاشقی کے زمانے مین اپنے اصطبل کے مغربی دروازہ مین ناکون کے پیوند سے لگا دیے تھے - وہ بیوہ جب کبھی سر راجر کے ساتھ سنگدلی سے پیش آتی تو غریب لومڑیون کے ماتھے جایا کرتی تھی - عشق بیوہ جتنا گھٹا اور بڑھاپا آتا گیا اوسی نسبت سے وہ لومڑی کا شکار کم کرتی گئی - مگر خرگوش صاحب اب بھی اون کے مکان سے وسط میل سے اندر نہین بچنے پاتے - مین اپنے ناظرین کو خواہ وہ مرد ہون یا عورت گھوڑے کی سواری سے بڑھ کر کسی دوسری ریاضت کی صلاح نہ دونگا - بموجب اوس خیال کے جو ٹیلر[1] نے اوسکی نسبت ظاہر کیا ہے میری راے مین اسکے سوا اور کوئی ریاضت اتنی صحت آور نہین اور نہ جسم کو موافق آتی ہے - ڈاکٹر سٹیڈنہم نے اسکی خوب خوب تعریفین کی ہین - اگر انگریزی خوان ناظرین اوسکی اُن تاثیرات کو جو بلا ارادہ ہوتی ہین دیکھنا چاہین اور جنکا ذکر آخر مین کیا گیا ہے تو وہ اونکو اس کتاب مین ملین گی جسے "میڈیسنا جمناسٹکا" کے نام سے چھپے ہوئے بہت سال نہین گذرے ہین - میری کیفیت سُنیئے کہ جب مین قصبہ مین ہوتا ہون اور مجھے ایسے مواقع حاصل نہین ہوتے تو مین روز صبح کو گھنٹہ بھر مگدر کی ورزش کرتا ہون - جو میرے کمرے کے ایک گوشہ مین رکھا ہوا ہے [illegible] اس سے زیادہ خوش ہوتا ہون - کیونکہ جو بات مین چاہتا ہون وہ اس سے بالکل خاموشی کی حالت مین حاصل ہوتی ہے - میرے کرایہ والے مکان کے مالک بی بی اور اوسکی سب بیٹیان میری [illegible] ورزش سے ایسی اچھی طرح واقف ہو گئے ہین کہ جب مین ورزش کرتا ہون تو وہ

---

[1] ٹیلر ایک افضل انگریز جسنے افلاطون کی بہت سے تصانیف کا انگریزی ترجمہ کیا - ۱۷۵۸ء مین پیدا ہوا اور ۱۸۳۵ء مین مر گیا

کبھی آکر خلل انداز نہین ہوتین - جب میری عمر اب سے چار برس ادہر کم تھی تو مین زیادہ تھکانے والی تفریحون مین مشغول ہوا کرتا تھا - یہ تفریح مین نے ورزش کے لاطینی رسالہ سے لی تھی جو بہت قابلیت اور علمی فضیلت کے ساتھ لکھا گیا ہے - اس رسالہ مین اس ورزش کو انسانی سایہ کے ساتھ لڑنے سے تعبیر کیا ہے اور یہ اسطرح سے ہوتی ہے کہ ایک ہاتھ مین چھوٹی سی لکڑی ہے کہ جسکے سرے پر سیسے کی ڈانٹ لگی ہوتی ہے پھراتے ہین - اس ورزش سے سینہ کشادہ ہوتا اور تمام اعضا کو جنبش ہوتی ہے اور بغیر گھونسہ[1] کھائے ہوئے اوسکے مارنے کا پورا پورا لطف حاصل ہوتا ہے - میری یہ آرزو ہے کہ عالم فاضل لوگ جو وقت بیکار رنجا لفتون اور جھگڑون مین ضایع کرتے ہین - وہی وقت اپنے ہی سایہ سے لڑنے کی ترکیب مین صرف کرین - اس ورزش سے اوس غصہ کے فرو کرنے مین مدد ملے گی جس سے عوام الناس اور خود انھین تکلیف ہوتی ہے

خاتمہ

چونکہ مین روح اور جسم سے مرکب ہون - پس مین اپنی ذات کو فرائض کی دو چند تدبیر کا ممنون خیال کرتا ہون اور جبتک مین اپنا ایک گھنٹہ مذکورہ ریاضت یا ورزش اور دوسرا مطالعہ کتب اور یاد خدا مین صرف نہین کر لیتا ہون تو میرا یہ خیال ہوتا ہے کہ مین نے اپنے دن کا کام ادہورا چھوڑا

وقت

سنیکا[2] کا قول ہے کہ ہم سب وقت کی کمی کی شکایت کیا کرتے ہین مگر ہمیشہ وہ اتنا زیادہ ملتا ہے کہ یہ سمجھ مین نہین آتا کہ اوسے کیونکر صرف کرین - وہ کہتا ہے کہ ہماری عمرین یا تو بالکل کچھ نہ کرنے مین یا کسی بیکار بات کرنے یا ایسی بات کے نہ کرنے مین جو ہمین کرنی چاہیئے ضایع ہوتی ہین - ہم ہمیشہ یہی شکایات کیا کرتے ہین کہ ہمارے دن کم ہین اور کرتے کام ایسی سستی سے ہین کہ گویا وہ دن ختم ہی نہین ہو سکتے - اس عمدہ فلسفی نے اون تمام مختلف طرز اوقات اور

---

[1] باکسنگ یا گھونسہ بازی انگریزون کے ہان ایک مفید ورزش خیال کیجاتی ہے جسکا سیکھنا ضروری ہے -

[2] ایک مشہور رومی فلسفی کا نام ہے - تین برس قبل سن عیسوی کے پیدا ہوا اور ۶۵ء مین مر گیا -

خیال کے ذریعہ سے جو اوسکی تحریرات کے لیئے مخصوص ہین ہماری اُس متلون مزاجی کی تصویر کھینچی ہے جبسے ہم اِس خاص حالت مین خود اپنے ساتھہ کرتے ہین - مین اکثر خیال کیا کرتا ہون کہ لوگ خود اپنی ہی ذات سے ایسے امر مین غیر متفق ہوتے ہین جسے ایک طرح کا تعلق مقدم الذکر سے ہوتا ہے گو ہم اپنی زندگی کے کم ہونے سے بالعموم رنجیدہ معلوم ہوتے ہین تاہم ہماری یہی خواہش ہوتی ہے کہ اوسکی ہر ایک مُدّت تھوڑی ہی ہو - نابالغ کو پہلے اپنے سن بلوغ کا پھر کاروباری آدمی ہونے کا بعد اُسکے ریاست پیدا کرنے کا اور اوسکے بعد عہدہ اعزاز حاصل کرنے کا اور ان بعد کنارہ کشی کا انتظار ہوتا ہے گو ہر شخص اِس طرح پر اپنی زندگی کو کم ہو جانے دیتا ہے تاہم وہ جانتا ہے کہ اوس زندگی کے حصہ ایسے بڑے ہین کہ کاٹے نہین کٹتے - ہم اپنی بالشت کو بڑھاتے ہین مگر یہ چاہتے ہین کہ کاش جن حصون سے مرکب ہے چھوٹے ہوتے - سودخوار اوس تمام وقت کے بالکل نیست و نابود ہو جانے سے خوب ہی مطمئن ہو جاتا ہے جو موجودہ وقت اور دوسری سہ ماہی کے دن کے درمیان مین ہوتا ہے - پالیٹشن یا مُدبّر ملک اپنی عمر کے تین سال کے ضایع کر دینے پر راضی ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ اُن تمام امور کو ایسی حالت مین قائم رکھہ سکے جنکی نسبت اوسکا خیال ہوتا ہے کہ وہ اوسی حالت مین گردش زمانہ کے بعد قائم رہین گے - عاشق اپنی زندگی سے اپنے اوس تمام وقت کو خوشی نکال دیگا جو معشوق کی مسرت انگیز ملاقات کے قبل صرف ہونے والا ہوگا - پس جس قدر ہمارا وقت صرف ہوتا ہے اوتنی ہی ہمکو اپنی زندگی کے اکثر حصون مین اِس بات کے جاننے سے خوشی ہوتی ہے کہ وقت معمول سے زیادہ تیزی کے ساتھہ گزر گیا - دن کے کئی گھنٹے ہمارے ہاتھہ سے نکل جاتے ہین نہین بلکہ ہم چاہتے ہین کہ سال کے سال یون ہی ختم ہو جائین - اور ہم وقت کی سرزمین مین اوسی طرح سفر کرتے ہین جسطرح ایسی ملک مین جہان ہر طرف جنگل اور ویرانے ہوتے ہین - اور چاہتے ہین کسی طرح اون سے جلد نکل جائین - تاکہ ہم اُن چھوٹی چھوٹی آبادیون یا آرام گاہ مین پہونچین جو نیچے اور اوپر ہر طرف دُور تک چلی گئی ہین - اگر اکثر آدمیون کی زندگی کو ۲۰ حصون مین تقسیم کرین تو ہمکو معلوم ہوگا کہ کم سے کم ۱۹ حصہ ایسے ہین جو خوشی اور کام دونون سے خالی ہین - مین اون لوگون کی زندگی کو اِس حساب مین نہین شامل کرتا جو

کاروبار کی مُدامی جلدی مین رہا کرتے ہین - بلکہ اُن حضرات کو جو ہمیشہ بیکار رہتے ہین - اگر مین اُن صاحبون کے بیکار وقت کو باکار بنانے کے کچھہ طریقے عرض کرون گا تو اُمید ہے کہ میری یہ خدمت قبول فرمائی جائیگی - وہ طریقہ حسب ذیل ہین -

پہلا - نیکی اپنے عام فہم معنون کی حد وسعت تک کیجائے - یہ وہ خاص تدبیر ہے جسمین اتفاق کی خوبیان شامل ہین نہایت کم محنتی آدمی کو بیکار نرہنے دیگی - اور کارباری آدمی کو سب سے بڑہ کر چست و چالاک بنا دیگی - جاہل کو نصیحت محتاج کی حاجت پوری کرنا - مصیبت زدہ کو آرام پہونچانا ایسے فرائض ہین جن سے ہر روز سابقہ پڑتا ہے - انسان کو بہت سے موقع کسی فریق کی سختی کم کرنے - مستحق کے حق مین انصاف حاسد کے حسد کم کرنے - غصہ ور کے غصہ کو فرو کرنے اور متعصب کے مزاج کی اصلاح کے حاصل ہین - اور یہ مشاغل معقول آدمیون کے واسطے موزون ہین - اور اوس شخص کو بہت تسکین دیتے ہین جو ہوشیاری کے ساتھہ انہین کرتا ہے -

نیکی کی ایک قسم اور بھی ہے جو گوشہ نشینی کے اُن اوقات مین شغل پیدا کرتی ہے جب ہم اپنے اوپر چھوڑ دیے جاتے ہین نہ کوئی ہمارا رفیق ہوتا ہے نہ ہم کلام - میری مراد اوس رسم و راہ اور گفتگو سے ہے جو ہر ذی عقل کو اپنے خالق اکبر سے کرنی چاہیئے جسے ہر وقت خدا کی حضوری کا خیال رہتا ہے اوسکی طبیعت ہمیشہ بشاش رہتی ہے - وہ اپنے نہایت پیارے اور اعلے درجہ کے دوست کی رفاقت مین رہنے کے خیال سے ہر لحظہ لطف اُٹھاتا ہے اوس کو کبھی وقت گران نہین گزرتا - اور یہ ممکن ہی نہین کہ وہ تنہا رہے - جب اور لوگون کو ایسے اوقات مین نہایت بے شغلی رہتی ہے تو اوسکے خیالات اور خواہشات نہایت مصروف رہتے ہین - دنیا سے باہر نکلتے ہی اوسکا دل گرمی عبادت سے پھکنے اور اُمید سے بڑھنے لگتا ہے - اور اوس حضوری سے جو اوسکے ہر طرف ہوتی ہے فخر کرتا ہے - یا برخلاف اسکے خوف رنج و الم اور خطرات کا حال اپنے دستگیر یا خُدا سے عرض کرتا ہے - مین نے اِس مقام پر انسان کے صرف نیک ہونے کی ضرورت بیان کی ہے تاکہ وہ اوسے کسی قدر مصروف رکھے لیکن اگر ہم اسکے آگے خیال دوڑاتے ہین تو کچھہ اوسی وقت تک مُفرح نہین ہے جبتک کہ وہ کیجاتی ہے - بلکہ اوسکا اثر ہماری ہستی کے اون حصون تک پہونچتا ہے جو قبر سے بھی آگے ہین اور اون ہی اوقات مین ہمارے پہونچنے

ابدیت کا رنگ ہوگا جو ہمنے یہان دنیا مین نیکی یا بدی مین صرف کیئے ہین - اون کے صرف
اس طریقے پر عمل کرنے کی یہ دلیل ہمارے لیئے مکرر ہو جاتی ہے - جب کسی شخص کے پاس صرف
تھوڑا سا سرمایہ ہے جسکو وہ بڑھانا چاہتا ہے اور اوس سرمایہ سے نفع پانے کے موقع بھی حاصل
ہین تو پھر بتایئے کہ ہم اوس شخص کی نسبت کیا خیال کرین جو انیس ۱۹ حصون کو بیکار ہو جانے دیتا -
اور بیسوین حصہ کو بھی اپنی ہی تباہی اور زیان مین صرف کرتا ہے مگر چونکہ طبیعت مین ہمیشہ گرماگرمی
اور وہ اعمال نیک کے واسطے مستعد یا آمادہ نہین رہتی پس ضرور ہے کہ بیکاری مین اوس کے
شغل کے لیئے مناسب مشاغل پیدا کیئے جائین - لہذا وقت کے صرف کرنے کا دوسرا حصہ جو مین عرض
کرونگا یہ ہوگا کہ ہمکو مفید اور بےضرر تفریحون مین مصروف ہونا چاہیئے - مین اس بات کا
ضرور مُقر ہون کہ میرے نزدیک بالکل ایسی ہی تفریحون مین مشغول رہنا جو محض بےضرر ہین اور
صرف یہی خوبی ہے کہ اون سے کسی قسم کا نقصان نہین ہوتا - ایک ایسی بات ہے جو کسی قدر عقلمندی
کے پایہ سے گری ہوئی ہے - آیا کسی لہو ولعب مین اتنی خوبی بھی ہے کہ نہین مین اسکا فیصلہ نہین
کرونگا - مجھے اسبات کے دیکھنے سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ اعلےٰ درجہ کے سمجھدار لوگ بارہ بارہ
گھنٹہ تک تاش کے ملانے اور تقسیم کرنے مین مصروف رہتے ہین - اس کھیل مین چند خاص تاش کی
اصطلاحات کے سوا اور کسی قسم کی گفتگو نہین ہوتی - اور سیاہ اور سفید نشانات کے سوا جو مختلف
تصویرون مین ہوتے ہین اور کسی چیز کے خیالات دل مین پیدا نہین ہوتے - کیا اس قسم کے آدمیون
کی یہ شکایت سنکر کہ زندگی تھوڑی ہے ہنسی نہ آئیگی - ناٹک کو اعلیٰ درجہ کے شریفانہ اور مفید
دلچسپیون کا ذریعہ بنانا چاہیئے - بشرطیکہ وہ باقاعدہ اور معقول ہو - مگر جس قدر طبیعت عمدہ
اور منتخب دوست کی صحبت سے محظوظ ہوتی ہے اوتنی کسی سے نہین - تمام زندگی مین اس سے
بڑھکر فی الحقیقت کوئی ایسی برکت کی چیز نہین ہے کہ ایک ہوشمند اور نیک دوست کی ملاقات
سے لطف اوٹھایا جائے - اس سے طبیعت کو راحت اور قوت مدرکہ کو ترقی اور صفائی حاصل
ہوتی ہے اور واقفیت اور خیالات پیدا ہوتے ہین - نیکی اور عمدہ مقاصد مین تر و تازگی آتی
ہے - خواہشات مین اعتدال پیدا ہوتا اور بیکاری کے بہت سے اوقات کے لیئے شغل ملجاتا ہے
ایک خاص شخص سے اس قسم کی دوستی پیدا کرنے کے بعد ایسے لائق آدمیون سے گفتگو کرنے کی

یشش کرنی چاہیے جن مین مخاطب الیہ کی لیاقت بڑھانے اور دل بہلانے کی قابلیت ہو
دیہ ایسے اوصاف ہین جو اکثر اکیجا پائے جاتے ہاین۔ زندگی مین اور بھی بہت سے مفید مشاغل
ین جنکو انسان ترقی دے سکتا ہے تاکہ وہ کچھنہ کچھہ کرتا ہی رہے۔ طبیعت کو کاہل اور اگر کوئی اتفاق
داہش پیدا ہوجائے تو اوسے غالب نہونے دے۔ جس شخص کو۔ موسیقی۔ مصوری۔ یا فنِ تعمیر کا
ماق ہے گویا اوسکی سمجھہ اون لوگون سے جدا ہے جو اِن فنون سے بے بہرہ ہاین۔ پھول اور
ودے لگانے اور باغبانی وغیرہ کے فن جب کسی دولتمند کی شوقیہ ہنرمندی مین داخل ہوتے ہین
وہ دیہات کی بودوباش مین آرام دیتے ہاین۔ اور بہت سی وجہون سے اپنے ماہرین کے
ام آتے ہاین۔ مگر زندگی کی تمام تفریحون مین مفید اور دلچسپ کتابون کے مطالعہ سے بڑھ کر
وئی مناسب طریقہ اوقات فرصت کے صرف کرنے کا نہین ہے ٭

ہوشمندی

اور

چالاکی ٭

مجھے اکثر یہ خیال گزرا ہے کہ اگر انسان کے دِل کھل سکتے یعنی باطن کا حال نظر آسکتا۔ تو
ہم لوگون کو عقلمند اور بیوقوف کے دل مین بہت کم فرق دکھائی دیتا۔ سیکڑون بیہودہ
خیالات ہزارون لغو منصوبے خود بینی۔ اِن دونون کے دل سے گذرتے ہاین۔ بڑا فرق یہ
ہے کہ عقلمند یہ جانتا ہے کہ گفتگو مین کس خیال کو لین۔ کسے دبائین۔ اور کسے ظاہر کردین مگر
بیوقوف ہوتا ہے وہ اپنے تمام خیالات کو بے امتیازی سے ظاہر کردیتا ہے لیکن ہمراز دوستون
سے بات چیت کرنے مین اس قسم کی ہوشیاری کا کوئی موقع نہین ہے ایسے موقعون پر عقلمند یا
عقلمند شخص اس طرح باتین کرتا ہے جسطرح کہ کوئی سب سے بڑا احمق۔ کیونکہ کسی دوست سے
باتین کرنا دراصل ایسا ہی ہے جیسا کہ بآواز بلند اپنے دل مین کسی بات کا سوچنا۔ اسی لیے پلوٹارک
نے ایک مشہور مصنف ٹلی سے آگلے مصنفون کی اس نصیحت کو بہت ٹھیک بیان کیا ہے کہ انسان

اپنے دوست کے ساتھ اس طرح پیش آئے کہ اوسے دوست بننے کی گنجایش رہے اور دوست سے ساتھ اس طریقے سے برتو کہ اگر وہ دشمن بھی ہو جاے تو اوسے اتنی قدرت نہو کہ ضرر پہونچا سکے اس نصیحت کا پہلا حصہ اوس برتاو کے متعلق جو ہمیں اپنے دشمن کے ساتھ کرنا چاہیے بہت مناسب اور معقول ہے مگر دوسرا حصہ جسکو تعلق اوس سلوک سے ہے جو ہمکو اپنے دوست سے کرنا چاہیے ایسا ہے جس سے ہوشیاری سے زیادہ چالاکی کی بو آتی ہے۔ وہ زندگی کی اعلی مسرتوں سے جو ایک دوست کے ساتھ بے تکلف ہو کر باتیں کرنے میں حاصل ہوتی ہے محروم کر دیتا ہے۔ اسکے علاوہ جب کوئی دوست دشمن ہو جاتا جس طرح سائیرس کا بیٹا ... دوست کو افشا کنندہ راز کے لقب سے یاد کرتا ہے اوسی طرح بنظر انصاف تمام دنیا زیادہ تر اوس دوست کو دغاباز ٹھہرا ئیگی بہ نسبت اسکے کہ وہ اوس شخص کو حماقت کا الزام دے جس نے اوس دوست کو اپنا ہمراز بنایا تھا صرف باتوں ہی کی ہوشمندی میں نہ تکتی بلکہ تمام افعال سے۔ ہوشمندی پروردگار عالم کی ایسی ماتحت کارپرداز ہے جو زندگی کے ... تعلقات میں ہماری رہنما اور ہادی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور بھی چمکتے ہوے جوہر انسان کے دل میں موجود ہیں لیکن کوئی اتنا کار آمد نہیں۔ اصل میں یہ بھی ایک چیز جس سے اور اوصاف کی بھی قدر ہوتی ہے۔ اور یہی اور صفتوں کو بھی مناسب اوقات میں اور موقعوں پر کام دینے کے لیے آمادہ کرتی اور انھیں موصوف کے حق میں مفید بناتی ہے۔ اسکے بغیر علم ایک خود نمائی۔ ظرافت بیہودگی۔ اور نیکی۔ ایک اخلاقی کمزوری معلوم ہوتی ہے۔ اگر یہ نہو اور صفتیں ہوں تو انسان بہت اصرار کے ساتھ غلطی میں پڑا رہے اور اپنے ہی نقصان پر آمادہ۔ انسان ہوشمندی سے صرف اپنی ہی قوتوں کا مالک نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسروں کی قابلیت پر بھی حاوی ہو جاتا ہے۔ اسکو باتوں ہی باتوں میں دوسرے کی لیاقت کا حال کھلجاتا۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اوس قابلیت کو کن کن مناسب طریقوں سے اپنے کام میں لائے۔ پس اگر ہم انسان کے خاص خاص طبقہ اور فرقہ پر غور کی نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ نہ کوئی خوش طبع۔ نہ فاضل اور نہ شجاع آدمی بلکہ ہوشمندی ایک ایسا شخص ہے جو تمام انجمن کو اپنی راہ پر لگاتا اور تدبیریں بتاتا ہے اگر کسی میں بڑی بڑی قابلیتیں ہوں مگر ہوشمندی نہ ہو تو ایسے شخص کی مثال الف لیل کہانی قصہ کے پالیفیمس کی سی ہوگی جو قوی ہے مگر نابینا زور تو ایسا ہے کہ کوئی اوس سے

پیش نہین پاسکتا مگر اندھے ہونے سے وہ زور دو کوڑی کا ہے اگر انسان مین باوجود تمام کمالات کے ہوشمندی نہین ہے تو دنیا مین اوسکی کچھہ قدر و منزلت نہوگی لیکن یہی ایک چیز یعنی ہوشمندی بدرجۂ کمال ہو اور صفتین تھوڑی تھوڑی سی ہون تو آدمی جس حیثیت کا ہو اوسمین وہ بہت کچھہ کرسکتا ہے جس طرح سے مین ہوشمندی کو انسان کا سب سے زیادہ مفید جوہر خیال کرتا ہون۔ اوسی طرح چالاکی کو تنگدل غیر فیاض لوگون کا ہنر جانتا ہون۔ ہوشمندی ہمین اعلی درجہ کے شریفانہ مقاصد دکھاتی اور اونکے حاصل کرنے کے مفید اور قابل تعریف طریقہ بتاتی ہے۔ چالاکی کا مطلب ہمیشہ ذاتی اغراض کے حاصل کرنے سے ہوتا ہے اور کامیابی کا کوئی طریقہ (چاہے وہ برا ہی کیون نہو) اختیار کرنے مین قدا بھی تامل نہین ہوتا۔ ہوشمندی کی نگاہین بلند اور وسیع ہوتی اور عمدہ تیز نظر کی طرح پورے افق پر پڑتی ہین۔ چالاکی ایک طرح کی کوتاہ نظری ہے جسکو قریب کی ذرا ذرا سی چیزین دکھائی دیتی ہین مگر دور کی نہین۔ ہوشمند کو جتنا اپنی ہوشمندی کا زیادہ ادراک ہوتا ہے اوتنی ہی زیادہ قدرت حاصل ہوتی ہے۔ چالاکی اگر ایک بار بھی پکڑ لیگی تو بس پھر اوسمین وہ زور باقی نہین رہتا۔ اور وہ انسان کو ایسا بیکار کردیتی ہے کہ اوس سے وہ کام بھی نہین ہوسکتا جو ایک سیدھے سادے آدمی ہونے کی حالت مین بن پڑا۔ ہوشمندی ایک عقلی کمال ہے اور ہمارے تمام فرائض زندگی مین ہادی و رہنما۔ چالاکی ایک قسم کی حیوانی عقل ہے جس سے ہماری نظر صرف فوری فوائد اور بہبودی پر رہتی ہے۔ ہوشمندی بڑے بڑے زیرک اور فہیم لوگون مین پائی جاتی ہے اور چالاکی اکثر جانورون اور اون آدمیون مین جو وحوش سے کچھہ ہی کم ہین۔ چالاکی ہوشمندی کی نقل یا چربہ ہے اور ضعیف العقل آدمی اسکی نسبت اوسی طرح سے خیال کرلیتے ہین جس طرح کہ لوگ اکثر غلطی سے زندہ دلی کو ظرافت اور سنجیدگی کو دانشمندی سمجھہ لیتے ہین۔ ذہن کی رسائی سے جو ہوشمندی کے لیئے ایک فطرتی شئے ہے آئندہ زمانہ پر انسان کی نظر جاتی ہے اور وہ اس بات پر غور کرتا ہے کہ اب سے لاکھون برس آگے کیا حالت ہوگی اور اب کیا ہے۔ ہوشمند جانتا ہے کہ جو آرام و تکلیف دوسرے عالم مین اوسکے لیئے اوٹھا رکھی گئی ہے اوسکی اصلیت بعید ہونے سے جاتی نہین رہتی۔ فاصلہ پر ہونے سے چیزین حقیر یا چھوٹی

نظر نہین آتین - وہ سوچتا ہے کہ مسترمین اورلذتین جو ابدیت مین چھپی پڑی ہین لحظہ بہ لحظہ
اوس سے قریب ہوتی جاتی ہین اور کبھی اوسکو ویسی ہی محسوس ہونے لگین گی جیسے موجود
رنج و راحت اور یہی تو وجہ ہے کہ اوس چیز کے حاصل کرنے مین بہت ہوشیاری سے کام لیتا ہے
جو اوسکی خلقت کی اصلی آسایش اور اوسکی ہستی کی سب سے آخری غرض ہے وہ ہر کام سے انجام
کو سوچتا اور اوسکے سب سے زیادہ بعید اور قریب نتایج پر غور کرتا ہے۔ وہ فائدہ دُنیا کی ہر ایک
اُمید سے قطع نظر کرتا ہے اگر وہ اوسکی اوس رائے سے مطابق نہین ہوتا جو دوسرے عالم کے
فوائد کی نسبت ہوتی ہے۔

مختصر یہ ہے کہ اُسکی تمام اُمیدین ثبات سے بھری پڑی اور اوسکی تمام تدابیر مین عظمت اور
اولوالعزمی پائی جاتی ہے - اور اوسکی روش ایسے شخص کے چلن سے ملتی ہے جسے اپنے سچے
فائدون کا ادراک ہوتا - اور وہ جانتا ہے کہ اونکے حاصل کرنے کے واسطے فلان فلان مناسب
طریقے ہین - چونکہ مین نے اس مضمون مین ہوشمندی کو انسان کا جوہر اور نیز ایک نیکی قرار
دیا ہے اسیلیے مین نے اوسکی پوری پوری وضاحت کی ہے - نہ صرف اوس اعتبار سے جہانتک
اوسکو دُنیاوی اُمور سے تعلق ہے - بلکہ ہماری تمام ہستی سے اور نہ صرف اسیلیے کہ وہ فانی
خلقت کی رہنما ہے بلکہ اس سبب سے کہ وہ بالعموم ذوالعقول کی ہادی ہے - عقلمند آدمی اسی
صورت مین ظاہر اور کبھی ہوشمندی اور کبھی دانشمندی کے نام سے بیان کرتا ہے اور ہوشمندی
دراصل افضل ترین دانشمندی ہے (جیسا کہ اس پرچہ کے آخر مین ظاہر کیا گیا ہے) و نیز اسکا
حاصل کرنا ہر شخص کے اختیار مین ہے - گو اسکے فوائد بعید و حساب ہین مگر تو بھی اونکا حاصل کرنا
آسان ہے یا اوسے ایک مزید بیدین مصنف کی الفاظ مین جسکا حوالہ آخری شنبہ کے پرچہ مین دیا
گیا - ہے یون بیان کیا جاے -

و [illegible] نقص کی شان بہت بڑی ہے اور اوسے کبھی زوال نہین ہوتا تاہم وہ اپنے عاشقون کو آسانی
نظر آ جاتی اور جو اوسکی تلاش مین رہتے ہین وہ اُنھین مل جاتی ہے وہ چاہنے والون پر ظاہر
ہوکر اون کو جستجو سے باز رکھتی ہے - جو شخص اوسکو جلد ڈھونڈھتا ہے اوسے کہین جانا نہین پڑتا وہ
[illegible] دروازے ہی پر بیٹھی ہوئی ملتی ہے - جیسے اوسکا خیال ہی اوسکی عقل کامل ہے اور جو اسکا نگران

رہتا ہے۔ وہ بہت جلد بے فکر ہو جائے گا۔ کیونکہ جو اوسکے قابل ہوتے ہین اُنھین وہ ڈھونڈھتی پھرتی ہے۔ اوپنپر مہربان ہوکر رستے گلی مین نظر آتی اور ہر خیال مین اُن سے آکر ملتی ہے۔

ہنسی

اور

تمسخر

جب مین کسی ایسے سبجکٹ یا مضمون کو پسند کرتا ہون جسپر اَورون نے قلم نہین اوٹھایا ہے تو بلا لحاظ کسی ترتیب یا قاعدہ کے اپنے تمام خیالات کو اوسمین مصروف کردیتا ہون تاکہ وہ خیالات زیادہ تر آزادانہ طور پر مضمون کی صورت مین ظاہر ہون۔ بہ نسبت اسکے کہ انمین باقاعدہ کلام کی ترتیب پائی جائے اور اس پرچہ مین بھی اسی طریقہ سے ہنسی اور تمسخر کو بیان کرون گا۔ انسان کے مزاج مین تمام مخلوق خدا سے بڑھ کر ہنسی ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اوس سے اشرف یا کم ہین وہ ہنس مکھ نہین ہوتے۔ انسان بخلاف اَور مخلوقات کے ہر چیز کے مختلف پہلو دیکھہ سکتا اور اوسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو چیزین اوسکو خوش کرتی ہین غالبًا اونپر انسان سی اشرف مخلوق کو یا تو رحم آئے گا یا وہ اون کی ناراضی کی باعث ہونگی۔ غصہ یا رنج کے لیئے ہنسی فی الحقیقت ایک عمدہ طاقت ہے اور یہ بات بھی معقول نہین ہے کہ ہمکو ایسی چیزون سے خوشی ہو جو در اصل ہمارے حق مین بہتر نہین ہین۔ جب ایسے باتون سے رنج پہونچتا ہے جو حقیقت مین دکھ نہین دیتین۔ مین نے اپنے سینتالیسوین مضمون مین ایک جدید فلسفی کی راے پر ایک خیال ظاہر کیا ہے۔ یہ فلسفی ہنسی آنے کا پہلا سبب یون بیان کرتا ہے کہ وہ ایک طرح کا پوشیدہ مقابلہ ہے جو ہم اپنے اور دوسرون کے درمیان جنہین ہم ہنستے ہین کرتے ہین۔ یا بہ الفاظ دیگر ہنسی اُس قسم کا اطمینان ہے جو ہمکو اپنی فضیلت سے اوسوقت حاصل ہوتا ہے جب ہم کسی دوسرے شخص کی بیہودگیان کو دیکھتے یا خاص اپنی اگلی حماقتون کو خیال کرتے ہین بہت سی صورتون مین یہ بات ہوتی ہے اور میرا خیال ہے کہ بنی نوع انسان کا سب سے زیادہ خود بین حصہ اِس نفسانی شوق مین بیحد مبتلا

ہوتا ہے۔ کلیساے روم مین ایک درویش کے اِس وعظ کے پڑھنے کا مجھے اتفاق ہو چکا ہے جسے اوسنے حضرت سلیمان کے الفاظ مین آدا کیا ہے۔

"میںنے ہنسی کی نسبت کہا ہے کہ وہ فاترالعقل ہے اور خوشی کی بابت پوچھا کہ وہ کیا کرتی ہے"

اوسنے اصول علم آلہی کا یہ نکتہ اسی بنا پر قرار دیا ہے کہ ہنسی پہلی معصیت کا اثر ہے (یعنی جو حضرت آدم سے سرزد ہوے) اور حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے جانے کے قبل ہنس نہین سکتے تھے ہنسی جس وقت تک آتی ہے وہ طبیعت مین کاہلی اور کمزوری قابلیتون مین ضعف۔ روح کی تمام قوتون مین ایک طرح کی سستی اور تقلیل پیدا کرتی رہتی ہے۔ اور وہ اسی اعتبار سے خلقت انسان کی ایک کمزوری ہے۔ لیکن اگر ہم اوس تفریح پر غور کرین جو ہمکو بسا اوقات اوس سے حاصل ہوتی ہے اور یہ دیکھین کہ ہنسی وہ چیز ہے جو خوشی کی خلاف اُمید یا غیر مترقبہ اور ناپایدار شعاعون سے اوس ظلمت یا اوداسی کو دفع کرتی ہے جو ہماری طبیعت کو افسردہ اور ہمارے جوشون کو دبا دیتی ہے تو ہم مین ہر شخص کو اِس بات سے خبردار رہنا چاہیئے کہ زندگی کے ایسے لطف کے حاصل کرنے مین ضرورت سے زیادہ دانشمندی صرف نہ کیجائے۔ لوگون کی تضحیک یا مسخرا بنانے کی قابلیت اور باتون باتون مین کسی کو بنانا بیشک تنگدل اور غیر فیاض طبیعت کی صفت ہے۔ جس نوجوان کی طبیعت مین اِسطرف میلان ہوتا ہے وہ ترقی کے تمام ذریعون سے محروم ہوجاتا ہے۔ کوئی شخص بے عیب نہین ہوتا بلکہ جتنے بڑے بڑے ممتاز لوگ ہوتے ہین اوتنے ہی اونمین بڑے بڑے عیب پائے جاتے ہین۔ لیکن کیا یہ بُری بات نہین ہے کہ ہماری نظر انسان کے قیمتی اوصاف پر تو جاتے نہین اوسکے عیوب پر ہمارا خیال جم جاتا ہے۔ محاسن سے بڑھکر معائب غور کرتے ہین۔ اپنی لیاقتون کے بڑھانے کا تو ہمین خیال نہین ہوتا اَورون کی تفریح کے لیے اوس غریب کو بناتے ہین۔ اکثر اوقات یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ وہ لوگ جو اَورون کو مسخرا بنانے مین نہایت قابل ہین وہ خاص اپنی ذات مین کسی کمال کے پیدا کرنے کی کوشش نہین کرتے جس طرح بہت سے مشہور نکتہ چین ایسے ہین جنکے قلم سے کسی کی نسبت کوئی اچھی سطر کبھی نہین نکلتی۔ اوسی طرح سے ایسے بہت سے قابل تعریف مسخرے ہین جو دوسرون کے کسی ادنی عیب یا نقص کو بھی نہین چھوڑتے اور اچھی ذرا سی خوبی پر بھی نظر نہین کرتے۔ وہ کمبخت لوگ جن مین

خفیف سی زندہ دلی ہوتی ہے۔ عوام الناس مین ان ہی ذریعون سے اکثر شہرت پاجاتے ہین اور ممتاز و برگزیدہ اشخاص سے بڑھ کر اُنکا عروج ہوتا ہے۔ اگر لوگون کو گناہ یا بدی سے بچانے کے لیئے تمسخر کی قابلیت صرف کیجاتی تو خیر وہ دُنیا کے کسی کام کی ہوسکتی تھی۔ لیکن بجاے اسکے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اکثر لوگ اپنی نیکی اور خوبی کی وجہ سے زیادہ بنائے جاتے ہین اور جتنے محاسن اور سنجیدہ صفات ہین اون ہی پر حملہ زیادہ کیا جاتا ہے۔ اگلے زمانہ مین بڑے بڑے کاملین گذرے ہین وہ ہمیشہ اپنی شریفانہ سادہ روش سے ممتاز رہے اور وہ اُن باتون سے محض اجنبی ہوا کرتے تھے جنکا رواج زمانۂ حال کی تہذیب مین بہت ہے۔

یہ بات دیکھنے کی ہے کہ ہم اس زمانے مین اگلے لوگون سے۔ شاعری۔ تصوری۔ فصیح البیانی فن تعمیر و دیگر علوم مین گرے ہوئے ہین جو تجربے سے زیادہ ذہانت پر منحصر ہین۔ مگر زٹل قافیے۔ ہنسی۔ ٹھٹھے۔ تمسخر۔ اور اور باتون مین اون سے بڑھ گئے ہین۔ ہم اس زمانے والون مین ٹھٹھول زیادہ پاتے ہین اور اگلے لوگون مین سنجیدگی۔ اور خوش فہمی۔ ہم اس مضمون کو اسقدر اور بیان کرنے کے بعد ختم کرینگے کہ جب کھیتون اور مرغزارون مین پھول کھلتے اور درختون مین شگوفہ نکلتے ہین تو اوسوقت ہنسی کا استعارہ اون کی نسبت ہر زبان مین استعمال کیا جاتا ہے یہ بات اور کسی مین نہین پائی جاتی ہان مگر اوس استعارہ مین جو آگ اور جلنے کی نسبت جب وہ عشق کے لیئے مستعمل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہنسی کو بالطبع ایک عمدہ فعل سمجھتے ہین۔

عادت

"عادت ایک دوسری طبیعت ہے" یا "العادت کالطبیعت الثانیہ" جسے ہم اکثر آدمیون کے مُنہ سے سُنتے ہین اوس سے بہتر کوئی معنی خیز مشہور مثل نہین ہے۔ فی الحقیقت اس سے آدمی نیا ہوسکتا ہے اور جو رغبتین اور قابلیتین وہ لیکر پیدا ہوا تھا۔ اون کے خلاف رغبتین اور قابلیتین حاصل ہوسکتی ہین۔ ڈاکٹر پلاٹ صاحب نے اپنی "ہسٹری آف اسٹفرڈشائر" یا تاریخ

استفرڈشائر مین ایک فاترالعقل کا قصہ اسطرح لکھا ہے کہ اتفاق سے اوسکی بود و باش ایسے مقام پر تھی جہان گھڑی کی آواز آیا کرتی تھی۔ جب گھڑی بجتی تو یہ شخص گھنٹون کو گن کر خوش ہوا کرتا تھا۔ اوس گھڑی پر اتفاق سے ایسا حادثہ پڑا کہ وہ بگڑ گئی۔ مگر یہ شخص بلا اوسکی مدد کے اوسی طرح گھنٹہ بجاتا اور اوسکو شمار کرتا رہا جس طرح اوسوقت جب گھڑی درست تھی۔ گو میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ مین اس حکایت کو صحیح ثابت کرون۔ مگر تاہم یہ تو بہت صحیح ہے کہ عادت بلا ارادہ فعل کرنے کا آثر جسم دنیز ایک عجیب اثر طبیعت پر ڈالتی ہے۔ مین اس پرچہ مین اس عجیب اثر کو جو عادت انسانی طبیعت پر ڈالتی ہے بیان کرون گا۔ اور اگر اوسپر ٹھیک ٹھیک غور کیا جائے تو معاشرت کے بہت سے مفید قاعدے معلوم ہون گے۔ مین عادت کی جس بات پر یہان غور کرونگا وہ اوسکی حیرت انگیز تاثیر ہے جس سے ہمین ہر شی خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ جس شخص کو کسی کھیل یا جوے کی لت پڑ جاتی ہے پہلے تو اوسکو اوس سے بہت کم لطف آتا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ اوسکا شوق بڑہ گیا ہے کہ وہ اوسے اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتا ہے۔ جب کوئی شخص گوشہ نشینی اختیار کرتا یا کاروبار مین مصروف رہتا ہے تو اسکو ان دونون یا تون سے یکایک کچھہ ایسا انس پیدا ہو جائے گا کہ اوسمین اوس چیز سے لطف اوٹھانے کی بالکل قابلیت باقی نرہیگی جسکو چھوڑے ہوے اسے ایک مدت گزر چکی ہو گی۔ یہ ممکن ہے کہ انسان اتنی تما کو نشہ آب پیے یا ناس لے کہ اوسکا وقت اوسکے بغیر کٹے ہی نہین۔ ان اسباب کے بیان کرنے کی تو کچھہ ضرورت نہین جبن قدر ہم کسی خاص فن یا حکمت کی کتابون کے مطالعہ مین مصروف ہوتے ہین اوتنی ہی ہمین خوشی ہوتی ہے۔ پس پہلے جو مشغلہ تھا وہی اب آخر کو سامان راحت ہو گیا۔ ہمارے مشاغل بدل کر ہماری دلچسپی کے سامان ہوتے ہین۔ طبیعت کو جس شے کی عادت پڑتی ہے وہ اوسی کی شائق ہو جاتی ہے وہ ان راہون سے بیدلی کے ساتھہ پھرتی ہے جہان وہ چہل قدمی کیا کرتی تھی۔ نہ صرف وہی افعال جنکی پروا ہم پہلے نہین کرتے تھے بلکہ وہ بھی جو متکلف ہین عادت اور مشق سے خوشگوار ہو جائینگے۔ سر فرانسس بیکن نے اپنی طبیعیات مین لکھا ہے کہ جو چیزین پہلے باعث نفرت تھین اون سے بڑہ کر کسی اور سے حظ نہین ہوتا۔ وہ کلارٹ یا بادۂ احمر قہوہ و دیگر مشروبات کی خاص مثالین پیش کرتے ہین جنھین چکھتے وقت ذائقہ بہت کم پسند کرتا ہے۔ لیکن اگر ایک بار بھی

مزہ مِل گیا تو وہ زندگی بھر باقی رہتا ہے طبیعت بنائی بھی ایسی ہی گئی ہے کہ کسی خاص مشق یا شغل کے عادی ہو جانے سے صرف اوسکی پہلی ہی مخالفت ہی نہین جاتی رہتی بلکہ اوسمین ایک طرح کا اُنس اور ایک قسم کی رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک صاحب نے جن سے بڑھکر دوسرا ذہین شخص اس زمانہ مین پیدا نہین ہوا اور جنہین قدیم اخلاقی کتابون کی تعلیم دی گئی تھی۔ مجھے یقین دلایا تھا کہ جب اونھین مختلف رجسٹرون اور کاغذات کی تلاش و تفتیش کرنا پڑی تھی۔ تو گو پہلے یہ کام بہت بے لطف اور ناگوار معلوم ہوتا تھا لیکن آخر مین وہی اعلیٰ درجہ کا عمدہ اور دلچسپ ہو گیا اور اونھون نے اوس کام کو ورجلؔ[1] اور سسرو کی تصانیف کے مطالعہ پر بھی ترجیح دی۔ ناظرین ملاحظہ فرمائینگے کہ مین نے یہان عادت کو یہ خیال نہین کیا ہے کہ وہ چیزون کو آسان ہی نہین بناتی بلکہ دلچسپ اور گو کہ اورون نے بھی اوسپر غور کرکے ایسی ہی باتین نکالی ہون مگر تاہم یہ ممکن ہے کہ اونھون نے اوس سے وہ فائدے نہ نکالے ہون جن سے مین اس پرچہ کو زینت دینا چاہتا ہون۔ اگر ہم فطرت انسان کے اس خاصہ پر بہت توجہ کے ساتھ غور کرین تو ہمکو بہت ہی عمدہ اخلاقی باتین معلوم ہون گی۔

پہلا فائدہ۔ ہم اوس طرز معاشرت یا تواتر افعال مین انسان کی ہمت کا پست کرنا گوارا نہ کرین جسے اوسنے غیرون کے پسند یا خاص اپنی ہی ضروریات کی وجہ سے پسند کیا ہے۔ یہ طرز معاشرت غالبًا پہلے اوسے ناگوار گذرا ہو مگر مشق اور استعمال سے صرف وہ کم تکلیف دہ ہی نہین بلکہ خوشگوار اور قابل اطمینان ہو جائے گا۔

دوسرا فائدہ۔ ہم ہر شخص کو اوس مقبول نصیحت کی طرف مخاطب کرینگے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ فیثاغورث نے اپنے شاگردون کو کی تھی اور جسے اوس فلسفی نے اوس مشاہدہ یا خیال سے ضرور لیا ہے۔ جسکی تصریح مین نے اس طرح سے کی ہے کہ "اوس قسم کا طریقہ معاشرت اختیار کرو جو نہایت عمدہ ہو اور عادت اوسے اعلیٰ درجہ کا دلچسپ بنا دیگی" وہ لوگ جنکی حالتین اُن ہی کے نکالے ہوئے طریق معاشرت کے پسند کرنے کی اجازت دینگے قابل معافی ہین۔ اگر وہ اس طرز زندگی کو اختیار نہین کرتے جسے اون کی عقل اعلےٰ درجہ کا قابل تعریف کہتی ہے

[1] روم کا ایک نامور شاعر جو شہنشاہ آگسٹس کے زمانہ مین تھا۔ یہ پیدایش حضرت عیسی سے ۷۰ برس قبل پیدا ہوا اور ۱۹ برس

کسی موجودہ میلان طبیعت سے بڑھ کر عقل کو ماننا چاہیے۔ کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے عقل آخر کار رغبت پر غالب آئے گی۔ ہرچند کہ ہم کبھی عقل کو مُطیع رغبت ہونے پر مجبور نہین کر سکتے۔

تیسرا فائدہ - یہ خیال ہپنے سر سے کے شہوت پرست اور بیدین شخص کو اُن تکلیفات اور مشکلات کے بھول جانے کی تعلیم دے گا جو اوسکو نیکی کرنے سے باز رکھ سکتی ہین۔ ہاسیٹڈ[1] کہتا ہے۔ دیوتاؤن کی راہ مین محنت کو بٹھا دیا ہے۔ نیکی تک پھونچنے کا رستہ پہلے تو ناہموار اور دشوار گزار ہوتا ہے لیکن جب ہم اوس سے بڑھتے ہین تو وہ زیادہ ہموار اور آسان ہو جاتا ہے۔ جو شخص اس راہ پر ثابت قدمی اور استقلال سے چلتا ہے اوسکو تھوڑی ہی دیر مین معلوم ہو جائے گا کہ اُسکے تمام رستون مین خوشی اور تمام کوچون مین امن ہے۔ اِس خیال کے پھیلانے کی غرض سے مین آگے چل کر بیان کرون گا کہ مذہب پر عمل کرنے سے صرف وہی خوشی نہ ہو گی جو اُن افعال سے نظرتًا ہوا کرتی ہے جنکے ہم عادی ہوتے ہین بلکہ وہ ضرورت سے زیادہ دلی مسرتین حاصل ہونگی جو ایسی مسرت سے واقف ہونے۔ عقل پر چلنے اور خوشگوار حیات ابدی کی توقع سے پیدا ہوتی ہین -

چوتھا فائدہ - مین نے جو بات طبیعت انسان پر غور کرکے پیدا کی ہے اوس سے ہمکو یہ سبق مل سکتا ہے کہ جب کوئی باقاعدہ طرز معاشرت اختیار کر چکین تو ہم اس امر سے خاص کر خبردار رہین کہ بیفکر دلچسپیون اور تفریحون مین ضرورت سے زیادہ مصروف ہون اسلیے کہ افعال حمیدہ کی لذت دل سے یکایک جاتی رہتی ہے اور رفتہ رفتہ وہ مسرت جو طبیعت کو اپنے فرض کے ادا کرنے مین ہوتی ہے بدل کر زیادہ بیکار اور ادنے درجہ کی تفریح ہو جائیگی - آخری فائدہ جو ہم اس قابل تعریف خاصہ فطرت انسان اور اُن افعال کے لطف سے جنکی عادت پڑ چکی ہے حاصل کرینگے۔ یہ ہے کہ اگر ہم دوسرے عالم کی مسرتون سے لطف اُٹھانا چاہتے ہین تو اِس بات کو دیکھائین کہ اِس زندگی مین نیکیون کی عادت ڈالنے کی کس قدر اشد ضرورت ہے۔ مسرتِ ابدی جسے ہم بہشت کہتے ہین اُن طبایع کو نصیب نہین ہو سکتی جنمین اسکی قابلیت نہین۔ ہم سچائی اور نیکی کا ذائقہ اِس دُنیا مین ضرور چکھہ سکتے ہین۔ بشرطیکہ ہم اِس قابل ہون کہ اُس علم و کمال کی لذت

[1] ایک قدیم یونانی شاعر جو حضرت عیسیٰ سے قبل دسوین صدی مین تھا۔

اوٹھائین جو ہمکو اِس عَالَم مین محظوظ کرینگے۔ اُن روحانی مسرتون اور عیش و نشاط کے تخم جو دوامًا روح مین نشو و نُما پانے والے ہین۔ لازم ہے کہ موجودہ حالت امتحان مین بوئے جائین۔ مختصر یہ کہ بہشت کو صرف جزا ہی نہین بلکہ مذہبی زندگی کا نتیجہ لازمی سمجھنا چاہیئے۔ برعکس اوس کے وہ خبائث جو عادت مستمرہ کی وجہ سے۔ مستی۔ شہوت۔ کینہ۔ بغض آمیز عوض۔ خیر و معدلت اور پسندیدہ اوصاف سے ہرب کے لباس مین خلقی طور پر جسم مین حلول کر گئے ہین۔ تکلیف پہونچانے اور مصیبت مین پھنسانے کے واسطے مستعد ہین۔ اون کی اذیتون کی بناء اونمین پڑ چکی ہے اگر ہم یہ نہ مان لین کہ پروردگار عالم اون کو نئے سر سے بنائے۔ اور اون کی قابلیتون کی اصلاح مین اعجازِ قدرت دکھائے گا تو وہ جسم سے جُدا کیئے جانے پر کبھی خوش نہین ہو سکتے۔ اون کو اِس عالم مین فی الحقیقت اُن اَفعال سے جنکے وہ عادی ہین ایک طرح کی کینہ آمیز خوشی ہوگئی۔ لیکن جب وہ اُن تمام چیزون سے نکالے جائینگے جن سے اون کو خوشی ہو سکتی ہے تو اون کو اپنی ہی ذات سے اذیت پھونچے گی اور اُنھین اُن عَادات سے جو صحیفہ مقدس کی اصطلاح مین ‘ وہ کیڑا ہے جو کبھی نہین مرتا’ تکلیف ہوگی۔ طبیعت کو بہشت و دوزخ کا یہ خیال ایسا اطمینان بخش ہے کہ یہی چند نہایت ہی ممتاز بُت پرستون کو بھی گذرا تھا۔ اِسی خیال کو آخری زمانہ کے بہت سے مشہور دینداروں بالخصوص لاٹ پادری ٹیلاٹ سن۔ اور ڈاکٹر شیرلاک صاحب نے ترقی دی تھی۔ لیکن کسی نے بھی اوسکی نسبت ایسے عمدہ خیالات پیدا نہین کیئے جیسے کہ ڈاکٹر اسکاٹ صاحب نے کرشچین لائف کی پہلی جلد مین اور یہ کتاب اُن تمام کتابون مین جو ہماری یا کسی اور زبان مین لکھی گئی ہین نہایت عمدہ اور دینداری کے لیئے ایک اعلیٰ درجہ کی دلیل ناطق ہے۔ اِس عمدہ مصنف نے دکھایا ہے کہ کس طرح پر ہر ایک خاص عادت اور نیکی کی خصلت بہشت یعنی حالت مسرت ابدی کو اوس شخص کے دل مین پیدا کرے گی جو اوسکی عبادت کرے گا۔ اِسی طرح سے برعکس اِسکے بُرائی کی عادت اور خصلت اوسکے حق مین کیونکر دوزخ بنجائیگی جسمین یہ آپ مبتلا رہتا ہے ✤

جنبہ داری کی جھوٹی باتین

فلاطون نے ذاتِ باری کی جو تصویر کھینچی ہے کہ سچائی اوسکا جسم ہے اور نور سایہ۔ تو گو یہ بہت ہی خیالی ہی مگر اوسمین کچھہ نہ کچھہ بلند پروازی ضرور ہے۔ اِس تعریف کے بموجب کوئی بات طبیعت الٰہی کے اتنی خلاف نہین ہوسکتی جتنی کہ خطا اور جھوٹی بات۔ تابعین فلاطون کو باری تعالےٰ کی غلط اور جھوٹ بات سے مخالفت کا ایسا صحیح خیال ہے کہ وہ سچ کو اوس نیکی سے کچھہ کم ضروری نہین سمجھتے جو انسان کی روح کو ایک جُدا حالت سے لطف اوٹھانے کے قابل کرتی ہے۔ یہی تو سبب ہے کہ جس طرح انھون نے پسند کو آئندہ زندگی کے لائق اور خوشگوار بنانے کے لیے۔ اخلاقی فرائض کی راے دی ہے اوسی طرح ادراک کے پاک صاف کرنے کو بہت سے تصورات اور حکمتین بتائی ہین۔ فلاطون نے دلائل ریاضی کو سُہلات روح کہا ہے جو غلطی سے پاک اور اوسمین سچائی کا ذائقہ پیدا کرنے کے واسطے اعلےٰ درجہ کی مناسب تدبیرین ہین۔ سچائی ادراک کی قدرتی غذا اور پرورش ہے جس طرح کہ نیکی پسند کی تکمیل اور آسودگی۔ ایسے بہت سے مصنف ہین جنھون نے جھوٹ کی نحوست دکھائی ہے اور اِس گناہ کی سختی کو مناسب صورتون مین پیش کیا ہے۔ مین اِس مقام پر اِس جُرم کی ایک خاص قسم بیان کرونگا۔ جسکا ذکر کچھہ بہت زیادہ نہین ہوچکا ہے۔ یعنے کسی فریق کے جھوٹ بولنے کا مکروہ رواج۔ آج کل یہ بُرائی ہم لوگون مین ایسی مستولی ہے کہ وہ شخص بے اصول سمجھا جاتا ہے جو جھوٹ کے ایک خاص طریقہ کو رواج نہین دیتا۔ قہوہ خانے اُن ہی کی وجہ سے چلتے ہین۔ اخبارات اُن ہی سے اٹے پڑے ہین۔ مشہور مصنفین کی بسر اوقات اُن ہی پر ہوتی ہے۔ ہماری ہمنشینی کی گفتگو مین یہ بلائین کچھہ ایسی سمائی ہوئی ہین کہ کسی فریق کی دروغ بیانی ایک عمدہ تفریح اوسی طرح سمجھی جاتی ہے جس طرح کہ کوئی شخص مذاق سے کسی بات کی گرفت کرے یا ہنسانے والا قصہ کہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر گفتگو کا یہ چشمہ خشک ہوجائے تو قوم کے بڑے بڑے بولنے والے نصف کے قریب گونگے ہوجائین۔ اِس نفرت خیز رواج سے ہر حال مین ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ سچائی کی اصلی صورتون پر اِتنا کم لحاظ کیا جاتا ہے کہ آج کل جو جھوٹ باتین ہر طرف

مشہور ہوتی ہین اُن سے کسی کو کچھہ ضرر نہین پہونچتا - جب کسی فریق کا قصہ اجنبی شخص سے سنتی
ہین تو ہمین یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ شخص ہوگ ہے[1] یا ٹوری - اور فوراً یہ نتیجہ نکال لیتے
ہین کہ دراصل یہ باتین ہی باتین ہین جنکے ذریعے سے وہ بلا لحاظ کسی اپنی سچائی کے تعلق
کے اپنی گرمجوشی کی راے دینا چاہتا ہے - جو شخص کسی فریق کے منتیون کے تعلقات کو معتبر
جانتا وہ عام فہم و فراست سے محروم سمجھا جاتا ہے - نہین بلکہ خاص اوسی کے دوست اوسکی
طرف نفرت و حقارت آمیز اشارے کرتے ہین اور اوسکو اسکے سوا اور کچھہ خیال نہین کرتے -
کہ وہ ایک فضول گو اور احمق آدمی ہے - گو کہ جو اوسکا مطلب ہے وہ عمدہ ہے - جب اگلے
زمانے مین جھوٹ بولنے اور اوس سے فریب دینے کا رواج غیر معمولی اشد ضرورت مین تھا -
تو اوسکے باعث سے بالعموم کارروائی ہو جایا کرتی تھی - اور اِس سے کچھہ کم فائدہ نہین ہوتا
تھا - لیکن اب ہر شخص چوکنا ہو گیا ہے - چلکہ بہت دیا گیا مگر کبھی نہین چلا - اکثر مجھے اُن راستباز
آدمیون کو جو خاص اپنے ذاتی فائدے کے لئے جھوٹ بولنے سے نفرت کرتے ہین اوسحالت
مین مستعدی کے ساتھہ جھوٹ بولتے ہوئے سُنکر حیرت ہوی ہے جب اونکی جماعت کی صدا ایک
عام صدا ہوتی ہے - باوجود اِس بات کے کہ وہ اوس بات کے جھوٹ ہونے سے واقف ہوتے
ہین - یہ کیونکر ممکن ہے ! کہ ذی عزت لوگ اپنی جماعت کے بدنام دروغ گو قرار پائین - اگر
ہم لوگ اِس بات کی تہ کو پہونچ جاتے ہین تو میرے خیال مین اوسکے تین سبب ہوتے ہین اور
نیز اِس مجرمانہ رواج کے اچھا ثابت کرنے کو اُن اسباب کا غیر منطقی ہونا کھل جاتا ہے - پہلے
تو لوگ یہ خیال کر سکتے ہین کہ جھوٹ بولنے کا جُرم اور اوسکی سزا اُن لوگون کی کثرت سے جو
جھوٹ مین شریک ہوتے ہین خفیف ہو جاتی ہے گو وہ بالکل کالعدم نہین ہو جاتی - جھوٹ کا وہ
بوجھہ ہے جو اُٹھائے نہین اوٹھتا - لیکن جب اوسمین بہت سے آدمی شریک ہوتے ہین تو اونکے
خیال مین وہ بار سبک ہو جاتا ہے - مگر اِس حالت مین انسان بہت کچھہ اپنی ذات کو دھوکا
دیتا ہے - جب کسی جرم کو بہت سے آدمی کرتے ہین تو جتنا وہ بڑھ جاتا ہے اوتنا پورا پورا بالتقسیم
نہین ہوتا جس شخص سے جو جُرم سرزد ہوتا ہے اوسکا وہ مجرم ٹھہرتا ہے - نہ اُن لوگون کی تعداد

[1] یہ دو فرقہ مدبران ملکی کے تھے جواب لبرل اور کنسرویٹو کہے جاتے ہین ۔۔

کی نسبت سے جو اوس جرم مین شریک ہوتے ہین جرم اور اوسکی سزا کا بار جس قدر کسی خطاوار جماعت کے ایک شخص پر پڑتا ہے اوسی قدر اوس تنہا آدمی پر گو ارتکاب جرم مین کسی نے اوسکا ساتھ نہ دیا ہو۔ مختصر یہ ہے کہ جرم بھی اوسی طرح بٹ جاتا ہے جیسے مادہ۔ گو اوس مادہ کے بہت سے حصے کیئے جائین تو بھی ہر حصہ مین اوس مادہ کا پورا پورا جوہر ہوگا اور اوس جوہر کے اوسی قدر جز ہر ایک حصہ مین ہونگے جتنے کہ قبل تقسیم پورے مادہ مین موجود تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ گو جماعتین جو کسی جرم مین شریک ہوتی ہین اوس جرم سے مستثنیٰ نہین ہوسکتین۔ تاہم اوس جھوٹ کی شرم یا بدنامی سے بری ہوسکتے ہین۔ جھوٹ کی بدنامی جب وہ کئی ہزار آدمیون مین بٹ جاتا ہے ایک طرح سے معدوم ہوجاتی ہے اسکی مثال بالکل ایسی ہے کہ جب کسی اعلے درجہ کے سیاہ ٹنکچر یا عرق کا قطرہ بہت سے پانی مین ملا دیا جاتا ہے تو اوسکا رنگ بالکل غایب ہوجاتا ہے مگر اوسکا داغ اوس پانی مین ضرور باقی رہتا ہے۔ گو یہ بات ضرور ہے کہ اوسمین نظر آنے کی قابلیت باقی نہین رہتی۔ فی الحقیقت بدنامی کی وجہ سے ہر جماعت کے مجرم ارتکاب جرائم سے بچتے ہین۔ نہ اسلیئے کہ وہ جرائم اونکے ذاتی جوہر کے خلاف ہوتے ہین بلکہ اون سے اون کی بدنامی ہوتی ہے۔ اس دلیل کی کمزوری ثابت کرنے کو جو جرم کو گھٹاتی اور اوسے بالکل کالعدم نہین کرتی یہ بات کافی ہے کہ جس شخص پر اسکا اثر ہوتا ہے وہ اپنے کو ایک بدنام ریاکار ظاہر کرتا ہے۔ نیکی کی ظاہری صورتون کو اوسکی اصلیت پر ترجیح دیتا اور اپنی روش یا سلوک مین نہ تو اپنی ہی قوت ممیزہ کے صلاح نہ سچی عزت کے شارہ اور نہ اصول مذہب پر چلتا ہے۔ عام جھوٹ مین انسان کے شریک ہونے کی تیسری اور آخری بڑی وجہ یا جیسا کہ اتبک مین اوسکی نسبت کہتا آیا ہون کسی جماعت کا جھوٹ گو وہ فریق اوسکے جھوٹ ہونے کا قائل ہی کیون نہ ہو۔ ایک ایسے فریق کے حق مین نیکی کرنا ہے جسے ہر فریق اعلے درجہ کے قابل اجر چیز خیال کرتا ہے۔ اس اصول کی کمزوری اتنی دکھائی جاچکی ہے اور بالعموم لوگ اوسے اتنا تسلیم کرچکے ہین کہ جو شخص اس اصول پر چلتا ہے وہ قدرتی مذہب یا اصول ملت عیسوی سے ضرور بالکل ناواقف ہوتا ہے۔ اگر کسی کو یہ منظور ہے کہ اپنے ملک کی بہبودی کو نہایت ہی بدنما تہمتون اور جھوٹی باتون سے ترقی دے تو ہم مین ایسے سرداران یا محبان قوم

تمام عیسائی دُنیا سے بڑھکر موجود ہین - جب پاپی سے یہ خواہش کی گئی کہ وہ طوفان مین جہاز کو نہ چلائے کیونکہ اوسکی جان کا خطرہ ہے تو اوسنے یہ جواب دیا - مجھے جہاز چلانیکی ضرورت ہے مگر جینے کی نہین - اسی طرح سے ہر شخص اپنے دل مین یہ کہہ سکتا ہے کہ میرا فرض منصبی ہے کہ مین سچ بولون - گو یہ میرا فرض نہین ہے کہ مین کبھی خدمت پر مامور رہون ایک مذہبی پیشوا نے اس بات کو یہانتک بڑھایا ہے کہ اونھون نے یہ کہدیا کہ [illegible] بھی جھوٹ نہ بولین گی - گو اونھین جھوٹ بولنے سے بہشت ملنے کا بھی یقین ہو جاتا -

چاہے اس قول مین کتنا ہی مبالغہ کیون نہو - یہ بات تو ہر شخص معقولیت کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ وہ جھوٹ نہ بولے گا - گو نہ بولنے سے اوسکو دوزخ ہی کیون نہ ملتی ہو - یا آپ اس جملہ کو زیادہ تہذیب کے ساتھ اس طرح بیان کرین کہ وہ کبھی برائے نام انعام کی طمع مین جھوٹ نہ بولے گا گو اوسے ضایع کرنے کا خطرہ پانے کے امکان سے زیادہ ہو -

قناعت

مین ایک بار "راز عظیم" کے متعلق ایک "روسیکروشین[1]" سے گفتگو کر رہا تھا - چونکہ اس قسم کے لوگ پلّے سرے کے فلسفی اور سرگرم ہوتے ہین (میری مراد اون سے ہے جو کھلے کھلے ریاکار نہین ہوتے) اسلیئے اس شخص کی گفتگو جو اپنے فرضی کشف کی تعریف مین بہت بڑھ بڑھکے کر رہا تھا - دلچسپ تھی - اس شخص نے اوس "راز عظیم" کی نسبت یہ بیان کیا کہ وہ ایک روح ہے جو زمرد مین رہتی اور ہر شئے کو جو اوسکے قریب ہوتی ہے اوسکے رنگ مین بدرجہ کمال تبدیل کردیتی ہے - وہ کہتا ہے - اسی سے آفتاب مین روشنی ہیرے مین آب اور ہر دھات مین جلا پیدا ہوتی ہے - یہ سیسہ مین سونے کے خواص پیدا کرتی ہے - یہ وہ چیز ہے کہ دھوئین کو بڑھا کر مشتعل اور شعلہ کو منور اور نور کو مستقل بناتی ہے مزید برآن اگر اوسکا ایک بھی تار شعاع کسی پر جا پڑے تو اوسکا تمام ادراک اوسکی فکر ٹھہرا [illegible]

[1] یہ بھی لوگون کا فرقہ سترہوین صدی مین [illegible] تھا [illegible] فلسفی تھے اور [illegible] کیمیا [illegible]

جاتی رہے۔ مختصر یہ ہے کہ وہ کہتا ہے " وہ چیز جس جگہہ موجود ہوتی ہے اوسمین خاصیت بہشت پیدا کر دیتی ہے" جب وہ کچھہ دیر تک اس قسم کا خلاف قیاس یاوہ گوئی کر چکا تو مینے اوس سے یہ بات نکالی کہ وہ اپنی تقریر مین اخلاقی و نیز فطرتی خیالات کو شامل کر دیتا اور اوس کا "راز عظیم" قناعت کے سوا اور کچھہ نہ تھا۔ فی الحقیقت اس صفت سے ایک حد تک وہ تمام تاثیرات پیدا ہو جاتے ہین جنہین کیمیا گر سنگ پارس سے تعبیر کرتے ہین۔ اگر اس سے دولت ہاتھہ نہین آتی تو دولت کی خواہش باقی نرہنے سے وہی بات حاصل ہو جاتی ہے۔ گو وہ انسان کے نفس ذہن کی بیقراری۔ جسم کی اذیت۔ دولت کی فکر کو بالکل دور نہین کر سکتی۔ تاہم اس سے سکون تو ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ جسمین یہ صفت ہوتی ہے اوسکی روح پر اسکا مہربانی آمیز اثر لازمی طور پر پڑتا ہے۔ اس سے اوس ذات باری کی شکوہ و شکایت موقوف ہو جاتی ہے جسنے دنیا مین اعمال کے لیئے بھیجا ہے۔ اس سے جس گروہ مین وہ رہتا ہے اوسکے ساتھہ بے محل اولو العزمی اور میلان معاصی دفع ہو جاتا ہے۔ اس سے انسان کی گفتگو مین شیرین بیانی اور تمام خیالات مین دائمی سنجیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ منجملہ بہت سے طریقون کے جو اس خوبی کے حاصل کرنے مین کارآمد ہو سکتے ہین صرف دو طریقون کو ذیل مین بیان کرونگا۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ انسان ہمیشہ اسباب پر غور کرے کہ اوسکے پاس حاجت سے کس قدر زائد ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ جتنا ناخوش در اصل اب ہے اوس سے کسقدر زیادہ ہو سکتا تھا۔ انسان کو سب سے پہلے ہمیشہ اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اوسکے پاس حاجت سے کتنا زائد ہے۔ مجھے اس جواب کے پڑھنے سے بہت خوشی ہوئی جو ارسٹی پس نے اوس شخص کو دیا جسنے کھیت کے نکل جانے پر اوسکی غمخواری کی تھی۔ اوسنے کہا۔ کیون۔ میرے پاس اب بھی تین کھیت ہین۔ اور تمھارے پاس صرف ایک۔ پس مجھے تمھارے حال پر افسوس کرنا چاہیے نہ تمکو میری حالت پر۔

برعکس اسکے احمق لوگ اوس چیز سے بڑہ کر جو اون کے پاس موجود ہوتی ہے اوس شی کا خیال کرتے ہین جو ضایع ہو جاتی ہے وہ اپنے سے زیادہ امیر کی حالت پر غور کرتے ہین اور اون لوگون کو نہین دیکھتے جو اُن سے بڑہ کر مبتلاے مصیبت ہوتے ہین۔ زندگی کے

تمام اصلی مزے اور لطف محدود ہین مگر انسان کا مزاج اس قسم کا ہوتا ہے کہ اوسکی نظر ہمیشہ
ترقی پر رہتی ہے اور وہ اوس شخص کی طرح جان لڑا دیتا ہے جسنے عزت و دولت مین
ترقی کی ہے۔ اسی دلیل سے۔ چونکہ جنکے پاس حاجت سے زائد دولت نہین ہوسکتی وہ صحیح
طور پر امیر نہین کہے جاسکتے اسلیے کہ کسی زیادہ شائستہ قوم مین امیر نہین ہوتے۔ بلکہ متوسط
لوگ امیر ہوتے ہین۔ جنکی خواہشات دولت کے اندازے سے زائد نہین ہوتین یعنی جتنی چادر
ہوتی ہے اوتنا ہی پانون پھیلاتے ہین۔ اون کے پاس اون کے اندازہ سے زیادہ دولت
لطف زندگی کے لیئے ہوتی ہے۔ زیادہ ذی عزت لوگون کے ٹھاٹھ امیرانہ ہوتے اور وہ ہمیشہ
محتاج ہی رہتے ہین اسلیئے کہ بجاے اسکے کہ وہ دائمی لطف زندگی پر قناعت کرین وہ آرایش
خرایش مین ایک دوسرے سے بڑھ جانا چاہتے ہین۔ سمجھدار لوگ بہت دلچسپی کے ساتھ ہمیشہ
اوس احمقانہ کھیل کو دیکھا کرتے ہین جو اونکے سامنے ہوا کرتا ہے اور وہ اپنی خواہشات کو کم
کرکے اوس اطمینان مخفی کے مزے اوٹھاتے ہین جنکی تلاش مین ہمیشہ اور لوگ رہا کرتے ہین
سچ ہے کہ یہ … سرت … کا مضحکہ آمیز شکار بلا مزاحمت پورے طور پر نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اس سے
… خرابیان پیدا ہو جاتی ہین جو عموماً قوم کو بیکار کردیتی ہین۔ کسی کی جائداد چاہے کتنی
ہی کیون نہو مگر ہے وہ مفلس۔ اگر اپنی جائداد پر بسر اوقات نہین کرتا اور خلقی طور پر اپنے
کو دوسرے آدمی کے ہاتھ نیچے ڈالتا ہے جو اوسکے پورے پورے دام لگاتا ہے۔ جب۔ پی ٹی
کس۔ کو بعد وفات اپنے بھائی کے جو اوسکے واسطے ایک معقول جائداد چھوڑ مرا تھا۔ لائیڈیا کے
بادشاہ نے بہت سا روپیہ عنایت کیا شخص مذکور نے بادشاہ کی اس عنایت کا شکریہ تو ادا کیا
لیکن ساتھ ہی اسکے یہ بھی کہا کہ اوسکے پاس نصف سے زائد ایسی دولت ہے جسکی نسبت وہ
نہین جانتا کہ کیا کرے۔ المختصر قناعت۔ دولت۔ اور عیش افلاس سے مساوی ہے۔
اس خیال کو زیادہ پسندیدہ بنانے کے لیئے یہ کہا جاے جیسا کہ حکیم سقراط کہتا ہے۔ کہ۔ قناعت
قدرتی دولت ہے۔ اور مین اپنی طرف سے ایک اتنی بات اور ملاتا ہون۔ اور عیش مصنوعی
یا خود انسان کا بنایا ہوا افلاس ہے۔ پس مین اُن صاحبون کو جو ہمیشہ بے ضرورت اور خیالی
مسرتون کی فکر مین رہتے ہین اور اپنی خواہشات کے گھٹانے کی تکلیف کبھی گوارا نہین فرماتے

باڈی ان۔ فلسفی کے اِس مقولہ پر غور کرنے کا مشورہ دونگا۔ وہ مقولہ یہ ہے۔ کہ جو اعلےٰ درجہ کی آرام و آسایش کی فکر مین رہتا ہے اوس سے بڑھکر کوئی بھی شخص مشوش نہین ہوتا۔ دوم یہ کہ ہر شخص کو اِس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جتنا ناخوش وہ اصل اسباب سے ہے اوس سے کس قدر بڑھکر ہوسکتا تھا۔ پہلا خیال اُن سب لوگون کی نسبت ہے جنھین آسودہ ہونے یا چین کرنے کے ذرایع حاصل ہین۔ اور یہ اُن سے متعلق ہے جو کسی مصیبت مین مبتلا ہین۔ اِن کو اِس مقابلے سے تسکین ہوسکتی ہے۔ جو مصیبت وہ اپنے اور دوسرے کے درمیان کرسکتا ہے یا اُن مصائب کا جنھین وہ اوٹھا رہا ہے اُن زیادہ بڑے مصائب سے مقابلہ کرکے جو اوس پر پڑ سکتے ہین۔ مین اوس ایماندار ڈچ کے قصہ کو پسند کرتا ہون۔ جسکی ٹانگ جہاز کے مستول سے گرکر ٹوٹ گئی تھی اور اُسنے اُن لوگون سے جو اوسکے پاس کھڑے تھے کہا تھا کہ خدا نے بڑی خیر کی کہ گردن نہین ٹوٹ گئی۔ چونکہ مین اب لوگون کے مقولہ کا حوالہ دیتا ہون۔ اسلیے آپ مجھے اِس قصہ مین اوس بوڑھے فلسفی کے مقولہ کو شریک کرنے کی اجازت دیجیے جسنے چند دوستون کو مہمان بُلایا۔ اور اوسکی زوجہ نے اوسے پریشان کردیا تھا۔ وہ کمرے کے اندر غصہ مین بھری ہوئی آئی اور جو دسترخوان مہمانون کے سامنے چُنا ہوا تھا اوسے اولٹ دیا وہ کہتا ہے۔ ہر شخص پر آفت نازل ہوتی ہے اور وہ بڑا خوش قسمت ہے جسپر اِس سے بڑھکر آفت نہ آئی ہو۔ ڈاکٹر ہمنڈ[1] صاحب کی حیات مین جسے بشپ فل[2] صاحب نے لکھا تھا اِس قسم کی مثال موجود ہے۔ اِس نیک آدمی کو مختلف امراض تھے۔ جب اوسے نقرس کی بیماری ہوئی تو وہ خدا کا شکر بجا لاتا تھا کہ اوسے پتھری کا عارضہ نہین ہوا اور جب یہ مرض لاحق ہوا تو اوسنے اِس بات کا شکریہ ادا کیا کہ دونون بیماریان ساتھ ساتھ نہین ہوئین۔ جو لوگ [illegible] قناعت کرنے کی نسبت بہت سے فلسفیون کا تو یہ قول ہے کہ یہ قناعت [illegible] ہماری حالت مین کسی طرح کا تغیر تبدل نہین ہوسکتا۔ بعض کہتے ہین کہ جو آفت ہمپر آئی ہے اوسکی بنا احتیاج مہلک ہوتی ہے۔ اور یہ وہ احتیاج ہے جو دیوتاؤن کو بھی لاحق ہوا کرتی ہے۔

---

[1] ایک فاضل پادری جو چارلس دوم شاہ انگلستان کے زمانہ مین تھا ۱۶۰۵ع مین پیدا ہوا اور ۱۶۶۰ع مین مرگیا [2] ایک عالم پادری ۱۶۲۵ع مین پیدا ہوا اور ۱۶۸۶ع مین مرگیا۔

ان کے سوا اور فلسفی بھی مصیبت زدہ سے کہتے ہین کہ یہ بات ضروری ہے۔ تمھین لازم ہے کہ مخلوق خدا کا امن کو قائم رکھو اور اگر یہ نہ کروگے تو مشیت ایزدی کے خلاف ہوگا۔ یہ اور اسی طرح کے اور بہت سے خیالات ہین جن سے انسان خاموش تو ہو جاتا ہے مگر اوسکو تسکین نہین ہوتی۔ انسان کو ان خیالات سے یہ بات دیکھائی جاسکتی ہے کہ اوسکی بیے قناعتی خلاف عقل ہے۔ لیکن ایسی بیے قناعتی جا نہین سکتی۔ وہ تسکین سے بڑھکر یاس پیدا کرتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ انسان اپنے تسکین دینے والے اوسی طرح سے جواب دے جسطرح بادشاہ روم اگسٹس نے اپنے دوست کو دیا۔ جب اوسنے اوسکی معشوقہ کی وفات پر رنج کرنے کو اسوجہ منع کیا تھا کہ غم کرنے سے وہ پھر دنیا مین نہین آسکتی۔ شہنشاہ نے یہ جواب دیا تھا کہ یہی تو سبب ہے کہ مین رنج کرتا ہون، بخلاف اسکے مذہب کو انسانی فطرت کا صرف زیادہ پاس و لحاظ ہی نہین ہوتا۔ بلکہ وہ مصیبت زدہ شخص کو اپنی حالت درست کرنے کی ترکیبین بتاتا ہے۔ بلکہ وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ مصیبت مین جیسا چاہیے ویسا صبر کرنے سے خلقی طور پر وہ مصائب جاتے رہتے ہین۔ وہ اس جہان مین صبر سے بردبار رہتا ہے کیونکہ یہ وہ شے ہے جو اوسے دوسرے عالم مین خوش رکھیگی۔ پوری پوری حالت پر نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قناعت سب سے بڑھکر اعلے درجہ کی نعمت ہے جس کا لطف اس عالم مین اوٹھایا جاسکتا ہے۔ اور اگر دنیا مین انسان کی خوشحالی اپنی خواہشات پر غالب آنے سے پیدا ہوتی ہے تو عاقبت کی ان خواہشات کے پورے ہونے سے حاصل ہوگی۔

دیہاتیون کی شایستگی اور تواضع تکریم

جب انسان شہر کو چھوڑکر گانون مین آتا ہے تو اول نہایت اور صریحی خیالات جو اوسکے دل مین گزرتے ہین اون لوگون کے مختلف طریقون کی بنسبت ہوتے ہین جن سے زندگی کے ان دو مختلف حالتون مین سابقہ پڑتا ہے۔ طریقہ سے میری مراد اخلاقی حالات نہین ہے۔ بلکہ چال چلن اور تربیت جو شہر اور دیہات کے لوگون مین پائی جاتی ہے۔ مین ایک مقام پہ پہلے اکس

تغیر کو بیان کرونگا جو تربیت مین موجود ہے۔ خاطرداری۔ پاس و لحاظ مروت اور بزرگداشت
مع اپنی ظاہری صورتون اور تکلفات کے جنمین اونکا اظہار ہوتا ہے سب سے پہلے بنی نوع
انسان کے زیادہ شایستہ گروہ یا طبقے مین رائج ہوئی تھین۔ اور ان لوگون کو جو دربارون
اور شہرون مین رہا کرتے تھے بوجہ اون کے خلق اور ملنساری کے دیہاتیون سے (جو تمام
موقعون پر گنوارپن اور سادگی سے کام کرتے ہین) ممتاز رکھتی تھین۔ یہ آداب و طریقے روز
بروز بڑھتے گیے۔ اور آخر مکلف ہوگئے۔ وضعدار لوگون کو دقت ہونے لگی۔ اوُنھون نے
اونمین سے بہت سی باتین ترک کردین۔ گفتگو مین رومی مذہب کی طرح ایسی ظاہرداری اور
تکلف پیدا ہوگیا کہ اصلاح اور زوائد کے نکالنے کی ضرورت پڑی۔ اور اسکی حاجت ہوئی کہ
بات چیت پھر اپنی قدرتی لطافت اور سادگی پر آجائے۔ پس زمانہ موجودہ مین سادگی وضع
اور برتاؤ مین بناوٹ نہونا۔ اعلے درجہ کی تربیت خیال کیجاتی ہے۔ وضعدار دُنیا مین آزادی
اور آسانی پیدا ہوگئی ہے اور ہمارے طریقے بہت آرام دہ ہوگئے ہین۔ کوئی چیز اتنی باقاعدہ
نہین معلوم ہوتی جتنی کہ پسندیدہ بے پروائی۔ المختصر جہان اعلے درجہ کی تربیت ہے وہان
معمولی نظرون مین سب سے کم دکھائی دیتی ہے۔ اگر بعد اسکے ہم وضعدار دیہاتیون
پر نظر ڈالتے ہین تو ہم اون کے طریقے اور برتاؤ اگلے زمانہ کے سے پاتے ہین۔ جب دیہاتی
شایستہ لوگون کی وضع اختیار کرتے ہین تو وہ اوُنھین چھوڑ چکے ہوتے ہین۔ اور وہ بہ نسبت
اوس شایستگی کے جو پہلے دربارون مین حکومت کرتے تھے اور اب دیہات مین پھیلی ہوئی
ہے زیادہ تر فطرتی حالت کو اختیار کرتے جاتے ہین۔ ایسا شخص جسے مہذب لوگون سے ملنے
کا کبھی اتفاق نہین ہوا ضرورت سے زیادہ شایستہ ہونے کی وجہ سے پہچان لیا جاتا ہے۔ ایک
مہذب دہقانی امیر آپ کو گھنٹہ ٹھیرنے مین اوتنی ہی بندگیان کرے گا۔ جتنے کہ درباری ایک
ہفتہ مین۔ افضلیت اور مرتبہ کی احتیاط۔ جو ان کی بیبیون کے جلسہ مین کیجاتی ہے اوتنا ہر درجہ
کے امیر بیگمات کی مجلس مین نہین۔ دہقانی خلق یا شایستگی میرے سے فراخ کے آدمی کو بہت
متکلف ہوتی ہے۔ خلیق دہقانی میرے قریب کی کرسی پر بیٹھتا اور چلنے مین یا تو سب کے آگے یا
پیچھے جیسا موقع ہوتا ہے رہتا ہے۔ مین نے دیکھا ہے کہ میرے دوست سر راجر کے ہان آن تکلفات

اور مہمانون سے بیٹھنے کے لیئے اصرار کرنے مین اتنی دیر ہوتی تھی کہ کھانا بالکل ٹھنڈا ہو جاتا
اور مجھے اپنے پرانے دوست کے حال پر دل سے افسوس ہوتا تھا۔ جب مہمان میز کے گرد
بیٹھ چکتے تھے اور وہ اس بات پر مجبور ہو جاتا تھا کہ موافق اونکے مرتبہ اور عزت کے اونکے
جام تندرستی پینے کے واسطے اون کو منتخب کرے۔ آلنسٹ ویل وبل صاحب نہین ان تکلفات سے
بری خیال کرتا تو اچھا ہوتا۔ مجھے اس قسم کی بہت تکلیف دیتے ہین۔ وہ صبح کا تمام وقت پہلی
کے شکار مین صرف کرتے ہین۔ وہ کبھی کھانا نہین کھائینگے جبتک میرے سامنے ہی نہ چن
لیا جاے گا۔ جب ہم لوگ دیوانخانہ سے باہر نکلتے ہین وہ ہمارے پیچھے دوڑتے ہین اور
کل شب کو جب ہم کھیتون مین چہل قدمی کر رہے تھے تو چار دیواری سے باہر نکلنے کے جو
زینہ ہین وہان وہ تھوڑی دیر تک کھڑے رہے اور آگے نہین بڑھے۔ جبتک کہ ہم وہان
نہین پہونچ لیئے۔ اور جب مین نے اشارہ سے کہا کہ آپ ان زینون سے اوتر جایئے تو اونھون
نے مجھہ سے ایک سنجیدہ تبسم کے ساتھہ یہ بات کہی کہ آپ یقیناً یہ سمجھتے ہین کہ ہم دیہاتیون مین
تہذیب نہین ہے۔ تعلیم و تربیت مین ایک تغیر اور بھی ہوا ہے جسے بوضعداری اون کی گفتگو سے
تعلق ہے اور جسکو مین سوا اسکے کہ غیر معمولی سمجھون اور کچھہ خیال نہین کر سکتا۔ فی الحقیقت
تربیت یافتہ آدمی کی ایک پہچان یہ بھی تھی کہ وہ بہت ہی شرم و حیا کے ساتھہ ایسی باتون
کو ادا کرتا جسمین کسی قدر فحش ہوتا تھا۔ اور گنوار آدمی جسے نزاکت بیان اور نازک خیالی سے
کچھہ بہرہ نہین ہوتا اپنے خیالات کو ایسے سادہ اور بے تکلف پیرائے مین ظاہر کرتا جو بہت
صاف صاف اور خلقی ہوتا تھا۔ اس قسم کی شایستگی یا تہذیب غالباً حد کو پہونچ گئی تھی
اسی وجہ سے گفتگو مین بہت تصنع اور تکلف پیدا ہو گیا تھا اور اسی باعث سے (جس طرح
کہ ایک زمانہ کی ریاکاری دوسرے زمانہ مین بالعموم الحاد ہو جاتی ہے) گفتگو مین سابق بدستور
اول درجہ کی زیادتی پیدا ہو گئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ مین ہمارے بہت سے قصباتی
بھائی اور بالتخصوص وہ لوگ جنھون نے فرانس مین جھاپ دمک پائی ہے۔ یا وہان کی تہذیب
و شایستگی سے بہرہ یاب ہوئے ہین۔ ایسے بہت سے بھدے غیر مہذب الفاظ اپنی زبان مین استعمال
اور اسطرح سے باتین کرتے ہین کہ گنوار بھی اون کو سنکر شرما جائے۔ اس قسم کی بیہودہ تربیت جو شہر

کے یانکہ زرچھے لوگون مین پائی جاتی ہے ابتک گانون مین نہین ہے اور چونکہ ایسے لوگون مین جو کوئی مذہب رکھتے یا شرم وحیا کا اظہار کرتے ہین اس بیہودہ طرز گفتگو کا قائم رہنا غیر ممکن ہے۔ لہذا اگر دیہاتی شہر کا اثر پڑیگا تو اونکے لیئے یقیناً خطرہ ہے۔ اونکی تربیت بہت دیر مین اپنا اثر دکھائیگی۔ جب وہ یہ خیال کرینگے کہ ادن کی گفتگو زندہ دل اور خوش مزاج لوگون کی سی ہے تو وہ شہوت پرست گنوار سمجھے جائینگے۔ تربیت کے متعلق جو دو باتین مین اوپر بیان کرچکا ہون وہ چال ڈھال اور گفتگو کی بابت ہین۔ اب تیسری بات لباس کے متعلق بیان کیجائیگی۔ اسمین بھی دیہاتی بہت پیچھے ہین۔ رنگین مزاج دیہاتیون نے ابتک وہ وضع ترک نہین کی ہے جو ریوولیوشن[1] کے زمانے مین تھی اور وہ لوگ گانون مین سرخ کوٹ اور لیس دار ٹوپیان پہن کر سوار نکلتے تھے۔ اور عورات ابتک بہت سے حصون مین یہ کوشش کررہی ہین کہ ٹوپی کی اونچائی مین اپنی ہمصورتون سے سبقت لیجائین

بدگمانی

بدگمانی وہ درد ہے جو انسان کو اس خطرہ سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ شخص جسپر وہ جان دیتا ہے اوسکے برابر اوسے پیار نہین کرتا۔ اب چونکہ ہماری دلی خواہشات اور اندرونی شوق نظر نہین آتے اسلیئے غیر ممکن ہے کہ بدگمان کو شک کی بیماری سے صحت کلی ہو۔ اوسکے خیالات شک و بدگمانی کی طرف مائل ہوتے ہین اور اونمین کبھی مفید جانب سے مطمئن ہونے کی قابلیت نہین ہوتی۔ جب کوئی بات نہین کھلتی تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ میری تحقیقاتون مین اعلے درجہ کی کامیابی ہوئی۔ بدگمان شخص کی مسرت اوسکی مایوسیون سے پیدا ہوتی اور اوسکی تمام عمر ایسے راز کے انکشافات مین رائگان جاتی ہے جو اوسکی خوشی کو اگر اوسے اتفاق سے حاصل ہو رائگان کردے۔ آتش عشق ہمیشہ اس دماغی حس کی ایک قوی وجہ ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی محبت جو

[1] یہان ریوولیوشن سے مراد انگلش ریولیوشن ہے۔ تاریخ انگلستان مین ریولیوشن اوس خاص انقلاب سلطنت کا نام ہے جو ١٦٨٨ء مین ہوا تھا جب ولیم سوم اور ملکہ میری تخت پر بیٹھے تھے ؁

اس بدگمان عاشق کی خواہشات کو متحرک اور عالم خیال مین محبوب کی صورت کو حسین بناتا ہے
کرتی ہے اوسے یہ بھی باور کراتی ہے کہ اوسکی معشوقہ رقیبون کی طبیعت مین بھی وہی جوش
پیدا کرتی اور تماشائیون کو ویسی ہی پیاری معلوم ہوتی ہے۔ جب غیر معمولی اُلفت سے
اسطرح بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے تو وہ بالخاصتہً ایسی نازک مزاج ہوتی ہے کہ وہ ایسی چیز
کے بول اُٹھنے سے جو ساوی درجہ کی محبت سے کم ہو نفرت ظاہر کرتی ہے۔ جس موقع پر ہمین
یہ یقین نہین دلایا جاتا کہ محبت سچی ہے اور جانبین کو ایک ہی قسم کا اطمینان تو وہان اظہار
محبت کے گرم گرم فقرے اور ظاہرداری کے ملائم سے ملائم الفاظ بھی ہماری تشفی نہین کرسکتے
کیونکہ بدگمان عاشق کا یہ منشا ہوتا ہے کہ اوسکا معشوق اوسے ایک طرح کا دیوتا سمجھے۔
اگر اوسکے محبوب کے محسوسات محفوظ ہون تو اوسی سے اور وہی اوسکے تمام خیالات کا منبع
سمجھا یا رہے۔ اگر معشوقہ کو کسی اور کے دیکھنے سے ایک اُلفت آمیز حیرت یا مسرت پیدا ہوتی ہے
تو بدگمان عاشق اوس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

جب فیڈرا اپنی معشوقہ سے تین دن کے لیئے جُدا ہونے لگا تو اوسنے اوس سے ایک درخواست
کی جو ذیل مین لکھی جاتی ہے اور جسکی سادگی اور طبعی کیفیت کا ادا کرنا دشوار ہے۔
"ہجر مین بھی تمھارا سپاہی تمھارے ساتھ رہے۔ راتدن مجھی کو چاہو۔ ہمیشہ میری ہی راہ
دیکھا کرو۔ مجھ ہی کو خواب مین دیکھو۔ میرا ہی خیال رکھو۔ تمکو میری ہی خواہش ہو
اور میری ہی آرزو۔ تم بالکل میری ہی ہو جاوٴ۔ تم اپنا دل مجھ ہی کو دو۔ کیونکہ میرا دل
بالکل تمھارا ہے"۔ بدگمانی ایسی بُری بیماری ہے کہ وہ اپنی تقویت کے لیئے تمام چیزون کی
ہیئت تبدیل کر دیتی ہے۔ سرد مہری کا برتاوٴ بدگمان کو شکنجہ مین کھینچتا اور یہ سلوک نفرت
یا حقارت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اشتیاق آمیز برتاوٴ سے شک وشبہہ پیدا ہوتے ہین اور اس
سلوک کو بدگمان عاشق بیحد ظاہرداری اور بناوٹ خیال کرتا ہے۔ اگر اوسکا محبوب خوش اور
بشاش نظر آتا ہے تو بدگمان عاشق کے نزدیک اوسکے تمام خیالات رقیب کی جانب مائل
ہوتے ہین اور اگر وہ افسردہ ہوتا ہے تو لیتہ اوسکو اوسی کا دھیان ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ
کوئی لفظ یا جنبش بے معنی نہین ہوتی جو اوسے روز نئے نئے بھیدون سے آگاہ نہ کرتی ہو۔

اوسکے شبہات کو قوی کرتی اور راز کے دریافت کرنے کے لیئے نئی نئی باتین سوجھاتی ہے۔
پس اگر ہم اوسکے دماغی حس کی تاثیرات پر غور کرین تو معلوم ہوگا کہ وہ حس بے انتہا محبت
کی بہ نسبت زیادہ تر ایک قسم کی سخت نفرت سے پیدا ہوا ہے کیونکہ اگر بدگمان شوہر کو مشتبہ
کرتے ہین تو مشتبہ بی بی سے بڑھکر کوئی اتنا مضطر اور بے قرار یقینًا نہین ہو سکتا۔ اِس دماغی
حس مین بہت ناگوار یہ بات ہوتی ہے کہ وہ مشتبہ فریق کے الفاظ اور افعال کو ضرورت سے
زیادہ روک دیتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ روک دینے کے ساتھہ ہی یہ بات ظاہر کیجاتی
ہے کہ جو راے محبوبہ کی نسبت آپ نے قائم کی ہے اوس سے اوسکی ذلت ہے۔ مخالفت کے یہی دو
قوی سبب ہین۔ کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ یہ بدگمانی کا سب سے زیادہ خراب اثر نہین ہے!۔
بیشک ہے۔ کیونکہ اِسکے نتیجے بہت مُہلک ہوتے ہین۔ یہ بدگمانی مُشتبہ فریق کو اُن جرمون کا
مجرم ٹھہراتی ہے جنکا نام سُنکر آپ ڈر جاتے ہین۔ جن لوگون کے ساتھہ بدسلوکی کیجاتی ہے اور
غلط اِتہامات کی بنا پر اون کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے وہ فطرتًا کوئی اپنا دلی دوست اِس غرض
سے ڈھونڈھ لیتے ہین کہ وہ اُنکا درد دُکھہ سُنے اور غمخواری کرے۔ اور اِس طریقہ سے اُن کے
دِل کا کچھہ بخار نکل جاے اور دلی شکایات کم ہون۔ علاوہ برین۔ بدگمانی عورت کے دِل مین
کوئی ایسی بدگمانی ضرور پیدا کر دیتی ہے جو کسی اور حالت مین نہ ہوئی ہوتی اور ایسا خیال
بدقسمتی کا سمجھا جاتا ہے جو رفتہ رفتہ طبیعت سے بے تکلف ہو کر ہواے نفسانی مین جوش پیدا کرتا
اور تمام حیا اور اُس خوف کو برباد کر دیتا ہے جو پہلے اوسکے خیال مین موجود تھا۔ یہ کچھہ تعجب کی بات
نہین اگر وہ عورت جو یہ سمجھتی ہے کہ میرا شوہر مجھسے بدگمان اور میری آبرو جا ہی چکی ہے اپنے
دِل مین یہ ٹھان لے کہ وہ اُس مرد کے شک وشبہہ کے لیئے معقول وجوہ مہیا کر دے اور خود فعل
بد کی مرتکب ہو کر اوسکا لُطف اوٹھائے۔ غالبًا ایسے ہی خیالات تھے جنھون نے حضرت سلیمان
علیہ السلام کو اِس نصیحت کی طرف متوجہ کیا جو اونھون نے شوہر کو کی ہے۔ " اپنی پیاری بی بی
سے بدگمان نہو اور اپنے خلاف کسی بُرے سبق کی تعلیم مدو"۔ مین اُن اذیتون کے تذکرہ
مین جو اِس دماغی حس سے پیدا ہوتے ہین۔ اِس مقام پر ایک معمولی بات بیان کرون گا کہ جب
بدگمان لوگون سے وہ شخص جُدا کر دیا جاتا ہے جسکی نسبت اونھین بدگمانی پیدا ہوئی تھی تو پھر

اون سے بڑھ کر کسی اور کو اتنا صدمہ نہین ہوتا تب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اون کی محبت نہایت جوش کے ساتھ پھر ابھرتی ہے اور تمام شک و شبہہ جو پہلے اوس محبت کو دبائے ہوئے تھے جاتے رہتے ہین۔ پھر اون کو اوس عورت کی خوبیان یاد آتی اور اوسے ملامت کرتی ہین کہ اونھون نے ایسی حور طلعت عورت کے ساتھ جو اونکے پاس تھی کیسی بدسلوکی کی۔ اور وہ سب ذرا ذرا سے عیب جو اوسے رہ رہ کر نکتہ چین کرتے تھے یاد سے بالکل محو ہو جاتے ہین اور پھر کبھی اوسکو نظر نہین آتے۔ ہم جو کچھ اوپر بیان کر آئے ہین اوس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ عاشق مزاجون کے دل مین سب سے بڑھ کر بدگمانی کی جڑ گھری جمتی ہے اور جو لوگ اس عارضہ مین سب سے زیادہ مبتلا ہوتے ہین اون کی تین قسمین ہین۔ پہلی قسم کے وہ لوگ ہین جو اپنی کسی کمزوری یا عیب سے واقف ہوتے ہین۔ خواہ وہ جسمانی ضعف ہو۔ یا کبر سنی۔ بدشکلی یا بے علمی ہو۔ یا اسی طرح سے کچھ اور۔ اپنے عیوب سے یہ لوگ ایسی اچھی طرح آگاہ ہوتے ہین کہ اون کو اپنے اوپر اتنا بھروسہ بھی نہین ہوتا کہ وہ اپنے کو محبوب خیال کر سکین اور انہین خاص اپنی ہی لیاقتون کی طرف سے کچھ ایسی بے اعتباری ہوتی ہے کہ وہ رغبت جو اونکی نسبت ظاہر کیجاتی ہے اونکو بد نما اور ایک طرح کی تضحیک معلوم ہوتی ہے۔ جب وہ پہلے آئینہ مین اپنی صورت دیکھتے ہین تو اونکو شک گزرتا ہے اور کبھی چہرہ پر جھری کے نظر آ جانے سے اون کے دل مین بدگمانی کانٹے کی طرح کھٹکنے لگتی ہے۔ وہ صورت دار جوان کو دیکھ کر فوراً مشوش ہوتے ہین اور ہر ایک نوجوان نگین آدمی اونکے خیالات کو اون کی بی بیون کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ دوسری قسم کے لوگ جو سب سے بڑھ کر اس دماغی حس مین مبتلا ہوتے ہین وہ ہین جنکے مزاج مین چالاکی۔ دور اندیشی اور بے اعتباری ہوتی ہے۔ یہ نقص ٹھیک ٹھیک اون تاریخون مین پایا جاتا ہے جنکے مصنف پالیٹشین یا مدبران ملکی ہوتے ہین۔ ان کے نزدیک کوئی بات اتفاق یا خیال باطل سے پیدا نہین ہوتی۔ وہ ہر فعل کو کسی سازش یا چالاکی سے اخذ کرتے ہین۔ اسباب اور واقعات کی ایک دیریا تدبیر نکالتے اور مجلس شورہ اور میدان جنگ کے درمیان خط و کتابت قائم رکھتے ہین۔ اور اسیطرح سے نہایت پاکیزہ خیال لوگون کو بھی معاملات عشق مین یہی بات پیش آتی ہے۔ وہ ہر اشارہ کے خاص معنی ٹھہرا لیتے اور ہر تبسم کو ایک نقشہ

خیال کرتے ہین - الفاظ و افعال کے نئے نئے معنی اور مفہوم پیدا کر لیتے اور اپنے ہی خیال مین خود ہی ہمیشہ اذیت اوٹھایا کرتی ہین - یہ لوگ بھیس بدل کر کام کرتے ہین - اور اسلیئے جو باتین اون سے ظاہر ہوتی ہین وہ اون کو بھی ریا یا ظاہرداری تصور کرتے ہین - پس مجھے یقین ہے کہ ہر بات کی اصلیت اور سچائی کو ان پاکیزہ خیال حضرات سے بڑھکر کوئی کم نہین سمجھتا - اور یہ لوگ اپنے ادراک مین عجیب طرح کے فطرتی اور خودپسند ہوتے ہین - اب دیکھیئے یہ لوگ خیال کرتے ہین کہ جو باتین انھون نے عورات کے بارہ مین نکالی ہے وہ بہت سوچ سمجھکے نکالی ہے - اور یہ جو آپ کے نفس پرست شریر لوگ ہین اونکا خیال یہ ہوتا ہے کہ جو واقفیت اون کو ہوئی ہے وہ تجربہ سے - یہ بات اونکے دیکھنے مین آئی ہے کہ انھون نے غریب شوہر کو حیلون اور چالون سے ایسا گمراہ اور اپنی تحقیقاتون مین ایسا محو اور پیچیدہ سازشون مین ایسا حیران و سرگردان پایا ہے کہ اونکو عورت کے ہر فعل مین سازش کا گمان یا شبہہ ہوتا ہے - اور خصوصًا جب وہ دو شخصون کے برتاؤ مین ایسی کوئی مشابہت پاتے ہین تو اونکے نزدیک وہ مشابہت ایک ہی ارادے پر مبنی ہوتی ہے اور اسلیئے یہ لوگ مشتبہ فریق سے تسخیر مین پیش آتے ہین اور اوسکے تمام پھیر پھار اور ایچ پیچ مین اوسکا پیچھا نہین چھوڑتے - وہ شکار کی گھاتون سے کچھ ایسے واقف ہوتے ہین کہ وہ اون کو کسی طرح دھوکا دے کر یا لالچ دیکر بھاگ نہین سکتا - علاوہ اسکے اونکی گفتگو اور واقفیت خراب عورتون ہی تک محدود ہوتی ہے - اور اسلیئے تعجب کی بات نہین ہے کہ وہ بالعموم ایک سرے سے سب کو ملزم ٹھہراتے اور عورات کی جنس کو ایک ہی قسم کی دغاباز تصور کرتے ہین - لیکن اگر وہ باوجود اپنے ذاتی تجربہ کے ان تعصبات پر غالب آئین اور بعض عورات کی نسبت عمدہ رائے قائم کر لین تب بھی ان ہی کی نادرست خواہشین اونکے دل مین نئے نئے شبہات پیدا کرینگی اور اون کو یقین دلائینگی کہ ان کی طرح اور مرد بھی ایک ہی قسم کا میلان رکھتے ہین - خواہ یہ یا اور وجوہات فائق ہون - بہرحال ہمکو امریکہ کی نئی تاریخون و تجربے سے جو ہمکو دنیا کے اس حصہ سے ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدگمانی شمالی ممالک مین نہین ہوتی بلکہ ان قومون مین سب سے بڑھکر اسکی شدت ہے جو ماشیر آفتاب سے نہایت قریب ہین اوس عورت کی بڑی کم نصیبی ہے جو منطقۂ حارہ مین پیدا ہوئی ہو - کیونکہ وہ بدگمانی کی نہایت گرم سرزمین ہے اور جب آپ شمال کیجانب

آتے ہین تو آب و ہوا کے ساتھ جوش بدگمانی بھی سرد ہو جاتا ہے حتیٰ کہ آپ قطب شمالی مین اِس قسم کی کوئی بات نہ پایئے گا - خود ہماری قوم کو بھی بہت بے اعتدالی کے ساتھ حسد یا بدگمانی ہوتی ہے اور اگر ہم بعض مین بدگمانی کی شدت پاتے ہین تو اونکی پیدایش ہمارے ملک کی نہین ہوتی بلکہ مزاج کے اعتبار سے اِن کو یہان کی آب و ہوا سے بڑھ کر آفتاب سے قربت ہوتی ہے - اِس بدگمانی کی کیفیت اور اُن لوگون کا حال بیان کرنے کے بعد جو اُسمین مبتلا ہوتے ہین - اِس بات کا دکھانا مناسب ہوگا کہ کن ذریعون سے یہ جوش نہایت خوبی کے ساتھ گھٹ سکتا ہے اور وہ لوگ جو اِس مرض مین مبتلا ہوتے ہین آرام پا سکتے ہین - بعض نقایص ایسے ہین جو فی الحقیقت زوجہ کے اختیار سے باہر ہوتے ہین وہ اُنھین دور نہین کر سکتے - اور شاید اُسکی نظر بھی اِنپر نہ جایگی - لیکن بدگمانی ایک ایسی چیز ہے جسکا علاج بالخصوص اوسی کے ہاتھون ہو سکتا ہے اور اِس نقص کے رفع کرنے کی ہمت کرنے مین اوسکی پوری پوری حکمت اور کوشش کی ضرورت ہے - علاوہ برین اِس امر کی وجہ سے اوسکو ترغیب یا ہمت ہوتی ہے کہ اوسکی تمام کوششین ناگوار نہ گذرینگی اور اوسکو معلوم ہوگا کہ اوسکے شوہر کے تمام شک و شبہہ جس قدر کم ہوتے جاتے ہین اوسی قدر اوسے اوسکے ساتھ محبت بڑھتی جاتی ہے - کیونکہ ہم پہلے بھی اِس بات کو بیان کر چکے ہین کہ محبت اور بدگمانی ایسی باہم ملی ہوئی ہوتی ہین کہ اونکا ایک دوسرے سے جُدا رہنا اچھا ہے -

اہانت آمیز مضامین

ایسی کوئی چیز گورنمنٹ کو بدنام کرنے والی اور عوام کی نظرون مین قابل نفرت نہین جیسے کہ اہانت آمیز اخبارات اور رسالے - اور ساتھ ہی اِسکے ہجو نویس مصنف کا ہموار کرنا جتنا مشکل ہے اُتنا کوئی کام نہین - ناراض مصنف جو خود کتاب کی صورت مین چھپ نہین سکتا - اپنے دل کا بخار اہانت آمیز تحریرات اور ہجویات کے پردے مین نکالتا ہے - ایک قصہ مین لکھا ہے کہ کسی زنگیلی ضعیفہ نے اپنی جھریون کو ایک بڑے آئینہ مین دیکھ کر اُسے زمین پر جل کر پھینکدیا - اور اُسکے

ہزارون ٹکڑے ہوگئے۔ مگر بعد اوسکے جب وہ اُن ٹکڑون کو ایک طرح کی کینہ آمیز مسرت کے
ساتھ دیکھ رہی تھی تو اوسکے دل مین ایک خیال گذرا اور وہ اپنے دل سے یون باتین کرنے لگی
" اِس کینہ آمیز حرکت سے مجھے کیا مِلا۔ صرف یہی ہوا کہ میری ہی بد صورتیون کا شمار بڑھ گیا۔ اور
بجاے اسکے کہ مجکو ایک صورت نظر آتی اب سیکڑون بُری شکلین دکھائی دیتی ہین " یہ تجویز
قرار پائی ہے کہ جو شخص کوئی کتاب یا رسالہ لکھے وہ اِس بات پر مجبور کیا جاے کہ اپنے مصنف
ہونے کی قسم کھائے اور سرکاری رجسٹر مین اپنا نام درج کرائے۔ فی الحقیقت اِس کارروائی سے
اُن اَہانت آمیز تحریرات کا قرار واقعی انسداد ہوچکا ہوتا جو بالعموم فرضی نامون سے یا گمنام شایع
ہوتی ہین لیکن خوف ہوتا ہے کہ کہین اِس تدبیر سے اَہانت آمیز مضامین کے ساتھ علم کو بھی صدمہ
نہ پھونچ جاے۔ اسکا اثر بے ترتیبی کے ساتھ ہوگا۔ اور غلہ کے ساتھ چارہ کے درخت بھی جڑ سے
اوکھڑ جائینگے۔ اعلےٰ درجہ کی مشہور دینی کتابون کا تو ذکر ہی کیا جنکے مصنف گمنام تھے۔ اور
جنھون نے ہمارے دِل مین مخفی طور پر ایسے کار خیر کا خیال پیدا کرنے مین اپنی لیاقت صرف کی ہے۔
ایسی کوئی عالمانہ تصنیف نہین جو پہلے پہل مصنف کے نام سے شایع ہوئی ہو۔ قبل اسکے کہ مصنف
اپنی کتابون کو اپنی مِلکیت ظاہر کرے۔ وہ بالعموم دُنیا مین اون کی آزمایش کرتا ہے اور مجھے
یقین ہے کہ جن لوگون مین لکھنے کی قابلیت ہے اونمین کوئی بھی ایسا نہین جو کسی مضمون پر قلم
اوٹھائے گا اور اُسکو پہلے ہی سے یہ معلوم ہوگا کہ وہ اپنی تصنیف کو ضرور شایع نہین کرے گا۔ مگر
فلان فلان شرائط پر۔ میری سُنیئے۔ مین اپنی نسبت یہ ضرور کہون گا کہ مین جو مضامین ناظرین
کے نذر کرتا ہون اون کی مثال بالکل فیری فیورز[۱] کی سی ہے اور وہ اُسی وقت تک باقی رہینگے
جبتک شایع نہ ہوجائینگے۔ اِن اَہانت آمیز مضامین کی انسداد مین جو خاص بات مشکلین ڈالتی
ہے وہ یہ ہے کہ تمام فریق اوسکے یکسان خطا وار ہوتے ہین۔ اور ہر کمینہ طبیعت کے مصنف کو
بڑے آدمی سمجھ دیتے ہین۔ جنکے فوائد یا اغراض کو وہ ایسے ذلیل اور بدنام کرنے والے طریقون
سے ترقی دیتا ہے۔ ہمنے اسوقت تک یہ کبھی نہین سُنا کہ کسی وزارت سے ایسے مصنف کو عبرت
کے لیئے سزا دی گئی ہو جسنے تو ہین اور جھوٹی باتون سے اوسکی جنبہ داری کی اور اُن لوگون

[۱] تحفہ جات پری اسکاٹ لینڈ کے دیہات مین جہان پریون کا ذکر ہے وہان یہ بھی لکھا ہے کہ وہ قیمتی تحفے بھی دیتی ہین لیکن وہ جھونسے سے چھپانے جاتے

ساتھ بیرحمی کا برتاؤ کیا جو وزارت کے رقیب اور مخالف خیال کیئے جاتے تھے - اگر کوئی سلطنت
اپنی نا راضی کا نہ چھوٹنے والا دھبہ کسی ایک بدنام مصنّف کو بھی لگا دے جو اوسکی خوشامد مین کسی
مقابل فریق کو رسوا کرتا ہے تو ہم بہت جلد دیکھینگے کہ اُن موذیون کا خاتمہ ہو گیا جنکی ذات
سے گورنمنٹ کی توہین اور رعایا کی بدنامی ہوتی تھی - ایسی کارروائی سے وزیر سلطنت کا نام
تاریخ مین روشن ہوگا اور ایسے لوگون سے تمام انسانی دلون مین اچھی خاصی کراہت یا نفرت
پیدا ہو جائیگی جو بنی نوع انسان کے ساتھ ایسا نازیبا برتاؤ اور ایسی باتین کرتے ہین کہ خود اسکو
بھی اپنے دشمنون کے ساتھ جنکے کرنے سے نفرت ہوتی - مین یہ خیال نہین کر سکتا کہ کوئی ایسا
بھی نامنصف شخص ہوگا کہ جو کچھ مین نے بیان کیا ہے اوسے وہ یہ سمجھے گا کہ مینے کسی خاص
فرقہ یا جماعت کے لیے لکھا ہے - ہر شخص جسمین عیسائیت یا شرافت کا حس ہے وہ ضرور اس مفسد اور
بے فیض رواج سے سخت ناخوش ہوگا - جو فی الحال ہم لوگون مین اس کثرت سے ہے کہ وہ
ایک طرح کا قومی جُرم ہو گیا ہے اور ہمکو ہماری تمام ہمسایہ قومون مین انگشت نما کرتا ہے -
مین اعلے درجہ کے عمدہ اہانت آمیز حملون کو جو خاص خاص لوگون پر کیئے جاتے ہین اور جنہین
سچائی کی صورتین سمجھائے رہتی ہین علامات بدنفسی اور نہایت ہی سنگین جرائم ضرور خیال
کرونگا - اور سزا اُن کی طرح رسوائی یا روسیاہی بھی مجسٹریٹ کے اختیار مین ہے نہ کسی خاص شخص
کے - چنانچہ ہمین ششرو[1] کے ایک ناتمام رسالہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو سلطنت جمہوریہ روم کے
ٹوئلیو ٹیبلز[2] مین سزائے قتل نہ تھی تاہم توہین کرنے والے کو جو اور دن کی عزت اوتارتا تھا سزائے
موت دیجاتی تھی - لیکن یہ ہماری حالت سے بعید ہے - ہماری ہجو اور کچھ نہین صرف مخش اور
وہ گپ ہے (جو لندن کے) بڑے پچھلی بازار بلنگس گیٹ مین اوڑائی جاتی ہے - مخش گوئی کو سمجھتے
ہین کہ لطیفہ گوئی ہے اور جو شخص نامون کو بڑے بڑے مختلف مرکبات یا فقرون مین ظاہر کرتا ہے
اوسکی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اوسکا قلم ایسا ہے جس سے ہوشیاری ٹپکتی ہے - یہی تو باتین
ہین جن سے خاندانون کی عزت و آبرو خاک مین ملائی جاتی ہے اور اسے اعلے عہدے اور بڑے بڑے

[1] روم کا ایک فصیح البیان مقرر ۵۲ق روم کے مشہور بارہ قانون - ۳۰۰ برس قبل عیسی علیہ السلام مجلس دہ افسران قوانین نے
اُن سفیرون کے واپس آنے کے بعد یہ قوانین مرتب کیے گئے تھے جو سلطنت غیر کے قواعد و قوانین کی تحقیق کے لیے بھیجے گئے

خطاب لوگون کی نگاہون مین سُبک اور ذلیل ہو جاتے ہین۔ بدطینت اور جاہل لوگ اعلےٰ
شریفانہ جوہر اور نہایت قابلِ فخر صفات کی تحقیر کرتے ہین۔ وہ شخص جو ہمارے فرقون سے کچھ بھی
واقفیت نہین ہوتا یا جو اپنا کام دُنیا مین ایسے وقت کرنا چاہتا ہے جبکہ ہماری موجودہ گرماگرمی
اور مخالفتین فرو ہین تو مین کہتا ہون کہ وہ اون فرضی آدمیون کا حال اُن حقارت آمیز
مضامین مین پڑھکر جو ہمارے ہان روزانہ شایع ہوتے ہین تو ہم پر ایسے بڑے آدمیون کی نسبت
جو ابتک زندہ ہین کیا خیال کریگا۔ ہم کیسی مکروہ صورت قوم کے لوگ نظر آئینگے!! چونکہ یہ
طرز ملامت واقعی تمام سچائی اور انسانیت کو تہ وبالا کر دیتا ہے۔ لہذا یہ اس قابل ہے کہ وہ لوگ جو
اپنے مُلک سے محبت رکھتے ہین یا جنکے دل مین مذہب کی عظمت ہے۔ اسکی تحقیر اور روک تھام کرین
پس مین بہت مستعدی کے ساتھ اُن لوگون کو اس بات کی طرف متوجہ کرونگا۔ جنکا پیشہ یہ ہے
کہ ایسے مفسدانہ مضامین لکھتے اور اونکو بھی جو ایسی تحریرات کو پڑھکر خوش ہوتے ہین۔
اول الذکر کی نسبت مین نے اپنے پہلے مضامین مین ذکر کیا اور اونھین خونی اور دغاباز
قاتلون مین شمار نہین کیا ہے۔ ہر ایماندار شخص نیکنامی کو ویسا ہی عزیز رکھتا ہے جیسا کہ
خود زندگی کو۔ اور مین تو یہی خیال کرونگا کہ جو لوگ بلاگزند اور بیدون پاداش ایک پر
مخفی حملہ کرسکتے ہین وہ دوسرے کو بھی برباد کر دینگے۔ جو لوگ قابل نفرت لائبل یا اہانت آمیز
مضامین سے خوش ہوتے اور اون کو ہر طرف مشہور کرتے پھرتے ہین اونکی نسبت یہ خوف ہے
کہ وہ قریب قریب اصل مصنّف کی طرح مجرم ٹھہرے جاتے ہین۔ پادشاہان ویلن ٹینین[1] نے
قانون سے سزاے موت صرف لائبل لکھنے والے ہی کو نہین دیجاتی تھی۔ بلکہ اوسے بھی جسکے ہاتھ
اتفاق سے کوئی اہانت آمیز پرچہ پڑ جاتا۔ اور وہ اوسکو پھاڑتا یا جلا نہین دیتا تھا۔ اس خیال سے
کہ مین اپنی اس راے مین تعجب کی نگاہون سے نہ دیکھا جاؤن۔ اس مضمون کو مانٹسکیو کے
الفاظ لکھکر تمام کرونگا۔ یہ ایک بہت بڑا صاحب علم وراے اور آزاد خیال شخص تھا۔ مین یہ
خیال نہین کرسکتا کہ جو شخص لائبل شایع کرتا ہے اوسکو اصل مصنّف سے کم نقصان رسانی مقصود
ہوتی ہے لیکن ہم اوس خوشی کی نسبت کیا کہین جو کسی اہانت آمیز مضمون کو پڑھکر ہوتی ہے

[1] پادشاہ دوسری صدی عیسوی مین روم کے فرمانروا تھے انکی سلطنت کا بانی ایک مذہبی شخص والن ٹی نس تھا ؎

کیا یہ خدا کے نزدیک گناہ کبیرہ نہین ہے۔ ہمکو اِس بات مین تمیز کرنا چاہیئے۔ یہ خوشی یا تو ایک خوشگوار اثر ہے جو ہماری طبیعت پر اوس وقت ہوتا ہے جب ہم کسی عمدہ لطیفہ کو پڑھتے ہین۔ یا وہ مسرت ہے جو ہمین کسی کی بے عزتی سے ہوتی ہے۔ مین پہلی حالت کی بابت کچھ نہ کہونگا کیونکہ شاید کسی کے دِل مین یہ خیال گذرے کہ میری موریلٹی یا اخلاق مین پوری سنجیدگی نہین ہے اگرمین اِس بات کا اقرار کرتا ہون کہ اِنسان کا بس اُن تاثیرات پر نہین چلتا جو اُن محسوسات سے بڑھکر ہین جو شکر و شہد کے چکھنے سے ہوتے ہین۔ لیکن دوسری حالت کی نسبت تو ہر شخص کہدیگا کہ مذکورہ خوشی گناہ کبیرہ ہے۔ پہلی حالت مین جو خوشی ہوتی ہے وہ قائم نہین رہتی اوس سے ہماری فہم اور ہمارا ادراک معطل ہو جاتا ہے۔ لیکن اوسکے بعد ہی اپنے ہمسایہ کی بےعزتی دیکھکر رنج ہوتا ہے۔ اگر وہ خوشی معًا جاتی نہین رہتی تو ہجو نویس کی بدنفسی سے ہمارے ناخوش نہونے کی یہی علامت ہے۔ بلکہ جب ہم دیکھتے ہین کہ وہ ہجو نویس اپنے دشمنون کو طرح طرح کے اِتہامات سے بدنام کرتے ہین تو ہم خوش ہوتے ہین اور اوس حالت مین ہم اوس سزا کے سزاوار ہین جسکا مستحق لائبل لکھنے والا ہے۔ مین یہان ایک جدید مصنف کے الفاظ اضافہ کرونگا۔ سینٹ گریگری[۱] اُن مصنفون کو جلاوطن کرتے وقت جنھون نے کسٹوریس کی ہتک عزت کی تھی اُن لوگون کو مستثنےٰ نہین کرتا ہے جنھون نے اون کی کتابین پڑھی تھین۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اگر بدنامیان اور تہمتین اپنی سامعین کی باعث مسرت ہوئی ہین اور جنھین ایماندارون پر اور کسی قسم کی فوقیت نہین اُنھین جسنے لکھا وہ خوشی ہوئی تو کیا وہ شخص جو اوسے پڑھکر خوش ہوتا ہے ویسا ہی مجرم نہین ہے جیسا کہ خود اوس لائبل کا مصنف۔ یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ جو کسی کام کو پسند کرتے ہین وہ اُسے کرینگے اگر اون سے ہوسکا یعنی اگر کسی ذاتی مجبّت کی وجہ سے باز نہ رہے۔ سسرو کا قول ہے کہ کسی جرم کی صلاح دینے اور اِرتکاب کے بعد اوسے پسند کرنے مین کوئی فرق نہین ہے۔ رومی قانون نے بُرائی کرنے والے اور اوس بُرائی کے پسند کرنے والے دونون کو ایک ہی سزا دیکر اِس مسئلہ کو مستحکم کردیا ہے۔ پس ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جو لوگ اہانت آمیز مضامین سے خوش ہوتے ہین اوس حد تک کہ مصنفین اور

[۱] ایک مذہبی شخص جسنے روم مین مذہب عیسوی کو رواج دیا تھا۔

شایع کرنے والون کو پسند کرتے ہین ویسے ہی خطاوار ہین جیسے کہ خود اوسکے مصنف۔ کیونکہ اگر وہ خود ایسے لائیل نہین لکھتے ہین تو اوسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ او نکو لکھنے کی قابلیت نہین۔ یا وہ اپنے کو خطرے مین ڈالنا نہین چاہتے۔

رویاء مرزا

جب مین قاہرہ کبیر مین تھا تو مجھے مشرقی زبان کی کتابون کے چند قلمی نسخے مِل گئے تھے جو اب بھی میرے پاس موجود ہین اور کتابون مین ایک کتاب میرے نظر پڑی جسکا نام رویاء مرزا تھا۔ اور جسے مین بڑی مسرت کے ساتھ دیکھ چکا ہون۔ چونکہ ناظرین کی تفریح خاطر کے لیے میرے پاس اور کچھ نہین لہذا میرا قصد ہے کہ اوسے اونکے نذر کرون۔ پہلے رویا سے شروع کرونگا

وہو ہذا

چاند کی پانچوین کو جسکی عظمت مین ہمیشہ اپنے اسلاف کے دستور کے موافق کیا کرتا ہون نہا دھوکر فریضہ صبح ادا کر کے بغداد کی پہاڑیون کی چوٹی پر اسلیے چڑھا کہ جتنا دن باقی رہ گیا ہے اوسے مراقبہ اور نماز مین صرف کرون۔ مین یہان ان پہاڑیون کی چوٹی پر حیات انسانی کی بیہودگی کے خیال مین ڈوب گیا اور میرے دِل مین ایک کے بعد دوسرا خیال گذرتا تھا۔ مین نے اپنے دل مین کہا۔ "یقیناً انسان کی ہستی مثل سایہ کے ہے اور زندگی ایک خواب ہے۔" مین نے اس حالت تفکر مین آنکھ اوٹھا کر اوس چٹان کی بلندی کو دیکھا جو مجھسے کچھ زیادہ دُور نہ تھی وہان مجھے ایک شخص گلہ بان کے لباس مین نظر پڑا اوسکے ہاتھ مین ایک چھوٹا سا باجہ تھا۔ جب مین نے اوسے دیکھا تو اوسنے اوس باجے کو اپنے ہونٹون سے لگا لیا اور بجانا شروع کیا۔ اوسکی آواز بے حد شیرین تھی۔ اوسمین عجیب عجیب تال سُر رکھے تھے۔ جنکی خوش نوائی بیان نہین ہوسکتی۔ اور ایسی آواز مین نے پہلے کبھی نہین سُنی تھی۔ ان سُریلی صداؤن نے میرے دِل مین آسمانی باجون کی اُن گتون کا خیال پیدا کر دیا جو نیک مردون کی ارواح کے سامنے اوسوقت بجائی جاتی ہین جب وہ پہلے پہل بہشت مین داخل ہوتے ہین اور اس نغمہ سرائی کی یہ غرض ہوا کرتی ہے کہ اونکے دل سے

گذشتہ جان کنی کی اذیتون کا اثر زائل ہو جائے۔ اور وہ اس قابل ہو جائین کہ اُس بہشتگاہ کی مسرتون سے محظوظ ہو سکین۔ میرا دل اِس آواز کو سُنکر روحانی جوش مسرت سے گداز ہو گیا۔ مجھے اکثر کہا گیا ہے کہ سامنے والی چٹان پر ایک جن کا گذر ہوا کرتا ہے۔ مثل میرے اور لوگ بھی جو ادہر سے ہو کر نکلے باجہ سُنکر خوش ہوئے تھے۔ لیکن یہ بات مین نے کبھی نہین سُنی کہ یہ مُطرب کبھی پہلے بھی نظر آیا تھا۔ جب میرے خیالات بیخود کرنے والے گیتون سے بلند ہو چکے تو اِس غرض سے کہ مین اوسکی باتون سے محظوظ ہون۔ مجھے اشارہ سے بُلایا۔ اوس وقت مین اسکو حیرت زدہ کی طرح دیکھہ رہا تھا۔ جہان وہ بیٹھا تھا وہان اوسنے مجھے ہاتھہ کے اشارے سے طلب کیا۔ مین اوسی ادب و لحاظ کے ساتھہ جو اپنے سے بُزرگ شخص کا کرنا چاہیئے اوسکے قریب آیا اور چونکہ میرے دل پر فریفتہ کرنے والی دلکش تانون کا پُورا پُورا قابو ہو چکا تھا۔ مین اوسکے قدمون پر گر پڑا اور رونے لگا۔ وہ جن مجھے ایسی مہربانی اور ترحم کی نظر سے دیکھہ کر متبسم ہوا کہ میرے خیال کو اوس سے اجنبیت باقی نرہی اور فوراً ہی وہ خوف و خطر سب جاتے رہے جو اُسکے پاس پہونچنے کے وقت میرے دل مین موجود تھے۔ اوسنے مجھے اوٹھایا اور ہاتھہ پکڑ کے کہا۔ ”مرزا۔ مینے تجھے آپ ہی آپ باتین کرتے ہوئے سنا ہے میرے پیچھے پیچھے چلا آ“ بعد ازان وہ مجھے چٹان کے سب سے اونچے کنگرہ پر لے گیا اور وہان مجھے اوسکی چوٹی پر بٹھا کر کہا ”مشرق کی طرف آنکھہ اوٹھا کر دیکھہ اور جو کچھہ تجھے نظر آئے اوسے بیان کر“

مین نے کہا۔ ”مجھے ایک وسیع درہ جسمین پانی زور شور سے موجین مار رہا ہے نظر آتا ہے“

اوسنے کہا۔ ”یہ گھاٹی جو تجھے نظر آتی ہے ”وادی مصیبت“ ہے اور یہ جوار بھاٹا ابدیت کے عظیم الشان مد و جزر کا ایک حصہ ہے“

مین۔ ”اسکی کیا وجہ ہے کہ یہ مد و جزر ایک کنارہ پر تو گہرے کہرے سے اُٹھتا ہے اور دوسرے سِرے پر اوسی طرح سے کُہرے مین جا کر غائب ہو جاتا ہے“

جن۔ ”یہ جو تجھے دکھائی دیتا ہے ابدیت کا وہ حصہ ہے جسے وقت کہتے ہین اور جسکی پیمایش بذریعہ آفتاب کے ہوئی ہے اور جو دُنیا کے اِس سِرے سے اُس سِرے تک چلا گیا ہے۔ اب اِس سمندر کو غور سے دیکھہ جو دونون کنارون پر ظلمت سے محدود ہے اور جو کچھہ تجھے اسمین نظر آئے بیان کر“

مین - " مین دیکھتا ہون کہ اس مد وجزر مین ایک پُل قائم ہے "
جن - " یہ پُل جو تجھے نظر آتا ہے یہ حیات انسان ہے اسے غور سے دیکھ " زیادہ تر اطمینان و فرصت کے ساتھ جو اوسپر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اوس پُل مین ستر محرابین ہین - اور چند شکستہ محرابین بھی جو مسلّم محرابون مین شامل اور کل ستّر ہین - جب مین اُن محرابون کو گن رہا تھا - تو اس جن نے مجھسے یہ کہا تھا کہ پہلے اس پُل مین ہزار محرابین تھین - لیکن ایک ایسا بڑا طوفان آیا کہ باقی بہ گئین اور وہ طوفان اس پُل کو موجودہ مسماری کی حالت مین چھوڑ گیا "
جن - " لیکن آگے بیان کر کہ تجھے پُل پر کیا نظر آتا ہے "
مین - " مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ انسان کے گروہ کے گروہ اوس سے عبور کر رہے ہین اور اسکے ہر کنارے پر ایک سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہے " جب مین نے زیادہ غور سے دیکھا تو مجھے کئی مسافر ایسے نظر آئے کہ جو پُل کے اندر سے نیچے اوس عظیم الشان مد وجزر مین گر رہے تھے اور غور جو مینے کیا تو یہ معلوم ہوا کہ اوس پُل مین بے شمار پوشیدہ سوراخ یا کھڑکیاں ہین اور مسافر جیسے ہی اوپر پاؤن دھرتے ہین ویسے ہی اُنمین ہو کر مد وجزر مین گر پڑتے اور فوراً غائب ہو جاتے ہین یہ پوشیدہ کھڑکیاں پُل کے دروازے پر ایسی برابر برابر تھین کہ جیسے ہی آدمیون کی بھیڑ بادل سے نکلتی ویسے ہی بہت سے اونمین گر پڑتے تھے - یہ سوراخ پُل کے وسط کی طرف متفرق ہو گئے تھے مگر مسلّم محرابون کے سرے پر پاس پاس اور باہم مل کر بڑھ گئے تھے - بیشک وہان ایسے لوگ تھے مگر کم - جو شکستہ محرابون پر کودتے ہوئے چلتے اور اتنی دُور چلنے سے تھک کر یکے بعد دیگرے اون گڑہون مین گر جاتے تھے - مین نے اپنا کچھ وقت اس تعجب خیز عمارت کے تصور اور اُن چیزون کے مشاہدہ مین جو اس عمارت مین دکھائی دین صرف کیا - کئی آدمیون کو عالم عیش و سرور اور حالت زندہ دلی مین اچانک گرتے اور بچ جانے کے سہارے پر اپنے پاس کی ہر چیز کو پکڑتے دیکھ کر میرا دل بھر آیا - اور بہت صدمہ ہوا - بعض آدمی آسمان کی طرف بہت غور سے دیکھ رہے تھے اور اسی محویت مین ٹھوکر کھا کر گرتے اور غائب ہو جاتے تھے - انسانی جماعتین اُن حبابون کے تعاقب مین جو اون کی آنکھون کے سامنے چمکتے اور رقص کرتے تھے بہت مصروف تھین لیکن اکثر

جب وہ لوگ یہ خیال کرتے کہ اُن تک پھونچ گئے تو اونکے پانون غلط پڑتے اور وہ ڈوب جاتے تھے۔ مینے اوس ہنگامہ مین چند آدمیون کو دیکھا کچھہ تو ہاتھون مین نیچے لیئے ہوئے تھے اور بعض پیشاب کے برتن۔ اور وہ آدمیون کو اُن دروازون پر گھسیٹ کر لے آتے تھے جو اونکی راہ مین تھے۔ اور جن سے کہ وہ بچکر نکل گئے ہوتے اگر وہ اُن کو اسطرف اسطرح نہ لاتے۔ جب اوس جن نے دیکھا کہ مین افسوسناک تماشے مین بالکل ہی محو ہو گیا ہون تو اوسنے کہا کہ تمکو اوسمین مصروف ہوئے جتنی دیر ہو چکی ہے وہ کافی ہے۔

جن۔" پل کے اوپر نظر ڈال اور مجھسے بیان کر اگر تجھے اب بھی کوئی ایسی چیز دکھائی دیتی ہو جسے تو نہ سمجھتا ہو۔" مینے اوپر دیکھہ کر کہا۔ چڑیون کے اس بڑے غول سے کیا مراد ہے جو پل کے چارون طرف منڈلایا کرتا ہے۔ اور وہ چڑیان وقتاً فوقتاً اوسپر بیٹھتی ہین۔ گِد۔ ایک فرضی پردار جانور۔ ہارپی۔ جنگلی کوّے۔ کورمورنیٹ یا ایک قسم کے جل کوّے۔ اور دوسرے پردار جانور۔ نیز پردار لڑکے نظر آتے ہین جو بیچ کی محرابون پر جتھے کے ساتھہ بیٹھے ہین۔"

جن۔" یہ حسد طمع جہالت و تعصب مذہبی۔ یاس و عشق اور اسیطرح کے اور افکار و ہوائے نفسانی ہین۔ جو انسان کی زندگی کو دُکھہ دیتے ہین۔" یہ سُنکر مین نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔" افسوس! انسان بیکار بنایا گیا۔ دیکھیے اوسکو کیسی کیسی مصیبتون کا سامنا ہے زندگی مین اذیت و تکلیف اوٹھاتا اور سرے پیچھے یون تباہ و برباد ہوتا ہے۔" اوس جن کو مجھپر ترس آیا۔ اوسنے کہا۔" اپنی نظر اوس غمناک منظر سے ہٹا لے۔ انسان کو سفر ابد مین ہستی کی پہلی منزل پر جتنا تو دیکھہ چکا ہے کافی ہے۔ اب اوس گہرے کُہرے پر نظر ڈال جسکے اندر پانی کا مَد و جزر اُن انسانی نسلون کو لیئے جاتا ہے جو وہان جاکر گر پڑتی ہین مین نے اوسکے حکم کے بموجب اودہر نگاہ کی اور اوس گھاٹی کو آگے کی طرف کھُلا۔ اور اوس عظیم الشان سمندر مین پھیلا ہوا دیکھا (یا تو اوس جن نے میری نگاہ کو کسی فوق المخلوقات طاقت سے قوی کر دیا تھا یا اس وجہہ سے کہ اوس کُہرے کا حصہ جسمین گہرے ہونے کی وجہ سے نظر کام نہین کرتی ہے ہلکا ہو گیا یا گھٹا نہ تھا) اوسکے وسط مین سخت پتھر کی بہت بڑی چٹان

ورتک چلی گئی اور اوس سمندر کو دو برابر حصون مین تقسیم کرتی ہے۔ اتبک اُسکے نصف حصہ
بادل چھائے ہوئے تھے کہ مجھے اوسکے اندر کچھہ بھی نظر نہ آتا تھا۔ مگر دوسرا حصہ ایک وسیع
سمندر تھا جسمین بیشمار جزیرے اور اُن جزیرون مین میوہ جات اور پھول کے درخت بکثرت تھے۔
اور اوس حصہ مین بحیرون کا جال سا بنا ہوا تھا۔ مجکو ایسے لوگ جو لباس فاخرہ پہنے سر
پر لپیٹے (یا پھولون کے تاج دیے) درختون سے گزرتے۔ فوارون کے پاس لیٹے یا چمنون
مین آرام کرتے تھے نظر آنے لگے۔ اور نوا سنج طیور کی ملی ہوئی آوازون کا انتشار۔ پانی
کے گرنے کی صدا۔ آدمیون کی آواز۔ اور باجون کی خوشنوائی کان مین آنے لگی۔
ایسے دلچسپ سمان کے دیکھنے سے میرے دل مین جوش مسرت ہوا۔ اور یہ جی چاہا کہ کاش
عقاب کے بازو ملجاتے کہ مین اُن عمدہ مقامات مین اوڑکر پہونچ جاتا۔ لیکن اوس جن نے مجھسے
کہا کہ موت کے اُن دروازون کے سوا جنکو مین نے پل پر ہر لحظہ کہلتے ہوے دیکھا کوئی اور رستہ
ان مقامات تک پہونچنے کا نہین ہے۔ جن نے یہ جو تیرے سامنے سرسبز و شاداب جزیرے ہین اور
جہانتک تیری نظر کام کرتی ہے اونکی وجہ سے سطح سمندر پر دہبے دہبے سے دکھائی دیتے ہین
وہ ساحل کے ذرون سے بھی شمار مین کہین زیادہ ہین۔ انکی پشت پر اور بھی ہزارون لاکھون
جزیرے ہین جو تیری حد نگاہ سے بھی آگے چلے گئے ہین۔ حتیٰ کہ اتنی دور تک ہین کہ وہان
تیرے وہم و خیال کی بھی رسائی نہین ہوسکتی۔ یہ جزائر محل ہین جو مرنے کے بعد نیک بندون
کے رہنے کے مرحمت ہوتے ہین اور وہ لوگ اِن جزائر مین اپنے نیک اعمال کے اقسام اور
درجون کے بموجب تقسیم کیئے جاتے ہین اور اِن جزیرون مین آباد ہونے والون کے مذاق
اور پاکیزگی کے موافق انواع انواع طرح کی فرحتین اور لطف رکھے گئے ہین۔ ہر جزیرہ
بہشت ہے جو اپنے ساکنین کے لیئے جُدا جُدا آراستہ کیا گیا ہے۔ مرزا۔ کیا یہ جزیرے اس قابل
نہین ہین کہ انپر قناعت کیجائے۔ کیا تجھے ایسی زندگی زبون معلوم ہوتی ہے جسکے ذریعہ سے
ایسا اجر ہاتھہ آتا ہے۔ کیا موت سے ڈرنا چاہیے؟۔ کیا موت سے ڈرنا چاہیئے جسکی بدولت
ایسی عمدہ زندگی نصیب ہوتی ہے۔ یہ کبھی خیال نہ کر کہ انسان جسکے لیئے ایسی ابدیت
اوٹھا رکھی گئی ہے۔ بیکار بنایا گیا“

مین نے اِن جزیرون کی طرف ایسی مسرّت کے ساتھ ٹکٹکی باندھی جو بیان نہین ہو سکتی آخرکار مین نے کہا۔" مین تیری منّت کرتا ہون۔ اب مجھے اُن چھپی ہوئی چیزون کو دِکھا جو اُن کالے کالے بادلون مین جو سخت پتھر کی چٹان کی دوسری طرف سمندر مین چھائے ہوئے ہین مخفی ہین"

جب اوس جن نے مجھے اِس بات کا کوئی جواب نہین دیا تو مین اوسکی طرف دوبارہ مخاطب ہونے کے لیے مُڑا۔ مگر معلوم یہ ہوا کہ وہ میری نظرون سے غائب ہوچکا ہے۔ مین پھر اوس رویا کی طرف متوجہ ہوا جسکی جانب اِتنی دیر سے مخاطب تھا۔ لیکن بجاے اوس پُل مد و جزر۔ محرابدار پُل۔ اور عمدہ جزائر کے کچھ بھی نظر نہ آیا۔ بجز دریاے ہول طویل جو بغداد وادی بغداد کے جسکے کنارون پر۔ بیل۔ بھیڑیان۔ اور اونٹ۔ چر رہے تھے ✦

اڈیسن کی مختصر سوانح عمری

جوسف اڈیسن یکم مئی سنہ ۱۶۷۲ء کو بمقام ملسٹن ایمسبری کے قریب وَلٹ شائر کے صوبہ مین پیدا ہوا۔ کلیساے انگلستان کے ایک نامی گرامی پادری ایل اڈیسن کا بیٹا تھا۔ اور اِسکی مان جین۔ ڈاکٹر اِن گلسٹن کی بیٹی اور ولیم گلسٹن لاٹ پادری برسٹل کی بہن تھی۔ اڈیسن کی ابتدائی تعلیم مختلف مدرسون مین ہوئی۔ ہنوز یہ پندرہ ہی برس کا تھا کہ آکسفورڈ یونیورسٹی مین داخل کیا گیا۔ ذہین اڈیسن نے اس مدرسہ مین محنت سے ایسا امتیاز حاصل کیا کہ تمام ہم مکتب رشک اور بعض حسد کرنے لگے۔ ایسی بے تکلفی اور بیساختگی کے ساتھ لاطینی اشعار کہتا تھا کہ بڑے بڑے شاعر عش عش کرتے تھے۔ اڈیسن کو سنہ ۱۶۹۳ء مین۔ ام۔ اے۔ کی ڈگری ملی اور سنہ ۱۶۹۸ء مین اوسی یونیورسٹی کا مستقل فیلو[1] مقرر کیا گیا۔ اِسنے آکسفورڈ کے قیام مین فن شاعری اور کری ٹس ایزم[2] کو بہت ترقی دی۔ ڈاکٹر جانسن[3] کی راے مین اڈیسن " خاص تعریف کا

[1] کسی کالج یا مدرسۂ اعظم کا ممبر جو معاملات تعلیم مین راے دینے اور دلچسپی حاصل کرنے کے لیے بلا تنخواہ مقرر کیا جاتا ہے اور اڈیسن کس قسم کا فیلو تھا جسی محاصل وآمدنی کالج سے کچھ ملتا بھی تھا [2] وہ فن جسکے ذریعہ سے کتاب کی خوبیان اور نقص دکھائے جاتے اور اوس تصنیف پر راے قایم کیجاتی ہے [3] چارلس شاہ دوم انگلستان کے عہد مین بڑے پایہ کا شاعر تھا ✦

مستحق تہا" پہلے تو یہ خدمت کلیسا کے لیئے تجویز ہوا تھا۔ مگر مختلف معاملات اور صورتون کی وجہ سے
اسکو علم ادب اور معاملات ملکی کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اِس توجہ کے دو بڑے اور قوی سبب تھے۔
پہلا یہ تھا کہ اڈیسن اور مسٹر ڈرائیڈن سے جان پہچان ہو گئی تھی۔ اور اِس نامور اور دیرینہ
شاعر نے اوسکو اپنی سرپرستی کی عزت دی تھی۔ اور دوسرا یہ تھا کہ اسپر لارڈ سامرس[1]
کی نظر عنایت ہوئی اور اِس عنایت کی خاص وجہ یہ تھی کہ اڈیسن نے شاہ ولیم[2] فرمانروا ے
انگلستان کی لڑائی کو نظم کیا تھا۔ اور اوس نظم کو لارڈ موصوف کے نام نامی سے معنون
سنہ ۱۶۹۹ء مین اڈیسن کو گورنمنٹ سے ۳۰۰ پاؤنڈ سالانہ کی پنشن عنایت ہوئی اور اسکے بعد
وہ برّ اعظم کی سیر کو نکلا۔ فرانس مین رہکر وہان کی زبان پوری پوری سیکھہ لی۔ اور
جب اسپین مین جنگ ہسپانیہ جو اسپنش[3] وار آف سکسشن کے نام سے مشہور ہے چھڑی تو یہہ
ملک اطالیہ مین آیا۔ اور یہان سے لارڈ ہالی فیکس[4] کے نام ایک خط جو "لیٹر" کے نام سے
مشہور ہے نظم مین لکھا اور سنہ ۱۷۰۳ء مین سوٹزرلینڈ اور جرمنی ہوتا ہوا جب اپنے وطن کو
واپس آیا۔ تو یہان کا رنگ بدلا ہوا پایا۔ وہگ پارٹی کی حکومت جا چکی تھی اور اسلیے
اڈیسن کی تمام اُمیدین خاک مین مِل گیئن اور نوکری پانے کی کوئی توقع باقی نرہی۔
جنگ بلنہیم[5] مین انگریزون کو کامیابی ہوئی تھی۔ وزیر اعظم نے یہ چاہا کہ اِس کامیابی کا
اثر عام طبایع پر ڈالا جائے اور کوئی شاعر اِس جنگ کی تہنیت و یادگار مین کوئی نظم لکھے۔
جب کوئی شاعر اِس کام کے لائق نہ ملا تو لارڈ گاڈلفن وزیر خزانہ نے لارڈ ہالی فیکس سے
درخواست کی کہ وزیر اعظم موصوف کسی شاعر کا نام بتائین۔ وزیر ممدوح نے کہا کہ مسٹر
اڈیسن صاحب سے بہت ادب کے ساتھہ درخواست کیجائے۔ چنانچہ وزیر خزانہ سا معزز شخص اِس
محتاج ادیب کے مکان پر حاضر ہوا۔ مسٹر اڈیسن ایک خراب سی تنگ کوٹھری مین بیٹھے ہوئے ملے۔

---

[1] شاہ ولیم سوم کا ایک نامی سردار۔ [2] بادشاہ انگلستان جسنے سنہ ۱۶۹۴ء سے سنہ ۱۷۰۲ء تک حکومت کی۔ [3] یہ جنگ اسوجہ سے
ہوئی کہ چارلس دوم شاہ ہسپانیہ لاولد مرا۔ بادشاہ فرانس نے اپنے بیٹے کے لیئے جو چارلس کی بڑی بہن کا شوہر تھا کوشش کی
اور ڈیوک آف اسٹریا نے اپنے واسطے اِس جنگ مین انگریز بھی شریک تھے۔ یہ لڑائی سنہ ۱۷۰۱ء سے سنہ ۱۷۱۳ء تک رہی
[4] وزیر اعظم شاہ ولیم سوم [5] یہ لڑائی سنہ ۱۷۰۴ء مین ختم ہوئی انگریز لوگ فرانس اور اسپین پر غالب آئے ٭

لارڈ موصوف نے اپنا مدّعا عرض کیا بمسٹر ممدوح نے بحیثیت ایک سچے وہگ فریق کے آپکی درخواست قبول فرمائی۔ اور "کمپین" کی سُرخی سے نظم شروع کر دی۔ ہنوز یہ نظم نصف سے زیادہ نہ ہو چکی تھی کہ لارڈ موصوف اوسے سُنکر ایسے محظوظ اور رضامند ہوے کہ شاعر کو فوراً "کمشنر آف اپیلز" کا عہدہ دیا۔ اور آخرکار اڈیسن کو معاملات مُلکی مین دست اندازی کرنی ہی پڑی۔ یہ نامور شاعر وزیر اعظم کے ہمرکاب ہنوور[1] گیا اور ۱۷۰۶ء مین سکریٹری آف اسٹیٹ اور ۱۷۰۹ء مین لارڈ لفٹنٹ ملک آئرلینڈ کے سکرٹری کی خدمت اور ساتھ ہی اسکے سرکاری دفتر بھی سپرد ہوا۔ تنخواہ تین سو پونڈ سالانہ جو سکہ ہند رائج الوقت سے چار ہزار دو سو روپیہ کے قریب قریب ہوتی ہے مقرر کی گئی۔ اسی سال اڈیسن کے پُرانے ہم مکتب اور دوست مسٹر ریچرڈ اسٹیل نے رسالہ "دی ٹائی ٹلر" نکالا۔ اور اس ادیب نے اوسمین مضامین لکھنا شروع کیے۔ دیگر اخبار "وہگ اگزامنر" مین بھی مضامین لکھتا تھا۔ اور یہ مضامین معاملات مُلکی پر بہت خوبی اور لیاقت کے ساتھ لکھے جاتے تھے۔

یکم مارچ ۱۷۱۱ء کو رسالہ "دی اسپکٹیٹر" نکلا۔ اسمین بھی اڈیسن کے مضمون نکلنے لگے۔ اور اسکی ذہانت اور لیاقت کا شہرہ ہو گیا۔ اسنے "کیٹو" کی سرخی سے اپنا ناٹک شایع کیا اور جب وہ ناٹک کیا گیا تو بہت کامیابی ہوئی اور وہ یہانتک عام پسند ہوا کہ قریب قریب تمام زبانون مین اوسکا ترجمہ ہو گیا۔ مگر نظم سے اسکی نثر بڑھی ہوئی ہے۔ نثر مین۔ دینداری اخلاق۔ ذہانت۔ خوش طبعی۔ اس خوبی کے ساتھ دکھائی جاتی تھی کہ جہان اسکا کوئی مضمون نکلا اور لوگون نے اُسے ہاتھون ہاتھ لیا۔ اس قابل شاعر اور نامور ادیب نے ۱۷۱۶ء مین ایک امیر و معزز خاتون "کاونٹس آف وارو ک" کے ساتھ اپنا عقد کیا۔ اور شادی کے سال بھر بعد اسے سکریٹری آف اسٹیٹ کا عہدہ ملا۔ لیکن چونکہ یہ خلقی کم سخن تھا۔ اور اسکی زبان بڑے بڑے مجمعون مین نہ کُھلتی تھی۔ اور اس عہدہ کے لیے پارلیمنٹ مین مباحثہ کرنا لازمی امر تھا۔ اسوجہ سے اسکو ۱۷۱۸ء مین استعفا دینا پڑا۔ اہل الراے کے نزدیک اڈیسن نے اس شادی مین سخت غلطی کی تھی۔ میان اور بی بی مین درجہ کے غیر مساوی ہونے سے

---

[1] مُلک جرمن مین ایک صوبہ ہے۔

اتفاق نہ تھا۔ ڈاکٹر جانسن لکھتے ہین۔ " اِس خاتون کو اوسی قسم کے شرائط پر ترغیب نکاح دی گئی تھی۔ جس قسم کے شرائط پر ترکی شہزادے کا عقد ہوتا ہے۔ سلطان فرماتے ہین۔ بیٹی! مین اِس شخص کو تیری غلامی مین دیتا ہون "

اڈیسن نے شادی سے تین برس بعد یعنی سنہ ۱۷۱۹ع مین ۴۸ برس کی عمر پاکر بمقام ہالنڈ ہوس جو کنگسٹن مین ہے چند مہینہ بیمار رہ کر انتقال کیا۔ اور اپنی قابلیت اور نیک نامی کو اپنا وارث چھوڑ مرا۔ جنھون نے اوسکے نام بلکہ خود اوسکو زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ ممکن ہی نہین ہے کہ کسی کو علمی مذاق ہو اور وہ اڈیسن کی تصانیف کو نہ دیکھے۔ اور اوسکے قلم کی شوخی سے پھڑک نہ جاے۔ اسکی بہت سی کتابین بعد وفات شایع ہوئین۔

تمت

ارمغان اودھ

پبلک کی قدردانی سے یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ بک گئی۔ اب صرف ۲۴۳۔ جلدیں باقی ہیں۔ قیمت گھٹا کر بجائے ۱۰ کے ۸ محصول ۹ کر دی گئی ہے۔ جملہ درخواستیں راقم کے پتہ سے جلد آئیں ورنہ تا انطباع ثانی تعمیل فرمایش نہو سکے گی ۔

محمد ارتضا علی۔

گولہ گنج۔ لکھنؤ
